إِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ

قیامت کی نشانیاں

مسجدِ علی "سورت" میں جاری ماہانہ درسِ حدیث کا مجموعہ

افادات

مفتی محمود بن مولانا سلیمان حافظجی بارڈولی حفظہ اللہ تعالیٰ

استاذِ تفسیر و حدیث: جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، سملک گجرات

ناشر

نورانی مکاتب

www.nooranimakatib.com

إِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ

قیامت کی نشانیاں

مسجدِ علی "سورت" میں جاری ماہانہ درسِ حدیث کا مجموعہ

افادات

مفتی محمود بن مولانا سلیمان حافظجی بارڈولی حفظہ اللہ تعالی

استاذِ تفسیر و حدیث: جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، سملک، گجرات

ناشر

نورانی مکاتب

www.nooranimakatib.com

تفصیلات

نام کتاب:..............................قیامت کی نشانیاں
افادات:......................مفتی محمود صاحب بارڈولی دامت برکاتہم
صفحات:..280
ناشر:..نورانی مکاتب

ملنے کے پتے

مولانا یوسف صاحب بھانا،محمود نگر، ڈابھیل۔9558174772
Email id: yusuf_bhana@hotmail.com

ادارۃ الصدیق ڈابھیل، گجرات۔99048,86188 \ 99133,19190

مدرسہ فاطمۃ الزہراء، بارڈولی،سورت، گجرات.9099405959

خواجہ بھائی،صلابت پورا،سورت.9979582212

اجمالی فہرست

تفصیلی فہرست

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا اور دجال کا قتل

حضرت تمیمِ داری رضی اللہ عنہ کی دجال سے ملاقات کا عجیب وغریب واقعہ

قیامت کی بعض متفرق علامتیں

پیش لفظ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين الذى قال :اِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ . (الغافر:٥٩)

و الصلوة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين الذي سئل عن الساعة ، فقال تعالىٰ :يَسْـئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ، قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللهِ ، وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا . (الاحزاب:٦٣)

و على اٰله وصحبه وعلى من تبعهم باحسان الى يوم الدين ، أمابعد!

الحمدللہ! سنہ ۲۰۰۱ء سے سورت شہر میں درسِ قرآن کا سلسلہ جاری ہے،سورت صلابت پورہ ،مومنا واڑ بڑی مسجد کے ذمے داروں کی طرف سے عزیز القدر مولانا حافظ سلیم ابن محمد قاسم حکیم (فاضل: جامعہ ڈابھیل،ورکنِ شوریٰ وٹرسٹی: نورانی مکاتب و گلشنِ احمد ٹرسٹ سورت واستاذِ عربی وفارسی ادب وفقہ: ملّا مسجد سورت) نے اپنے محلے کے ذمے داروں کی طرف سے دعوت پیش کی کہ ہمارے یہاں ہر ہفتے ایک مرتبہ درسِ قرآن کی مجلس کا سلسلہ جاری کیا جائے۔

بندے نے اپنے مشفق ،مربی ،محسن ،مرشد واستاذ حضرت اقدس شیخ الحدیث مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم سے اس دعوت کا تذکرہ کیا۔ حضرت والا نے میری مختلف درسی ،دینی وملی مشغولیات وذمے داریوں کے پیشِ نظر ارشاد فرمایا کہ: درسِ قرآن کا سلسلہ جاری ہو یہ بہت اچھی بات ہے؛لیکن سوال یہ ہے کہ تم ہر ہفتے اس کو

پابندی کے ساتھ نبھا سکو گے؟

میں نے عرض کیا کہ: حضرت! آپ دعا فرما دیجیے کہ: میرے لیے اس کو پابندی کے ساتھ نبھانا آسان ہو جائے۔

بس! بفضل اللہ تعالیٰ ہر پیر کو یہ سلسلہ جاری ہوا، سورۂ یاسین سے یہ تفسیر شروع ہوئی، پھر سورۂ طٰہٰ، یوسف، کہف، نور، احزاب، سبا، رحمٰن، جمعہ، ملک، مزمل، مدثر وغیرہ، اس طرح ایک عرصے تک متفرق سورتوں کا سلسلہ چلتا رہا، پھر سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ سے ترتیب سے سلسلہ آگے بڑھا اور اس وقت پارہ گیارہ، سورۂ یونس بحمد اللہ! چل رہی ہے؛ گویا اتنے سالوں میں مجموعی مقدار دیکھی جائے تو نصف سے زیادہ قرآنِ کریم کی عمومی تفسیر بحمد اللہ! سورت میں ہو چکی ہے۔

جب بھی کوئی سورت مکمل ہوتی ہے تو اس کی سی ڈی (cd) تیار ہوتی ہے اور سیکڑوں کی تعداد میں بتوفیق اللہ! تقسیم کی جاتی ہیں، سورت شہر کے مختلف علاقوں سے اور اطراف کی آبادیوں سے اور کئی مرتبہ دور دراز شہروں سے بھی مسلمان بھائیوں کا ایک بہت بڑا مجمع شوق، طلب اور رغبت کے ساتھ حاضر ہوتا ہے، نیز جتنا مجمع مسجد میں مردوں کا ہوتا ہے اس سے کچھ زیادہ ہی مجمع مختلف مکانات میں مستورات کا بھی ہوتا ہے۔

اس وقت تقریباً چالیس (۴۰) مکانات میں مسجد سے مائیک کا ربط ہے اور اس میں پورے شہر بھر سے اور محلے کی عورتیں شریک ہوتی ہیں۔

مجلس کے اختتام پر علمی سوالات کا سلسلہ بھی ہوتا ہے، مختلف مقاصد کے لیے دعا کی درخواست کے پرچے بھی ہوتے ہیں، اہم مواقع پر چندے کا بھی اہتمام

ہوتا ہے، بیعت، نکاح، تکمیلِ حفظ و ناظرہ کی مجلس بھی ہوتی ہے، غرض! یہ مجلس درسِ قرآن کے ساتھ ساتھ دیگر بہت ساری خیر و برکات کا مجموعہ ہے۔

ہر پیر کو ہونے والی یہ تفسیر انٹرنیٹ پر لائیو (Live) بھی ہوتی ہے اور دنیا بھر کے کئی ملکوں کے لوگ الحمد للہ! اس تفسیر کو سنتے ہیں، ان کے لیے انٹرنیٹ، ویب سائٹ اور Mixlr پر اوقات بھی بتائے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس مبارک سلسلے کو بے انتہا قبول فرماوے اور اپنے فضل و کرم سے عافیت کے ساتھ پایۂ تکمیل تک پہنچائے، اور اس کا فیض تا قیامت عالم میں جاری و ساری فرماوے، آمین۔

باڑدولی میں درسِ قرآن

باڑدولی مسجدِ اقصیٰ میں رمضان میں دو تین مرتبہ درسِ قرآن کا سلسلہ ایک عشرے کے لیے جاری ہوا، اس کے علاوہ سال بھر مہینے میں ایک جمعہ مسجدِ اقصیٰ میں درسِ قرآن کی مجلس جاری ہوئی جس کی برکت سے تیسویں پارے کی اکثر سورتیں اور اٹھائیس، انتیس پارے کی کچھ سورتیں بحمد اللہ! ہوئیں، پھر جب سے مسجدِ مریم تعمیر ہوئی اور مسجدِ اقصیٰ جانا آنا کم ہوا تو تفسیر کا سلسلہ بھی کم ہو گیا۔

بحمد اللہ! جامعہ ڈابھیل میں بھی ترجمۂ قرآن مجید اور درسِ جلالین کا سلسلہ جاری ہے، انٹرنیٹ کے ذریعے اس سے بھی بہت سارے لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

درسِ قرآن کی مجلس کے لیے چند باتیں خصوصیت سے پیشِ خدمت ہے:

(۱) علمائے کرام اور ائمۂ مساجد سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے محلے کی مسجدوں میں، بستیوں میں کم از کم ہفتے میں ایک مرتبہ درسِ قرآن کا اہتمام کریں، عام

مسلمانوں کی ذہنی سطح کی رعایت کرتے ہوئے معارف القرآن، ترجمۂ شیخ الہند، حضرت علامہ عثمانی کا حاشیہ، ہمارے حضرت مفتی احمد صاحب کا آسان درسِ قرآن اور بندے کا تیسیر القرآن مع حواشی وغیرہ کا مطالعہ کر کے امت کے سامنے درسِ قرآن پیش کریں۔

② اگر مطالعہ کر کے زبانی درسِ قرآن کی ہمت نہ ہوتی ہو تو معارف القرآن، آسان درسِ قرآن وغیرہ کا مطالعہ کریں اور عوام میں جو باتیں پیش کرنا مناسب معلوم ہو اس کے نیچے پنسل سے نشان کر دیں اور وہ بات دیکھ کر پڑھ کر سنا دی جائے، یہ بھی ان شاء اللہ! بہت فائدہ مند ثابت ہوگا۔

③ درسِ قرآن سے پہلے صلوۃ الحاجۃ پڑھ کر دعاؤں کا اہتمام ہو، کچھ مقدار میں تلاوت یا درودِ پاک اس مجلس میں نورانیت، برکت اور تاثیر پیدا کرنے کی نیت سے اس کا اہتمام کر لیا جائے۔

④ سب سے پہلے قرآن کی آیتوں کو ایک ایک کر کے تجوید کی رعایت کے ساتھ مجمع کے سامنے عمدہ انداز میں تلاوت کریں اور جو آیت تلاوت کی گئی اس کا آسان ترجمہ لوگوں کو سنائیں، جتنی مقدار میں آیات کی تفسیر کرنی ہے وہ تمام آیات مع ترجمہ سنانے کے بعد ان آیات کا خلاصہ سنائیں، اس سلسلے میں بندے کا ایک مضمون ''درسِ قرآن کا طریقہ'' ملاحظہ فرمالیں۔

⑤ اللہ تعالیٰ کی رضا، خود کا اور امت کا دینی و اخروی فائدہ اور درسِ قرآن کے حلقے پر فضیلت کے حصول کی نیت کے ساتھ یہ سلسلہ جاری رہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ نے فضائلِ اعمال میں روایت نقل کی ہے:

عن أبي هريرة ﷺ أنّ رسولَ الله ﷺ قال:ما اجتمع قومٌ في بيت من بيوت الله يتلون كتابَ الله و يتدارسونه بينهم الا نزلت عليهم السكينة و غشيتهم الرحمة وحفتهم الملائكة و ذكرهم الله فيمن عنده .(فضائلِ قرآن مجید:۵۱۸،بحوالہ مسلم وابوداؤد)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ: کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہوکر قرآنِ پاک کی تلاوت اوراس کا دور نہیں کرتی مگران پر سکینہ نازل ہوتی ہےاور رحمت ان کوڈھانپ لیتی ہے،رحمت کے فرشتے ان کوگھیر لیتے ہیں اوراللہ تعالیٰ ان کاذکرفرشتوں کی مجلس میں فرماتے ہیں۔

درسِ حدیث

قرآنِ مجید کی طرح درسِ حدیث کی بھی بہت ہی اہمیت وفضیلت ہے؛ چنانچہ سورت شہر میں ۳۰ ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ مطابق: ۱۴ ستمبر ۱۹۹۶ء سے ہمارے حضرت مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم کی ریاض الصالحین بعدہ دیگر کتبِ احادیث کی مجلس شروع ہوئی اوراس کے فیض سے بھی امت کا بڑا طبقہ مستفیض ہورہا ہے۔

چنانچہ سورت شہراوررانديرکے بالکل بیچ میں لبِ سڑک مسجدِ علی قائم ہوئی، یہ مسجد فنِ تعمیر کا بھی ایک بہت عمدہ شاہکار ہے،اس مسجد کے بانی الحاج رفیق بھائی پاڈیلا اوران کے دونوں بیٹے حاجی محمد علی اورحاجی ریاض کے اصرار پرسورت شہر کے ہمارے مخلص حاجی اختر بھائی میمن (ٹرسٹی:گلشنِ احمد ٹرسٹ،اون،سورت) نے مسجدِ علی میں

درسِ حدیث شروع کرنے کے سلسلے میں دعوت پیش کی، بندے نے اس کو غنیمت سمجھا اور درسِ حدیث کو اپنے لیے سعادت سمجھتے ہوئے یہ مبارک سلسلہ دسمبر ۲۰۱۶ء کو بدھ اور جمعرات کے درمیان والی رات میں شروع ہوا۔

شروع میں یہ بات ذہن میں آئی کہ چونکہ آج کل لوگوں میں قیامت کے متعلق بہت دل چسپی ہے، لوگ بہت ہی شوق ورغبت سے قیامت کے متعلق معلومات حاصل کرتے ہیں اس لیے قیامت کی علامات کے متعلق جو احادیث ہیں ان احادیث کو امت کے سامنے پیش کیا جائے؛ چنانچہ مختلف کتابوں سے علاماتِ قیامت کے سلسلے میں احادیث کا درس شروع ہوا، یہ مجلس مہینے میں ایک مرتبہ بدھ کو ہوتی ہے، اس کے لیے صحاحِ ستہ سے احادیث کا انتخاب کر کے پیش کیا جاتا ہے جس میں ہمارے حضرت مفتی احمد صاحب کی حدیث کے اصلاحی مضامین کی جلد پندرہ (۱۵) سے بندے نے بھرپور استفادہ کیا اور دوسری جن جن کتابوں سے استفادہ ہوا ان کا موقع بہ موقع حوالہ آپ کو اس کتاب میں ملے گا۔

جب علاماتِ قیامت کا سلسلہ ایک سوا سال میں مکمل ہوا تو مسجدِ علی کے پڑوس میں حضرت شیخ قاری رشید صاحب اجمیری دامت برکاتہم العالیہ کا مکان ہے تو ایک روز ان کی ملاقات کے لیے حاضری ہوئی تو حضرت قاری صاحب نے استفہامِ تقریری کے انداز میں فرمایا کہ: بخاری شریف کا درس شروع کیا۔ تو بندے کو مناسب معلوم ہوا کہ اللہ کے ایک نیک بندے کا منشا یہ ہے کہ درسِ بخاری شروع کیا جائے؛ چنانچہ ۱۴/ فروری ۲۰۱۸ء سے بخاری شریف میں جو واقعات آئے ہیں ان کو ترتیب کے ساتھ

پیش کرنے کا سلسلہ شروع کیا گیا۔

یہ حدیث کی مجلس بھی انٹرنیٹ پر شائع ہوتی ہے اور لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں، اب اس کو کتابی شکل میں امت کے سامنے پیش کیا جارہا ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مبارک سلسلے کو بے انتہا قبول فرماوے اور بخاری شریف میں جتنے واقعات آئے ہیں اللہ تعالیٰ عافیت کے ساتھ مکمل کروائے۔

حضرت شیخ تقی الدین ندوی دامت برکاتہم العالیہ نے بخاری شریف کا جو نسخہ نئی کمپوزنگ اور اپنی تحقیق کے ساتھ شائع کیا ہے اس کی جلدِ اول میں جتنے واقعات ہیں ان میں سے اکثر پچھلے ایک سال میں بحمد اللہ! مکمل ہو گئے اور اب دوسری جلد کے واقعات شروع ہوئے ہیں؛ لہٰذا اس سلسلے کو درسِ حدیث اور قصص البخاری کا مبارک عنوان دیا جا سکتا ہے۔

سورت کی درسِ قرآن اور درسِ حدیث کی مجلس کے سلسلے میں آمد و رفت، قیام وطعام، آنے والے مہمانوں کا اکرام، سواری، یہ سارے نظامات جو حضرات اپنا وقت اور مال کی قربانی دے کر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان حضرات کو بھی خوب خوب جزائے خیر عطا فرمائے، اس سلسلے صلابت پورا درسِ قرآن میں حسبِ ذیل حضرات قابلِ ذکر ہیں: جناب عبد الحمید (ماسٹر) غلام محمد کپڑا والا (ٹرسٹی: گلشنِ احمد ٹرسٹ نورانی مکاتب، سورت، انھوں نے ایک سہولت والا کمرہ اسی غرض سے بندے کے لیے خاص کر دیا ہے) مولانا سلیم صاحب محمد قاسم بھائی حکیم، اقبال بھائی فاروق بھائی مکھی، محی الدین (خواجہ بھائی) اللہ رکھا وزیر والا، مشتاق بھائی نور محمد اوکا، جاوید بھائی ایوب بھائی بنگڈی

والا، صدیق بھائی محمد بھائی واڑی والا، اور اقبال بھائی قاسم قلعدار۔

اور درسِ حدیث کے سلسلے میں یہ حضرات قابلِ ذکر ہیں: حاجی رفیق بھائی اور ان کے دو بیٹے: حاجی محمد علی، حاجی ریاض۔ اختر بھائی، مولانا حارث صاحب وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ قرآن اور حدیث کی نسبت پر ان حضرات کی قربانیوں کو بے انتہا قبول فرماوے اور دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرماوے، ان کی نسلوں کو اللہ تعالیٰ قبول فرماوے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان سلسلوں کو قبول فرمائے،، میرے لیے، میرے والدین، اساتذہ اور اس کتاب کی تیاری میں حصہ لینے والے تمام ہی حضرات کے لیے اپنی رضا اور صدقۂ جاریہ کا ذریعہ بنائے اور اس کے علوم ومعارف، انوار وبرکات اور عمل سے دارین میں مالا مال فرمائے، اور تمام حضرات کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے، امین، أمین، أمین یارب العالمین بحرمة سید المرسلین، علیه الف الف صلاة وسلام یارب العالمین۔

(مفتی) محمود (صاحب) حافظ جی عفی عنہ
مدرس: جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل
مورخہ: ۷؍رجب ۱۴۴۱ھ
مطابق: ۳؍مارچ ۲۰۲۰ء

❁❁❁

مقدمہ

اَشْرَاطُ السَّاعَةِ کا معنی ومفہوم

اشراط یہ شرط کی جمع ہے،اور شرط کے معنی ''علامت'' کے ہوتے ہے،اشراط الساعۃ کا مطلب ہے ''قیامت کی علامات اور اس کے اسباب''؛یعنی یہ وہ علامات ہیں جن کے بعد قیامت واقع ہوجائے گی۔

الساعۃ: اس سے مراد وہ وقت ہے جس میں قیامت واقع ہوگی،اس کا نام ''الساعۃ''یعنی گھڑی اس لیے رکھا گیا ہے کہ یہ گھڑی اچانک لوگوں پر آ کھڑی ہوگی اور ساری مخلوق ایک ہی چیخ کے ذریعے مرجائے گی۔

قیامت کا وقت

قیامت کا آنا ایک یقینی بات ہے،دنیا کے بہت سارے مذاہب کسی نہ کسی شکل میں قیامت کے تصور کو مانتے اور تسلیم کرتے ہیں۔قیامت کا واقع ہونا مسلمانوں کے بنیادی عقائد میں سے ایک اہم ترین عقیدہ ہے۔البتہ یہ کہ قیامت کب واقع ہوگی اس کے متعینہ وقت کا علم تو اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے پاس ہی رکھا ہے۔سورۂ لقمان میں باری تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ اللہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَةِ.(لقمان:۳۴)

ترجمہ: بے شک قیامت کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے۔

دوسری جگہ سورۂ اعراف میں ارشاد ہے:

یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ

رَبِّیْ ۚ لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ . (الأعراف:۱۸۷)

ترجمہ: یہ لوگ تم سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں وہ کب قائم ہوگی؟ (اے نبی!) تم (ان کو) جواب دو کہ: اس کی خبر تو صرف میرے رب ہی کے پاس ہے، وہی (اللہ تعالیٰ) اس (قیامت) کو اس کے وقت پر ظاہر کریں گے۔

قرآنِ کریم میں اس قدر صراحت کے ساتھ حقیقت بتلادی گئی، اس کے باوجود بہت سارے لوگ اس بات کی تحقیق میں رہتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی؟ اور اسرائیلیات اور دیگر آثار کو ملا کر دنیا کی مجموعی عمر اور اس سے قیامت کے وقت کی تحقیق و تعیین کرنے کی ناکام کوشش کرتے رہتے ہیں۔ یہ سب عبث اور لغو کام ہے، خود باری تعالیٰ ایسے لوگوں کو متنبہ کرتے ہوئے آگے ارشاد فرماتے ہیں:

قیامت کا اچانک آنا

لا تأتیکم إلّا بغتةً.

وہ تم پر اچانک آپڑے گی، اس طرح آپڑے گی کہ کسی کو اس کے آنے کا وہم وگمان بھی نہ ہوگا۔

چنانچہ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

عن أبي هريرة أنَّ رسولَ الله ﷺ قَالَ : لا تقوم الساعة حتى تطلُعَ الشمسُ مِنْ مغربها ، فإذا طَلَعَتْ وَرَاٰهَا النَّاسُ اٰمَنوا أجمعون فذٰلك حين لا ينفعُ نفسًا إيمانُها لم تكن اٰمَنَتْ مِنْ قبلُ أو كسبت في إيمانها خيرًا ولتقومَنَّ الساعة و قد نشر الرجلانِ ثوبهما بينهما

فلايتبايعانه ولا يَطْوِيانِه ولتقومَنَّ الساعة وقد انصرف الرجلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِه فلا يطعمه ، ولتقومَنَّ الساعة وهو يليطُ حوضه فلا يسقى فيه ولتقومَنَّ الساعة وقد رفع أُكْلتَه إلى فيه فلا يطعمها.(البخاري:۶۹۳/۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: ''قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک سورج پچھم کی سمت سے نہ نکل آئے، جب سورج پچھم کی سمت سے نکل آئے گا اور لوگ اسے دیکھ لیں گے، تب سب لوگ ایمان لے آئیں گے، لیکن یہ وہ وقت ہوگا جب کسی کا ایمان لانا قابلِ قبول نہ ہوگا، قیامت اس طرح یکا یک آجائے گی کہ دوآدمی آپس میں کپڑے کا معاملہ کررہے ہوں گے، پھر نہ تو اس کی خرید کر پائیں گے اور نہ کپڑے کو لپیٹ ہی سکیں گے۔ قیامت اس طور پر اچانک واقع ہوگی کہ آدمی اپنے جانور کا دودھ لیے آرہا ہوگا یہاں تک کہ وہ اسے پی بھی نہ سکے گا۔ قیامت اس طرح اچانک آپڑے گی کہ ایک شخص پانی کے لیے اپنے حوض کو مٹی سے لیپ کر درست کررہا ہوگا؛ مگر اسے استعمال بھی نہ کر پائے گا۔ قیامت ایسے دفعتاً آپہنچے گی کہ ایک شخص کھانے کے لیے لقمہ اٹھائے ہوئے ہوگا اور اسے کھا بھی نہ سکے گا''۔

خلاصہ یہ نکلا کہ: قیامت کب آئے گی اس کا متعین علم صرف اور صرف باری تعالی کے پاس ہے؛ البتہ قیامت کی بہت ساری علامتیں ہمیں اللہ تعالی نے اپنے صادق ومصدوق رسول حضرت محمد ﷺ کے واسطے سے بتلائی ہیں۔ اور اس بات پر ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالی کی باتیں پختہ اور اٹل ہیں، اور جو باتیں اللہ تعالی کی جانب سے ہمیں بتلائی گئیں وہ ہوکر رہیں گی۔

لہٰذا جن علاماتِ قیامت کا تذکرہ کیا گیا ان کا واقع ہونا ایک ضروری بات ہے، ان میں سے بہت سی علامات تو اب تک اس عالم میں واقع ہو چکی ہیں، کچھ واقع ہو رہی ہیں، اور بہت ساری علامتیں اپنے اپنے وقت پر ظاہر ہوتی رہیں گی۔

قیامت کی الگ الگ قسم کی نشانیاں

یہ بات سمجھنی چاہیے کہ قیامت کی نشانیاں الگ الگ قسم کی ہیں:

① کچھ نشانیاں ایسی ہیں جن کا تعلق زمین سے ہے، جیسے زمین میں بڑے بڑے زلزلے آئیں گے، قحط پڑیں گے، خسف ہوگا؛ یعنی زمین میں دھنسنے کا عذاب۔

② کچھ نشانیاں ایسی ہیں جن کا تعلق انسانوں سے ہے، جیسے حدیث میں آتا ہے کہ عورتوں کی تعداد زیادہ ہو جائے گی (اور مردوں کی تعداد کم ہوگی)۔

③ قیامت کی کچھ نشانیاں ایسی ہیں جن کا تعلق انسانوں کے اخلاق سے ہے؛ یعنی لوگ ایسے برے اخلاق میں مبتلا ہو جائیں گے کہ ان کو دیکھ کر یقین ہو جائے گا کہ اب قیامت قریب ہے، جیسے کہ روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ لوگ راستوں پر جانوروں کی طرح کھلے عام زنا کرنے لگیں گے، کہتے ہیں کہ: اس زمانے میں سب سے بڑا ولی وہ ہوگا جو اس طرح کھلے عام زنا کرنے والوں کو بس اتنا کہہ دے کہ: ایک طرف ہو جاؤ، سب کے سامنے اس طرح غلط کام مت کرو۔

اِس سے اندازہ لگاؤ کہ اخلاق کتنے گر چکے ہوں گے اور انسانوں کی شرم وحیا قیامت سے پہلے کتنی ختم چکی ہوگی!

④ قیامت کی کچھ نشانیاں ایسی ہیں جن کا تعلق آسمان سے ہے، جیسے کہ

قیامت سے پہلے آسمان پر خطرناک قسم کا دھواں ظاہر ہوگا۔

علاماتِ قیامت کی دو قسمیں

قیامت کی جو علامات قرآن وحدیث میں وارد ہوئی ہیں وہ دو قسم کی ہیں:

① علاماتِ صغریٰ یعنی چھوٹی علامتیں اوران کو علاماتِ بعیدہ بھی کہہ سکتے ہیں، یہ علامتیں قیامت سے پہلے وجود میں آویں گی، لیکن یہ ضروری نہیں کہ ان کے بعد قیامت جلد ہی آجائے۔

② علاماتِ کبریٰ یعنی بڑی بڑی علامتیں ان کو علاماتِ قریبہ بھی کہہ سکتے ہیں، یہ علامتیں دنیا میں عام معمول کے خلاف قیامت کے قریب تر زمانہ میں ظاہر ہوں گی۔ ان علامات کو دیکھ کر یہ بات واضح ہوجائے گی کہ اب قیامت دور نہیں (**کما یُستفاد من فتح الباري ۱۱/۴۲۸**) اسی دوسری قسم یعنی علاماتِ کبریٰ میں سے ایک بہت بڑی علامت حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور بھی ہے۔

علاماتِ قیامت کی ایک اور تقسیم

احادیث میں غور کرنے سے یہ علامات تین طرح کی معلوم ہوتی ہیں:

① علاماتِ بعیدہ: جو دنیا کے آخری دور میں پیش آویں گی، لیکن قیامت سے بہت پہلے پیش آویں گی، جیسے حدیث میں خود نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کو بھی قیامت کی علامت قرار دیا گیا۔ اسی طرح قرآن مجید میں ہے:

﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ [القمر:۱]

ترجمہ: قیامت قریب آ لگی ہے اور چاند پھٹ گیا ہے۔

② علاماتِ متوسطہ: جو قیامت کے قریب کے دور میں پیش آویں گی، لیکن ان علامات کے فوری بعد بھی قیامت کا واقع ہونا ضروری نہیں، بلکہ اس کے کچھ فاصلے کے بعد قیامت کا وقوع ہوگا، جیسے ان گناہوں کا عام ہونا جن کی احادیث میں خبر دی گئی ہے، اسی طرح وہ احوال جو انسانوں کے لئے تعجب خیز ہوں گے، جیسے احادیث میں ہے کہ:

(الف) جب باندی اپنے آقا کو جننے لگے، اس کا ایک مفہوم یہ ہے کہ: باندیوں کی اولاد بادشاہت کے مقام کو حاصل کرنے لگے۔ دوسرا مطلب: اولاد ماؤں پر اپنا حکم چلانے لگے وغیر ذلک۔

(ب) کالے اونٹ (جو عرب میں کم قیمت مال سمجھا جاتا تھا) کے چرواہے یا کالے رنگ کے چرواہے اونچی عمارتیں تعمیر کرنے لگے۔

(ج) اسی طرح درمنثور کی ایک روایت میں ان علامات کو حضور ﷺ نے تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔

نوٹ: درِمنثور کی تفصیلی روایت اس کتاب کے آخر میں صفحہ ۲۷۵ پر ملاحظہ فرمائیں۔

③ علاماتِ قریبہ: وہ علامات جو نہایت قریب زمانہ میں پیش آویں گی، ان علامات کے ظہور کے فوری بعد مختصر وقت گذرنے پر قیامت واقع ہو جائے گی جیسے حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور، حضرت عیسٰی علیہ السلام کا نزول، دجال اور یاجوج ماجوج کا خروج، سورج کا مغرب سے نکلنا، صفا پہاڑ سے ایک جانور کا نکلنا، جس کا لوگوں سے

بات کرنا وغیرہ وغیرہ۔

قیامت کی علاماتِ قریبہ

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أُسِيدٍ رضي الله عنه قَالَ: إن السَّاعَةَ لن تَقُومَ حَتَّى تَرون قبلها عَشْرَ آيَاتٍ: فذكر :الدُّخَانَ وَالدَّجَّالَ وَالدَّابَّةَ و طُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَ وَيَأْجُوجَ , وَمَأْجُوجَ , وَخُرُوجَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَام , وَثَلَاثَ خُسُوفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ , وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ , وَخَسْفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ , وَنَارٌ تَخْرُجُ مِنْ اليمن تَطرد النَّاسَ إِلى مَحْشَرِهم . (المسلم)

حضرت حذیفہ ابن اسید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم دس نشانیوں کو دیکھ نہ لو، پھر حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ دس نشانیاں گنوانا شروع کی:

① دھویں کا ظاہر ہونا۔ ② دجال کا آنا۔ ③ ایک جانور نکلے گا جو لوگوں سے بات کرے گا۔ ④ سورج کا مغرب سے نکلنا۔ ⑤ یاجوج ماجوج کا نکلنا۔ ⑥ حضرت عیسیٰ کا اترنا۔ ⑦ دنیا کے مشرق کی جانب میں خسف ہوگا۔ ⑧ اور مغرب کے علاقوں میں خسف ہوگا۔ ⑨ اور جزیرۃ العرب میں خسف ہوگا۔

''خسف'' کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کو زمین میں زندہ دھنسا دیا جائے گا ایسا عذاب آئے گا اور یہ عذاب دنیا میں تین جگہ پر ہوگا: ایک مشرقی علاقوں میں آئے گا، دوسرا مغربی ملکوں میں بھی آئے گا اور تیسرے عرب کے اندر بھی آئے گا۔

⑩عدن کے ایک غار سے آگ نکلے گی جو لوگوں کو میدانِ محشر کی طرف لے جائے گی۔

قیامت کی نشانیاں یہ الارام ہے

قیامت کی یہ نشانیاں جو اس وقت ہم دنیا میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے لیے الارام کی گھنٹیاں ہیں؛ تاکہ انسان غفلت کی نیند سے اٹھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والا بن جائے۔

پہلے جو حالات دنیا میں بیس پچیس سال میں بدلتے تھے وہ اس وقت ایک دن میں بدل رہے ہیں، ایسے حالات سے اس وقت دنیا گزر رہی ہے، ایسے حالات میں سب سے بڑی فکر اپنے ایمان اور اپنی اولاد اور نسلوں کے ایمان کو بچانے کی کرنا ہے؛ اس لیے علمائے ربانی سے تعلق رکھو، دینی مدارس، خانقاہوں اور دعوت وتبلیغ کی مبارک محنتوں سے جڑے رہو، اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ ہماری اور ہماری نسلوں کے ایمان کی حفاظت فرمائے، آمین۔

آج کے حالات میں اس کی بڑی ضرورت ہے؛ چوں کہ قیامت کی نشانیوں کے سلسلے میں بہت ساری بے بنیاد اور من گھڑت باتیں پھیلائی جا رہی ہیں، ایسے حالات میں جو صحیح حدیثیں ہیں، جن میں قیامت کے متعلق ضروری باتیں حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں ان کو جاننا اور سمجھنا ہمارے لیے بہت ضروری ہے۔

❁❁❁

دجال کا ظاہر ہونا

دجال کا مختصر تعارف

دجال کا ظاہر ہونا قیامت کی ایک بڑی نشانی ہوگی

① نام: دجال۔

② دجال نام کی وجہ: دجال: دَجل سے ہے جس کا معنی ہے ''دھوکا دینا''۔ دجال لوگوں کو دھوکا دے کر اپنے متعلق غلط نظریے دل و دماغ میں جمانے کی کوشش کرے گا؛ اس لیے اس کو دجال کہا جاتا ہے۔

③ دجال کا لقب: مسیح ؛ زمین میں سیر کرے گا؛ اس لیے اس کو ''مسیح'' کہتے ہیں۔

④ پیدائش: تعیین کے ساتھ پتہ نہیں چل سکا کہ کس وقت اور کس جگہ ہوئی؟ البتہ ایک قول یہ ہے کہ وہ بنی نوعِ انسان میں سے ہے:

اِنَّ الدَّجَّالَ اِنْسَانٌ مِثْلُكُمْ ؛ بَلْ اَضْعَفُ مِنْكُمْ . (الملفاتیح شرح المصابیح)

⑤ خاندان: علامہ شبیر عثمانیؒ لکھتے ہیں کہ: ہوسکتا ہے کہ دجالِ اکبر بھی یاجوج ماجوج کی قوم میں سے ہو۔ (فوائدِ سورۂ کہف)

⑥ دجال کی اولاد: وہ بانجھ ہوگا، اس کی کوئی اولاد نہیں ہوگی؛ البتہ اس کی روحانی اولاد؛ یعنی اس کے جیسی بری صفت والے لوگ دنیا میں اس وقت بھی بہت ہیں جو ''دجالیت'' کے ترجمان ہیں۔

⑦ دجال کا قد: چھوٹے قد کا ہوگا اور پنڈلیوں کے درمیان فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کی چال میں لڑکھڑاہٹ ہوگی۔

⑧ دجال کی چمڑی: اس کی چمڑی سفید ہوگی۔

⑨ دجال کی آنکھ: اس کی بائیں آنکھ بالکل سپاٹ ہوگی اور اس میں ذرا سا معمولی سوراخ گا؛ لیکن اس سے نظر نہیں آئے گا اور دائیں آنکھ اُبھری ہوئی؛ یعنی آگے کو نکلی ہوئی ہوگی؛ جیسے انگور کا خوشہ ہوتا ہے، اس میں تمام انگور ترتیب سے ہوتے ہیں؛ لیکن اگر ایک انگور آگے نکلا ہو تو کیسا نظر آتا ہے؟ ویسی اس کی دوسری آنکھ ہوگی، خلاصہ یہ ہے کہ اس کی دونوں آنکھیں عیب والی ہوں گی۔

⑩ دجال کی پیشانی: وہ کھلی پیشانی والا ہوگا۔

⑪ دجال کے بال: اس کے سر کے بال گھنے اور بہت زیادہ گھونگھریالے ہوں گے۔

⑫ ظاہر ہونے کے وقت وہ نو جوان ہوگا؛ اگر چہ اِس وقت اُس کی عمر قریب چودہ سو پچاس (۱۴۵۰) سال سے زیادہ ہو چکی ہے۔

⑬ کب ظاہر ہوگا؟ امام مہدی رضی اللہ عنہ جب ظاہر ہوں گے اس کے ساتویں سال ظاہر ہوگا۔

⑭ نکلنے کی جگہ: خراسان اور شام و عراق کے درمیان سے نکلے گا۔

⑮ دجال کا دعویٰ: پہلے (جھوٹی) نبوت کا دعویٰ، آخر میں خدا ہونے کا دعویٰ کرے گا۔

⑯ دجال کی سواری: سواری میں ایک بہت بڑا گدھا اس کے ساتھ ہوگا۔

⑰ دجال کی رفتار: اس بادل کی طرح جس کے پیچھے ہوا لگی ہو؛ یعنی بہت

تیزی سے دنیا کے بڑے شہروں کا سفر کرے گا۔

⑱خزانے: ایک ہاتھ میں جنت اور دوسرے ہاتھ میں جہنم ہوگی اور زمین کے بہت سارے خزانے اس کے ساتھ ہوں گے۔

⑲ قتل کی جگہ: فلسطین کے ''لُد'' شہر کے دروازے پر۔

⑳ دجال کو قتل کرنے والے: حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

㉑ دنیا میں کتنا رہے گا: چالیس دن۔

㉒اس کی دو آنکھوں کے درمیان ''ک۔ف۔ر'' لکھا ہوا ہوگا، جس کو ایمان والوں میں سے پڑھا لکھا اوران پڑھ اس پڑھ لے گا۔

❁❁❁

بسم الله الرحمن الرحيم

اَلْحَمْدُ لِلهِ الَّذِيْ هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ وَ مَاكُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللّٰهُ وَ أَكْمَلَ لَنَا دِيْنَنَا وَ أَتَمَّ عَلَيْنَا نِعَمَهُ وَ رَضِيَ لَنَا الْإِسْلَامَ دِيْناً، أَشْهَدُ أَنْ لَّاإِلٰهَ إِلَّااللّٰهُ وَحْدَه لَاشَرِيْكَ لَهُ ، وَ أَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَ شَفِيْعَنَا وَحَبِيْبَنَا وَ إِمَامَنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُه وَ رَسُوْلُهُ ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلَيْهِ وَ عَلٰى اٰلِهِ وَ أَصْحَابِهِ وَ ذُرِّيَّاتِه وَ أَهْلِ بَيْتِهِ وَأَهْلِ طَاعَتِهِ ، وَبَارَكَ وَ سَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْراً كَثِيْراً أَمَّا بَعْدُ!

عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رضی اللہ عنہ، قَالَ : ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ ، فَخَفَّضَ فِيهِ وَرَفَّعَ حَتَّى ظَنَنَّاهُ فِيْ طَائِفَةِ النَّخْلِ ، فَلَمَّا رُحْنَا إِلَيْهِ عَرَفَ ذٰلِكَ فِيْنَا ، فَقَالَ : مَا شَأْنُكُمْ ؟ قُلْنَا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! ذَكَرْتَ الدَّجَّالَ غَدَاةً ، فَخَفَّضْتَ فِيْهِ وَ رَفَّعْتَ حَتَّى ظَنَنَّاهُ فِيْ طَائِفَةِ النَّخْلِ ، فَقَالَ : غَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُنِيْ عَلَيْكُمْ إِنْ يَخْرُجْ ، وَ أَنَا فِيكُمْ فَأَنَا حَجِيْجُهُ دُونَكُمْ ، وَإِنْ يَخْرُجْ وَلَسْتُ فِيكُمْ ، فَامْرُؤٌ حَجِيجُ نَفْسِهِ وَاللّٰهُ خَلِيفَتِيْ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ، إِنَّهُ شَابٌّ قَطَطٌ عَيْنُهُ طَافِئَةٌ كَأَنِّي أُشَبِّهُهُ بِعَبْدِ الْعُزّٰى بْنِ قَطَنٍ ، فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ ، فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُورَةِ الْكَهْفِ ، إِنَّهُ خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ ، فَعَاثَ يَمِينًا وَعَاثَ شِمَالًا ، يَا عِبَادَ اللّٰهِ ! فَاثْبُتُوْا.

قُلْنَا : يَا رَسُولَ الله ! وَمَا لَبْثُهُ فِي الْأَرْضِ ؟ قَالَ : أَرْبَعُونَ يَوْمًا ، يَوْمٌ كَسَنَةٍ ، وَ يَوْمٌ كَشَهْرٍ ، وَ يَوْمٌ كَجُمُعَةٍ وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ .

قُلْنَا : يَا رَسُولَ الله ! فَذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَسَنَةٍ أَتَكْفِينَا فِيهِ صَلَاةُ يَوْمٍ ؟ قَالَ : لَا اقْدُرُوا لَهُ قَدْرَهُ . قُلْنَا : يَا رَسُولَ اللهِ ! وَمَا إِسْرَاعُهُ فِي الْأَرْضِ ؟ قَالَ : كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيحُ ، فَيَأْتِي عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوهُمْ فَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَجِيبُونَ لَهُ ، فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ ، وَالْأَرْضَ فَتُنْبِتُ ، فَتَرُوحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ أَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرًا وَأَسْبَغَهُ ضُرُوعًا ، وَأَمَدَّهُ خَوَاصِرَ ، ثُمَّ يَأْتِي الْقَوْمَ ، فَيَدْعُوهُمْ فَيَرُدُّونَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ ، فَيُصْبِحُونَ مُمْحِلِينَ لَيْسَ بِأَيْدِيهِمْ شَيْءٌ مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَيَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ ، فَيَقُولُ : لَهَا أَخْرِجِيْ كُنُوزَكِ ، فَتَتْبَعُهُ كُنُوزُهَا كَيَعَاسِيبِ النَّحْلِ ثُمَّ يَدْعُو رَجُلًا مُمْتَلِئًا شَبَابًا ، فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهُ جَزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ الْغَرَضِ ثُمَّ يَدْعُوهُ ، فَيُقْبِلُ وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ يَضْحَكُ.الى آخر الحديث .

حدیث شریف کا ترجمہ مع مطلب

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے بیان میں دجّال کا تذکرہ کیا، اس بیان میں آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی آواز کو نیچا بھی کیا اور اونچا بھی کیا۔

اس روایت کے راوی حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ: حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم نے دجّال کا تذکرہ ایسے انداز میں فرمایا گویا ہم کو یہ خیال ہوا کہ وہ قریب ہی کھجوروں کے درختوں کے جھنڈ میں کہیں موجود ہے۔

جب وہ بیان ختم ہوا اور شام کو ہم حضرت نبیٔ کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے (تو صبح کی تقریر کا ہمارے دل ودماغ پر اثر تھا اور سب کے چہروں سے ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ صبح کے بیان کا بہت زیادہ اثر ہے) اور حضورِ اکرم ﷺ نے اس کا اثر ہمارے اندر محسوس بھی کیا تو پوچھا: تمھارا کیا حال ہے؟

ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے صبح دجّال کا تذکرہ فرمایا، اس کے سارے اونچ نیچ بتائے، آپ کے بیان کی وجہ سے ہم ایسا خیال کرنے لگے ہیں کہ وہ کھجوروں کے جھنڈ میں ہی ہے۔ حضور ﷺ نے جب محسوس کیا کہ صحابہ کی طبیعتوں میں اس کا بڑا اثر ہے تو اس گھبراہٹ کو کم کرنے کے لیے ارشاد فرمایا: (اگرچہ دجّال خطرہ کی چیز ہے؛ لیکن مجھے تمھارے متعلق اور چیزوں کا بھی خطرہ ہے) دجّال کے علاوہ دوسری چیزوں کا مجھے تم پر زیادہ خطرہ ہے۔

(پھر حضور ﷺ نے فرمایا:) تم لوگ گھبراؤ مت، اگر دجّال نکل آیا اور مَیں تمھارے درمیان موجود ہوؤں گا تو تمھاری طرف سے مَیں اس کا مقابلہ کروں گا۔ اور اگر وہ ایسی حالت میں ظاہر ہوا کہ میں تمھارے درمیان موجود نہ رہا (یعنی میری وفات کے بعد ظاہر ہوا) تو پھر ہر آدمی اپنی طرف سے جواب دے دے گا، اور میرے بعد اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کے مددگار رہوں گے۔

(پھر حضور ﷺ نے اس کی کچھ اور نشانیاں بتلاتے ہوئے ارشاد فرمایا:) وہ ایک نوجوان ہوگا جس کے بال بہت زیادہ گھنگریالے ہوں گے، اس کی آنکھ اُبھری ہوئی ہوگی۔

بعض روایتوں میں اس کو ایسے انگور جیسا بتایا گیا ہے جو خوشے سے باہر اُبھرا

ہوا ہوتا ہے۔ ویسے تو انگور کے دانے بالکل ترتیب سے ہوتے ہیں؛ لیکن اس میں سے کوئی دانہ آگے نکل آتا ہے، اسی طرح اس کی آنکھ اُبھری ہوئی ہوگی۔

(پھر حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ) میں اس کو عبدالعزیٰ بن قَطَن جیسا زیادہ پاتا ہوں، تم میں سے جو آدمی اس کو پالے تو اس کے سامنے سورۂ کہف کی شروع کی آیتیں پڑھ لے۔

(بعض روایتوں میں تین آیت، بعض میں دس آیت پڑھنے کے لیے فرمایا)

شام اور عراق کے درمیان کے راستے پر وہ ظاہر ہوگا اور وہ یمین وشمال؛ یعنی اطراف وجوار میں خوب فساد پھیلائے گا، اے اللہ کے بندو! جس وقت وہ ظاہر ہو اُس وقت تم ثابت قدم رہنا۔

ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! دجّال زمین میں کتنا رہے گا؟

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چالیس دن، اس کا پہلا دن ایک سال کے برابر لمبا ہوگا، اور (دوسرا) ایک دن ایک مہینے کے برابر ہوگا اور (تیسرا) ایک دن ہفتے کے برابر ہوگا اور باقی دن عام دنوں کے برابر ہوں گے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! وہ دن جو ایک سال کے برابر ہوگا اس میں کیا ایک دن کی نمازیں ہمارے لیے کافی ہوجائیں گی؟

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! (پانچ نمازیں کافی نہیں ہوں گی) بلکہ عام دنوں کی طرح وقت کی گنتی کرتے رہنا۔

(یعنی جب فجر کی نماز پڑھتے ہو اس وقت فجر پڑھنا، اس کے بعد جتنا وقت گزرنے کے بعد ظہر پڑھتے ہو اس وقت ظہر پڑھنا، پھر جتنا وقت گزرنے کے بعد عصر

پڑھتے ہو عصر پڑھنا، مغرب اور عشا کا بھی یہی طریقہ رہے گا، اسی طرح سال بھر میں جتنی نمازیں پڑھی جاتی ہیں اُتنی ہی پڑھی جائیں گی۔

ہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! زمین میں اس کی تیز رفتاری کیسی ہوگی؟

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس بادل کی طرح ہوگی جس کے پیچھے ہوا لگی ہو؛ چناں چہ وہ کچھ لوگوں کے پاس آئے گا اور ان کو اپنی خدائی کی دعوت دے گا، وہ لوگ اس پر ایمان لائیں گے، اس کی پکار پر لبیک کہیں گے؛ چناں چہ وہ آسمان کو حکم کرے گا تو آسمان بارش برسائے گا، زمین کو حکم کرے گا تو زمین اناج اُگائے گی، ان کے جانور چرنے کے بعد جب واپس لوٹیں گے تو ان کی کوہانیں بڑی اونچی ہوں گی اور ان کے تھن دودھ سے خوب بھرے ہوئے ہوں گے، اور ان کی کوکھیں بڑی لمبی ہوں گی (مطلب یہ ہے کہ ان کے جانور تر و تازہ ہوں گے)۔

اس کے بعد دوسرے لوگوں کے پاس جائے گا، ان کو بھی اپنی خدائی کی دعوت دے گا، وہ لوگ اس کی بات کو نہیں مانیں گے، جب وہ واپس لوٹے گا تو وہ سب لوگ قحط میں ہو جائیں گے، اور ان کے پاس مال میں سے کوئی چیز نہیں رہے گی، جانور بھی ختم، سامان بھی سب ختم، جب وہ بنجر زمین سے گزرے گا تو کہے گا کہ: اپنے خزانے نکال، تو زمین کے خزانے اس کے پیچھے پیچھے چلیں گے، جیسے شہد کی مکھیاں اپنے رانی کے پیچھے پیچھے چلتی ہیں (اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وقتی طور پر ڈھیل دی جائے گی)۔

اس کے بعد وہ ایک آدمی کو بلائے گا جو جوانی سے بھرپور ہوگا (یعنی تازہ جوان) اس پر تلوار کا ایک وار کر کے اس کے دو ٹکڑے کر دے گا، دونوں ٹکڑے دور جا گریں گے، پھر جس کے دو ٹکڑے کیے تھے اس کو پکارے گا تو وہ زندہ ہو کر اس کے پاس آئے گا اور

اس کا چہرہ کھِلا ہوا ہوگا، وہ ان سے کہیں گے کہ تمھارا بادشاہ دجّال کہاں ہے؟ وہ ان کو وہاں لے جائیں گے اور جب پیش کریں گے تو یہ کہیں گے: یہ تو وہی ہے جس کی ہمارے نبی نے خبر دی ہے) دجّال اسی طرح فتنہ پھیلاتا پھر رہا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجیں گے الخ (باقی حدیث نزولِ عیسیٰ علیہ السلام اور قتلِ دجال میں ذکر کی جائے گی)

اسلام میں کتابوں کا درجہ

یہ مسلم شریف کی ایک لمبی حدیث ہے، ہمارے اسلام میں قرآنِ مجید سب سے پہلے نمبر کی کتاب ہے، قرآنِ مجید کے بعد دوسرا نمبر ''بخاری شریف'' کا ہے، اور بخاری شریف کے بعد تیسرا نمبر ''مسلم شریف'' کا ہے۔

مسلم شریف یہ حدیثِ پاک کی کتاب ہے جس کے جمع کرنے والے حضرت امام مسلم نیشاپوریؒ ہے، آپ نے اس کتاب میں بہت ساری صحیح حدیثوں کو جمع فرمایا ہے۔

امام مسلمؒ کی پیدائش

حضرت امام مسلمؒ ۲۰۳ھ یا ۲۰۶ھ میں - علی اختلاف الاقوال - پیدا ہوئے، حضرت امام نوویؒ جنھوں نے مسلم شریف کی شرح لکھی ہے اور ریاض الصالحین کتاب مرتب کی ہے وہ لکھتے ہیں کہ: حضرت امام مسلمؒ ۲۰۶ھ میں پیدا ہوئے۔

امام مسلمؒ کا خاندان اور وطن

آپ کی کنیت ''ابوالحسین'' تھی اور لقب ''عساکر الدین'' تھا۔

آپ کا پورا نام: ''ابوالحسین مسلم ابن الحجاج ابن مسلم القشیری ابن دردین'' تھا۔

قبیلہ ''بنوقشیر'' نام کے خاندان سے آپ تعلق رکھتے تھے جو عرب کا ایک مشہور خاندان تھا اور خراسان کا مشہور شہر ''نیشاپور'' آپ کا وطن تھا۔

تعلیم و تربیت

حضرت امام مسلمؒ نے والدین کی نگرانی میں بہترین تربیت حاصل کی اور اس پاکیزہ تربیت ہی کا یہ اثر تھا کہ: شروع عمر سے آخری سانس تک آپ نے پرہیزگاری اور دین داری والی زندگی بسر کی، کبھی کسی کو اپنی زبان سے برا نہیں کہا، یہاں تک کہ: کسی کی غیبت بھی نہیں کی اور نہ کسی کو اپنے ہاتھ سے مارا پیٹا۔

شروع کی دینی تعلیم آپ نے نیشاپور میں حاصل کی۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے بہت ہی ہوشیار اور ذہین بنایا تھا، یاد رکھنے کی طاقت بھی بہت عمدہ تھی، بہت کم وقت میں آپ نے بہت سارا علم حاصل کر لیا اور پھر حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث حاصل کرنے میں مشغول ہو گئے اور آپ ''امام مسلمؒ'' کے نام سے مشہور ہوئے۔

مسلم شریف کا درجہ

علمائے اسلام کا اگرچہ یہ فیصلہ ہے کہ: قرآنِ مجید کے بعد پہلا مرتبہ صحیح بخاری شریف کا ہے اور پھر صحیح مسلم شریف کا، جس سے صحیح مسلم کے جامع: امام مسلمؒ کے اونچے درجے کا کافی اندازہ ہو جاتا ہے؛ لیکن بعض علما کا خیال یہ بھی ہے کہ: صحیح مسلم شریف کا درجہ اگرچہ صحیح بخاری شریف سے اونچا نہیں ہے؛ لیکن برابر تو ضرور ہے؛ کیوں کہ صحیح مسلم شریف کی احادیث کافی تحقیقات کے بعد جمع کی گئی ہیں اور بعض چیزوں میں

حضرت امام مسلمؒ کا درجہ امام بخاریؒ سے بڑھا ہوا ہے۔

بہر حال! حضرت امام مسلمؒ کا مقام محدثینِ کرام میں اتنا اونچا ہے کہ اس درجے پر امام بخاریؒ کے سوا کوئی دوسرا نہیں پہنچا اور ان کی کتاب مسلم شریف اتنے اونچے مقام کی کتاب ہے کہ صحیح بخاری کے سوا کوئی کتاب اس کے سامنے نہیں رکھی جاسکتی۔

وفات

آپ نے کل پچپن (۵۵) سال کی عمر پائی اور ۲۴ / رجب ۲۶۱ھ اتوار کے دن شام کے وقت وفات پائی اور نیشاپور میں مدفون ہوئے۔

اس حدیث میں دجال کے متعلق کچھ ضروری باتیں

یہ لمبی حدیث اسی مسلم شریف کی ہے، اس میں دجال کے متعلق بہت ہی اہم اور ضروری باتیں حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمائی ہیں، اس کے ایک ایک حصے کو دھیان سے سننے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ایک دن حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے بیان میں دجال کا تذکرہ فرمایا اور اس بیان میں دجال کے متعلق کچھ ضروری باتیں ارشاد فرمائی۔

دجّال سے بڑا کوئی فتنہ نہیں

عن عمران بن حُصينٍ رضی اللہ عنہما قال : سمعتُ رسولَ اللهِ ﷺ يقولُ : مَا بَيْنَ خَلْقِ اٰدَمَ إلىٰ قِيَامِ السَّاعَةِ أَمْرٌ أَكْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ . (مسلم)

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر قیامت کے قائم ہونے تک دجّال سے بڑھ کر کوئی بڑا فتنہ نہیں ہے۔

سب سے بڑا فتنہ اور آزمائش دجّال کا ظاہر ہونا ہے؛ حالاں کہ دنیا میں بڑے بڑے واقعات اور بڑے بڑے فتنے ہو رہے ہیں اور ہوں گے؛ لیکن دجال سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں ہوگا۔

ہر نبی نے دجّال سے ڈرایا ہے

عن أنس رضي الله عنه قال قال رسولُ اللهِ ﷺ : مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الأَعْوَرَ الكَذَّابَ ، أَلَا إِنَّهُ أَعْوَرُ و إِنَّ رَبَّكُمْ عَزَّ وَ جَلَّ لَيْسَ بِأَعْوَرَ ، مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ ك ف ر . (متفق عليه)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر نبی نے اپنی امّت کو جھوٹے اور کانے (یعنی آنکھ میں عیب والے) دجّال سے ڈرایا؛ اور سنو! اس کی ایک آنکھ بالکل سپاٹ ہوگی (اور دوسری آگے کو نکلی ہوئی ہوگی، اور اس کا یہ ظاہری عیب ہی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ خدا نہیں ہے، جو خود اپنا عیب دور کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو؛ وہ خدا کیا بن سکتا ہے؟) اور تمھارا رب آنکھ میں عیب والا نہیں ہے اور اس کی پیشانی پر ک، ف، ر (یعنی کافر) لکھا ہوا ہے۔

دجال کون ہے اور اس کی وجہ تسمیہ؟

دجال: دجل سے ہے جس کا معنی ہے ''دھوکا دینا''۔ دجال لوگوں کو دھوکا دے

کر اپنے متعلق غلط نظریے دل و دماغ میں جمانے کی کوشش کرے گا، شروع زمانے میں نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا پھر بعد میں خدا ہونے کا دعویٰ کرے گا۔

دجال یہودی قوم میں سے ہوگا، عوام میں اس کا لقب ''مسیح'' ہوگا۔

اسی طرح دجال انسانوں میں سے ایک انسان ہی ہے، ایسا نہیں ہے کہ: وہ انسان کے علاوہ کوئی اور مخلوق ہے؛ یعنی وہ جنات اور شیاطین میں سے نہیں ہے:

اِنَّ الدَّجَّالَ اِنْسَانٌ مِثْلُكُمْ ؛ بَلْ اَضْعَفُ مِنْكُمْ .

(المفاتيح شرح المصابيح)

علامہ شبیر عثمانیؒ لکھتے ہیں کہ: ہوسکتا ہے کہ دجالِ اکبر بھی یاجوج ماجوج کی قوم میں سے ہو۔ (فوائدِ سورۂ کہف)

دجال کی پیدائش

اُس کی پیدائش کب ہوئی؟ اس کا پتہ جب وہ ظاہر ہوگا تب چلے گا، جتنی کتابوں میں پڑھا کہیں پر بھی دجال کی پیدائش کس زمانے میں ہوئی؟ کس جگہ ہوئی؟ اس سلسلے میں کوئی پکی بات ہمیں نہیں ملی ہے؛ البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ: حضرت نبیٔ کریم ﷺ کے مبارک زمانے میں دجال پیدا ہو چکا تھا اور خود حضور ﷺ کے زمانے میں دجال کی عمر بہت بڑی تھی، اِس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس کی عمر کم از کم اِس وقت ڈیرھ ہزار سال ہوچکی ہوگی اور اب اس کے دنیا میں ظاہر ہونے کا زمانہ قریب آرہا ہے۔

نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے ہر زمانے میں رہے ہیں

اِس دنیا میں بہت سے لوگ جھوٹی نبوت کا دعوی کر چکے ہیں، خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی زندگی ہی میں کچھ لوگوں نے اپنے نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا، ایسے جھوٹے اور بناوٹی لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے لے کر آج تک ہر زمانے میں برابر کھڑے ہوتے رہتے ہیں۔

ایک جھوٹے مسیلمہ کذاب نے تو حد کردی، اس نے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس باقاعدہ ایک خط لکھا اور اس خط میں یوں لکھا کہ: مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نام! میں نبوت میں آپ کا شریک ہوں، زمین (کی حکومت) آدھی ہمارے لیے اور آدھی قریش کے لیے؛ لیکن قریش کی قوم زیادتی اور بے انصافی کر رہی ہے۔

ایسی بھی ہمّت کرنے والے آدمی اس دنیا میں گزرے ہیں۔

جب اس کا خط حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچا تو دو شخص جو خط لے کر آئے تھے ان سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑی انصاف کی بات فرمائی کہ: قاصد کا قتل کرنا جائز ہوتا تو تم دونوں کو قتل کروا دیتا۔

یعنی قاصد کو قتل کرنا بے اخلاقی ہے؛ اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں تم کو زندہ واپس جانے نہ دیتا؛ بلکہ قتل کروا دیتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کے دن سے دنیا میں یہ قانون عام ہوگیا کہ قاصد کو قتل نہ کیا جائے۔

بہرحال! ایسے خطرناک لوگ ہر زمانے میں آئیں اور چلے بھی گئیں اور معلوم نہیں قیامت تک اور کتنے ایسے آئیں گے۔

لیکن جو سب سے آخر میں جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرے گا، وہ دجال ہوگا، اس

کے بعد کوئی جھوٹی نبوت کا نیا دعویٰ کرنے والا پیدا نہیں ہوگا۔

یہ ایک تاریخ ہے کہ: حضور ﷺ کی مبارک زندگی میں اس طرح کے دجالی لوگوں کا یہ سلسلہ شروع ہوا اور دجال پر آ کر یہ سلسلہ ختم ہوگا۔

دجال کا دعویٰ کیا ہوگا؟

دجال کے فتنوں کی شروعات یہاں سے ہوگی کہ: وہ اپنے آپ کو اللہ کا نبی بتلائے گا، پھر آخر میں خدا ہونے کا بھی دعوی کرے گا۔(نعوذ بالله من ذلك).

ہمیں اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ ایک دعا کرنی چاہیے کہ: اے اللہ! فتنہ بننے اور فتنے میں پڑنے دونوں سے ہماری حفاظت فرما۔

دیکھیے! اِس دنیا میں نبی ہونے کا دعویٰ کرنے والے تو بہت سارے گزرے ہیں؛ لیکن خدائی کا دعویٰ کرنے والے چند ہی گزرے ہیں، ان میں سے ایک فرعون تھا؛ بلکہ اس کم بخت نے تو ایک قدم آگے بڑھ کر یہ دعویٰ کیا تھا کہ:

فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿٢٤﴾ (النازعات)

ترجمہ: اور فرعون نے کہا کہ: میں تمھارا سب سے بڑا رب ہوں۔

اور سب سے آخر میں جو خدائی کا دعویٰ کرے گا وہ یہی دجال ہوگا، جو پہلے تو نبوت کا دعویٰ کرے گا پھر اس کے بعد خدائی کا دعویٰ بھی کرے گا، اور یہ آخری شخص ہوگا اس کے بعد نہ کوئی نبوت کا دعویٰ کرے گا اور نہ ہی خدائی کا دعویٰ کرے گا۔

اس لیے یہ بات اپنے ذہن میں رکھیں کہ: اب اس زمانے میں اگر کوئی آدمی خود نبی ہونے کا دعویٰ کرے تو سمجھ لینا کہ وہ دجالی ایجنٹ ہے۔

اللہ تعالیٰ بڑے ''حلیم'' ہیں

دیکھو! اللہ تعالیٰ بڑے حلیم ہیں ؛ یعنی بندوں کی بے ادبی اور گستاخی کو نظر انداز کرنے والے، درگذر کرنے والے ہیں ؛ ورنہ کوئی آدمی جھوٹے نبی ہونے کا دعویٰ کرے یا خدا ہونے کا دعویٰ کرے تو کیا اللہ تعالیٰ اس پر قدرت نہیں رکھتے کہ زمین پھاڑ کر اس کو زندہ دفن کردے؟

کیوں نہیں ! وہ تو بڑی قدرت والی ذات ہے، ہر چیز پر پوری قدرت اور طاقت رکھنے والی ذات ہے ؛ لیکن اللہ تعالیٰ کی ایک صفت یہ بھی تو ہے کہ وہ حلیم ہیں۔

گناہ کرنے والے کو اللہ تعالیٰ ڈھیل دیتے ہیں

اس میں ہمارے لیے ایک بڑی نصیحت ہے کہ ہم گناہ کر کے اطمینان سے نہ رہیں کہ ہم گناہ کر رہے ہیں اور اللہ کی طرف سے اس پر کوئی پکڑ تو آتی نہیں ہے ؛ لہذا ہم جو کر رہے ہیں وہ صحیح کر رہے ہیں، کبھی ہمیں اس خیال میں نہیں رہنا چاہیے ؛ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو اس کے گناہ پر پہلی ہی مرتبہ میں نہیں پکڑتے ؛ بلکہ پہلے اس کو ڈھیل دیتے ہیں کہ : چلو ! میرے بندے سے غلطی سے گناہ ہو گیا ہے، وہ توبہ کر لے گا ؛ لیکن ہمیں اس ڈھیل کا غلط مطلب نہیں سمجھنا چاہیے کہ ہم جو کام کر رہے ہیں وہ سب صحیح ہے۔

چنانچہ ! قرآنِ کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے اسی مضمون کو بیان فرماتے ہیں :

سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۭ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۴۵﴾ (القلم)

ترجمہ : ہم ان کو اس طرح دھیرے دھیرے عذاب کی طرف لے جائیں گے

کہ ان کو پتہ بھی نہیں چلے گا﴿ ۴۴ ﴾ اور میں ان کو مہلت دے رہا ہوں، یقیناً میری تدبیر (یعنی داؤ، پکڑ) بڑی مضبوط ہے۔

آپ نے مچھلی پکڑنے کا طریقہ دیکھا ہوگا کہ پہلے مچھلی پکڑنے والا تانبے، پیتل یا لوہے کے کانٹے میں کھانا لگاتا ہے، پھر اس کو پانی میں ڈال دیتا ہے، اب مچھلی آکر اس کو منہ میں لیتی ہے اور اوپر ایک نشانی ہوتی ہے وہ ہلنے لگتی ہے تو مچھلی پکڑنے والا سمجھ جاتا ہے کہ مچھلی کانٹے میں پھنس گئی ہے؛ لیکن فوراً وہ اس رسّی کو نہیں کھینچتا ہے؛ بلکہ ذرا اس کو کھینچنے دیتا ہے اور جب کانٹا اس کے منہ میں پورا چلا جاتا ہے تب وہ کھینچتا ہے۔

بس !اسی طرح کا کچھ معاملہ بعض بندوں کے ساتھ بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ گناہ کرنے کی وجہ سے بندہ کو فوراً سزا نہیں دیتے ہیں؛ بلکہ اس کو ڈھیل اور مہلت دیتے ہیں؛ لہذا بندے کو ڈرتے رہنا چاہیے کہ کب اللہ تعالیٰ کی رسی کھینچ لی جائے۔

دجال کے ظاہر ہونے سے پہلے دجالی ایجنٹ

دجال کے ظاہر ہونے سے پہلے دجال کے چھوٹے چھوٹے ایجنٹ، دجالی صفات کے لوگ سامنے آویں گے، ابھی دنیا میں وہی چھوٹے دجالوں کا دور چل رہا ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بیان کا انداز

حدیث میں ہے: حضرت نبیٔ کریم ﷺ جب دجال والا واقعہ بیان فرما رہے تھے تو اس درمیان آپ کی آواز کبھی اونچی ہوتی تھی اور کبھی آہستہ بھی ہوتی تھی، یہ ایک بیان کا انداز ہے جس کو حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے اختیار فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عمل سے ہمیں بیان کا انداز بھی سیکھنے کو ملا کہ: بیان میں مقرر کو کبھی اپنی آواز اونچی اور کبھی نیچی بھی کرنی چاہیے، مسلسل ایک آواز میں نہیں بولنا چاہیے۔

حدیث کے اس جملے کا ایک مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آواز اس لیے اونچی فرمائی: تاکہ لوگوں پر اس کا اثر ہو کہ دجال کا فتنہ بڑا خطرناک اور بڑا بھاری ہوگا۔

اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو دجال کا واقعہ سنایا تو صحابہ رضی اللہ عنہم ڈر گئے؛ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آواز نیچی کر کے یہ بھی بتلا دیا کہ: اس کے فتنے سے گھبرانے کی اور زیادہ فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے؛ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اس کے فتنے کو بہت آسانی سے ختم فرما دیں گے۔

اس لیے کہ دجال کی اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی حیثیت نہیں ہے؛ اس لیے کہ دجال خود اپنے عیب کو دور نہیں کر سکتا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کا دجال کے فتنے سے ڈر جانا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب دجال والا واقعہ بیان فرمایا تو ایسے انداز میں بیان فرمایا کہ: صحابہ رضی اللہ عنہم اتنے گھبرا گئے کہ قریب میں کھجور کا درخت تھا تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو ایسا لگا کہ دجال اسی درخت کے پیچھے کھڑا ہوا ہے اور وہ دیکھ رہا ہے۔

کبھی کسی کے بیان کرنے کا انداز ایسا ہوتا ہے کہ اس کو سن کر طبیعت پر ایسا اثر ہوتا ہے کہ جو چیز پیش کی جا رہی ہے وہ نظروں کے سامنے آ جاتی ہے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان پورا ہو گیا تو سب صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے اپنے گھر چلے گئے،

پھر شام کو جب واپس حضور ﷺ کی مجلس میں آئے تو سب کے چہرے اداس تھے اور سب پر ایک گھبراہٹ چھائی ہوئی تھی، جب حضور ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ حال دیکھا تو آپ سمجھ گئے کہ ان کے اندر دجال کے فتنے کا خوف بھر گیا ہے۔

خوف دور کرنے کا آپ ﷺ کا انوکھا انداز

آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تسلی دینے اور ان کا ڈر دور کرنے کے لیے فرمایا کہ: مجھے تم پر دجال کے فتنے سے زیادہ دوسری چیزوں کا خطرہ زیادہ نظر آ رہا ہے۔

دیکھو! یہ بھی ایک سیکھنے کی چیز ہے کہ: جب کسی آدمی کے دل میں کسی چیز کا ڈر اور خوف آ جائے تو اس کو کیسے نکالنا ہے؟ جیسے کوئی جنات سے ڈر جائے تو اس کو یوں کہیں کہ: بھائی! یہ جنات تو بہت معمولی چیز ہے، اس سے خطرناک تو خبیث ہوتا ہے، (یہ ہمارے علاقے کے عرف کے لحاظ سے ہے) یہ انسان کے اندر جو نفسیاتی طور پر ڈر آ جاتا ہے اس کو ہلکا کرنے کا طریقہ ہے۔

دجال کے فتنے سے زیادہ خطرناک چیز

اور وہ چیز یہ ہے کہ: ایسے بادشاہ اور امیر لوگ جو تم کو دین سے ہٹانے کا کام کریں، وہ دجال سے بھی زیادہ خطرناک ہے، حدیث یہ ہے:

عن أَبِي ذرٍّ الغِفَارِيِّ رضي الله عنه قَالَ : قُلْتُ : يارسولَ اللهِ ! أَيُّ شَيْءٍ أَخْوَفُ عَلىٰ أُمَّتِكَ مِنَ الدَّجَّالِ ؟ قَالَ : اَلْأَئِمَّةُ الْمُضِلِّيْنَ . (رواہ احمد)

اس حدیث کے عموم میں کوئی چھوٹی موٹی ذمے داری بھی اگر آپ کے اوپر ہے تو وہ بھی شامل ہو سکتی ہے؛ مثلاً کسی مدرسے کے آپ ذمے دار ہو تو یہ بھی ایک چھوٹی

حکومت اور بادشاہت ہے۔

ہمارے بارڈولی میں ہمارے جامعہ ڈابھیل کے فاضل مرحوم مولانا خلیل صاحب ٹکولیا تھے، انھوں نے ایک لمبی مدت تک بارڈولی کے مکتب میں ''صدر'' کی حیثیت سے خدمت انجام دی، وہ فرمایا کرتے تھے کہ: (بہت سارے) مہتمم مدرسے کے احاطے کے بادشاہ ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس طرح کی ذمے داری کو بادشاہت کے طور پر استعمال کرنے سے حفاظت میں رکھے۔

اس لیے اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں کسی بھی جگہ کا ذمے دار اور امیر بنایا ہو تو وہاں پر شریعت کے خلاف کوئی کام خود بھی مت کرو اور دوسروں کو بھی مت کرنے دو اور شریعت کے خلاف کام کرنے پر اپنے ماتحتوں مجبور بھی مت کرو۔

بعض روایتوں میں ہے کہ: حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میں تم کو ایسی چیز بتاتا ہوں جس سے مجھ کو تم پر دجال سے بھی زیادہ ڈر ہے اور وہ ہے شرکِ خفی (چھپا ہوا شرک) کہ کوئی آدمی نماز کے لیے کھڑا ہو اور اپنی نماز کو لوگوں کو دکھلانے کے لیے بہترین اور عمدہ کر کے پڑھے۔

روایت ملاحظہ فرمایئے:

أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَخْوَفُ مِنَ الْمَسِيْحِ (الدَّجَّالِ) الشِّرْكُ الْخَفِيُّ، يَقُوْمُ الرَّجُلَ بِعَمَلٍ لِمَكَانِ الرَّجُلِ. (مسند احمد)

پھر آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت بڑی تسلی کی بات ارشاد فرمائی کہ: اگر میری موجودگی میں دجال نکل آیا تو میں اپنی امت کی طرف سے دجال کا مقابلہ خود کر لوں گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر تھے

یہ بات یاد رہے کہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روحانی طور پر تو تمام انسانوں سے زیادہ بہادر تھے ہی؛ لیکن جسمانی طور پر بھی سب سے زیادہ بہادر تھے۔

ہجرت کے بعد شروع میں مدینہ میں ہر وقت یہ خوف رہتا تھا کہ مکہ کے کافر کہیں مدینہ پر حملہ نہ کر دیں۔

ایک رات ایسی ہی خوف و ہراس کی فضا تھی کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ''مندوب'' نامی گھوڑا لیا اور گشت پر نکل گئے، جلدی اتنی تھی کہ گھوڑے پر زین کسنے کا وقت بھی نہ رہا تھا، پورے مدینے کا چکّر لگا کر واپس آئے اور ارشاد فرمایا کہ: اپنے اپنے گھروں میں آرام سے جا کر سو جاؤ، ڈر اور خطرے کی کوئی بات نہیں ہے۔

(از سیرتِ احمدِ مجتبیٰ، ج: ۲، ص: ۱۵۰)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ وَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَ أَشْجَعَ النَّاسِ ، قَالَ : وَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ لَيْلَةً سَمِعُوا صَوْتًا ، قَالَ: فَتَلَقَّاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عَلىٰ فَرَسٍ لِأَبِي طَلْحَةَ عُرْيٍ وَهُوَ مُتَقَلِّدٌ سَيْفَهُ ، فَقَالَ: لَمْ تُرَاعُوا لَمْ تُرَاعُوا، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَجَدْتُهُ بَحْرًا يَعْنِي الْفَرَسَ. (البخاري)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ حسین، سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے، انھوں نے کہا کہ:

ایک مرتبہ رات کے وقت مدینہ والے گھبرا گئے تھے؛ کیوں کہ ایک آواز سنائی دی تھی، پھر ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے ایک گھوڑے پر جس کی پیٹھ ننگی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حقیقتِ حال معلوم کرنے کے لیے تنہا اطرافِ مدینہ میں سب سے آگے تشریف لے گئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس آ کر صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملے تو تلوار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن میں لٹک رہی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں، گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: میں نے تو اسے (تیز دوڑنے میں) دریا کی طرح پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اشارہ گھوڑے کی طرف تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتنے بہادر ہوں گے کہ: اتنی خطرناک اور ڈراونی آواز کہ پورا مدینہ اس کو سن کر ڈر گیا تھا؛ لیکن اس آواز کی تحقیق کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کو بتائے بغیر اور کسی کو ساتھ لیے بغیر اکیلے ہی تشریف لے گئے۔

بہر حال! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ: اگر میری زندگی میں دجال نکل آیا تو میں اپنی امت کی طرف سے مقابلہ کرلوں گا۔

پھر فرمایا کہ: اگر میرے انتقال کے بعد نکلا تو ہر آدمی اپنی طرف سے جواب دے دے گا اور اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت بھی فرمائے گے۔

بس! شرط اتنی ہے کہ ہم اپنے آپ کو سچا پکا مسلمان بنالیں، پھر آگے کا کام اللہ تعالیٰ کے حوالے، وہ اپنے بندوں کی حفاظت کے لیے کافی ہے۔

دجال کو پہچاننے کی چند نشانیاں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی کچھ نشانیاں بیان فرمائی جن کا خلاصہ یہ ہے:

پہلی نشانی: دجال نوجوان ہوگا وہ بوڑھا نہیں ہوگا۔

دوسری نشانی: اس کے بال بہت زیادہ گھونگھریالے ہوں گے، جیسے بہت سارے حبشی لوگوں کے بال ہوتے ہیں۔

تیسری نشانی: اس کی بائیں آنکھ بالکل سپاٹ ہوگی اور اس میں ذرا سا معمولی سوراخ ہوگا؛ لیکن اس سے نظر نہیں آئے گا۔

اور اس کی دائیں آنکھ ابھری ہوئی؛ یعنی آگے کو نکلی ہوئی ہوگی جس سے دیکھنے کا کام لے گا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی مثال دی کہ: جیسے انگور کے خوشے میں تمام انگور جڑے ہوئے ہوں؛ لیکن ایک انگور باہر نکلا ہوا ہو تو کیسا عجیب لگتا ہے تو دجال کی آنکھ بھی ایسی ہی ہوگی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی آنکھوں کا حال بیان فرمانے کے بعد فرمایا کہ: اگر اس کی مثال تم کو دیکھنی ہو تو قبیلۂ بنوخزاعہ کے ایک آدمی جس کا نام "قطن بن عبدالعزیٰ" تھا جو اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانے میں انتقال کر چکا تھا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: وہ اُسی کی شکل وصورت کا آدمی تھا۔

اللہ تعالیٰ اس کے فتنوں سے پوری امت کی اور پوری انسانیت کی حفاظت فرمائے، آمین۔

دجال کب نکلے گا؟

امام مہدی رضی اللہ عنہ جب ظاہر ہوں گے اس کے ساتویں سال بڑا دجال ظاہر ہوگا۔

ابن ماجہ شریف کی ایک حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ دجال کے ظاہر ہونے سے

تین سال پہلے سخت قحط پڑے گا، اور حالات بہت سخت ہوں گے، بھوک پھیل جائے گی، جانور بھی بارش اور چارہ نہ ہونے کی وجہ سے ہلاک ہوں گے، اور ''دین'' کا احترام ختم ہو چکا ہوگا، علم کو لوگ پیٹھ پیچھے ڈال دیں گے، تیسرے سال قحط کے زمانے ہی میں اس کا ظہور ہوگا، زمین میں دفن خزانے اللہ کے حکم سے اس ساتھ ہو جائیں گے۔

حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے بیچ میں طواف کرتے ہوں گے، وہیں پر لوگ ان کو پہچان لیں گے، ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے، اور یہ بیعت کرنے والے لوگ تین سو تیرہ (۳۱۳) ہوں گے۔

کوئی عدد نحوست والا نہیں ہوتا ہے

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے طالوت اور جالوت کا واقعہ بیان فرمایا ہے:

فَهَزَمُوهُمْ بِإِذْنِ اللّٰهِ ۙ وَقَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ۔ (البقرۃ:۲۵۱)

ترجمہ: پھر انھوں نے (یعنی طالوت اور ان کے ساتھیوں نے) ان (جالوت اور اس کی فوج) کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہرا دیا اور داؤد (علیہ السلام) نے جالوت کو قتل کر دیا۔

ان میں سے جو طالوت تھے وہ اللہ کے ولی تھے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے اور دین پر جان کھپانے والے جو سب سے پہلے لوگ تھے وہ بھی تین سو تیرہ لوگ تھے۔

ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کفار نے جو سب سے پہلی جنگ لڑی وہ بدر کی لڑائی تھی، اس لڑائی میں اللہ کے رسول کے ساتھ مل کر جن صحابہ رضی اللہ عنہم نے کفار کا مقابلہ کیا وہ بھی تین سو تیرہ ہی لوگ تھے۔

اسی طرح حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر سب سے پہلے بیعت کرنے والے لوگ بھی تین سو تیرہ ہوں گے۔

بہر حال! یہ تین سو تیرہ کا نمبر بڑا مبارک ہے؛ لیکن بعض لوگ اس نمبر کو منحوس سمجھتے ہیں؛ مجھے بعض لوگوں نے سنایا کہ: جس گاڑی کا نمبر تین سو تیرہ ہوتا ہے تو بہت سے لوگ اس کو منحوس سمجھتے ہیں اور کم قیمت میں اس کو بیچ ڈالتے ہیں۔

ایک بات یاد رکھیے! ہماری شریعت میں کوئی نمبر اور کوئی بھی چیز منحوس نہیں ہوتی ہے، یہ سب غیروں کے عقیدے اور اوہامات ہیں۔

دجال کہاں سے نکلے گا؟

اب سوال یہ ہے کہ: دجال کہاں سے نکلے گا؟

عراق و شام کے درمیان ظاہر ہو کر نبوت و رسالت کا دعویٰ کرے گا، پھر وہاں سے اصفہان چلا جائے گا، یہاں اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے، یہیں سے خدائی کا دعویٰ کر کے چاروں طرف فساد برپا کرے گا۔

ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اُفیق نام کی ایک گھاٹی ہے، وہاں سے دجال ظاہر ہوگا۔

دجال کے ظاہر ہونے کی جگہ کے بارے میں احادیث میں مختلف مقامات کا ذکر ملتا ہے، چناں چہ شام و عراق کی درمیانی گھاٹی، خراسان، خوز و کرمان اور اصبہان کا تذکرہ آتا ہے، خطبے میں مسلم شریف کی جو حدیث ہے اس میں شام و عراق کی درمیانی گھاٹی کا ذکر ہے: إِنَّهُ خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ .

یعنی دجال شام وعراق کی درمیانی گھاٹی سے ظاہر ہوگا۔

روایتوں کے درمیان تطبیق

اب اس اختلاف کا حل اس طرح ممکن ہے کہ دجال سب سے پہلے عراق و شام کی درمیانی گھاٹی سے ظاہر ہوگا؛ لیکن اس وقت وہ شہرت نہیں پائے گا؛ چونکہ اس کے تابع داری کرنے والوں کی بڑی جماعت قریۂ یہودیہ میں اس کا انتظار کررہی ہوگی، پھر وہ خراسان میں واقع مقام اصبہان کی ایک بستی یہودیہ جاکر اپنے ماننے والوں کے ساتھ پوری دنیا کا دورہ کرے گا، اوراسی مقصد سے وہ خوز وکرمان میں پڑاؤ ڈالے گا، چناں چہ حدیث میں ''لَيَنْزِلَنَّ الدَّجَّالُ خوزَ وكِرمان'' کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس کے ٹھہرنے کی جگہ ہوگی، اوراب اس کا خروج اوراس کا شر سارے عالم میں مشہور ہوجائے گا۔

نوٹ: مزید تفصیل کے لیے بندے کی کتاب ''ظہورِ مہدی کب؟ کہاں اور کس طرح؟'' ملاحظہ فرمائیں۔

دجال کا ساتھ دینے والے زیادہ تر یہودی ہوں گے

چنانچہ روایت میں آتا ہے:

عن أنس رضي الله عنه: أَنَّ رسُولَ اللهِ ﷺ قال : يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ يَهُودِ أَصْبَهَانَ سَبْعُونَ أَلْفاً عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ .(رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اصبہان کے یہودیوں میں سے ستّر ہزار یہودی دجّال کے ساتھ اس کے

لشکر میں ہوں گے جو اپنے کندھوں پر شال ڈالے ہوئے ہوں گے(اور جیسا کہ روایتوں میں آتا ہے خود دجّال بھی قوم کے اعتبار سے یہودی ہوگا)۔

یہودیوں کے غرقد نامی درخت کے اگانے کی مہم کی وجہ

ایک ایسا وقت آنے والا ہے جب یہودیوں کے لیے زمین تنگ ہوگی اور وہ درختوں اور پتھروں سے پناہ مانگنے پر مجبور ہوجائیں گے؛لیکن ان درختوں اور پتھروں کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے بولنے کی طاقت عطا ہوگی اور وہ یہودیوں کا پیچھا کرنے والے مسلمانوں سے کہیں گے کہ:

ان کی آڑ میں یہودی چھپا ہوا ہے؛ جب کہ غرقد نام کا کانٹے والا درخت ہی ایک ایسا ہوگا جو اس بولنے کی طاقت سے محروم ہوگا اور یہودی ان کی آڑ میں پناہ لینے کی کوشش کریں گے:

عن أَبي هريرة رضی اللہ عنہ : أَنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قال: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُقَاتِلَ الْمُسْلِمُونَ الْيَهُودَ حَتَّى يَخْتَبِئَ الْيَهُودِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْحَجَرِ وَ الشَّجَرِ . فَيَقُولُ الْحَجَرُ وَ الشَّجَرُ : يَا مُسْلِمُ ! هذَا يَهُودِيٌّ خَلْفِيْ ، تَعَالْ ! فَاقْتُلْهُ ؛ إِلاَّ الْغَرْقَدَ فإِنَّهُ مِنْ شَجَرِ الْيَهُودِ . (متفق عليه)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ مسلمان یہودیوں سے جنگ کریں گے، یہاں تک کہ کوئی یہودی اگر کسی پتھر یا درخت کے پیچھے چھپے گا تو وہ پتھر اور درخت بھی کہے گا کہ: اے مسلمان! یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے؛ آ! اور

اس کو مار؛ سوائے غرقد کے درخت کے کہ یہ یہودی درخت میں سے ہے۔

یہودیوں کو اس حدیث پر اتنا بھروسا ہے کہ انھوں نے پورے اسرائیل میں بڑے پیانے پر غرقد نام کے یہ درخت اگائے ہیں اور اسرائیل کی یہ کوشش ہے کہ وہ دنیا میں اپنے دوستی والے ملکوں میں ان درختوں کو زیادہ سے زیادہ لگوائے۔

دجال زمین پر کتنے سال رہے گا؟

پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! دجال زمین پر کتنے سال رہے گا؟

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: چالیس دن رہے گا؛ لیکن اس کا پہلا دن ایک سال کے برابر ہوگا، دوسرا دن ایک مہینے کے برابر، تیسرا دن ایک ہفتے کے برابر ہوگا اور پھر باقی کے دن عام دنوں کی طرح ہوں گے۔

ایک ہی دن میں پورے سال کی عبادتیں

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ: حضور! اس دن جو کہ سال کے برابر ہوگا فقط پانچ نمازیں پڑھنی ہوگی؟

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: نہیں؛ بلکہ گنتی لگا کر ایک سال میں جتنی نمازیں ہوتی ہیں اتنی ایک دن میں پڑھنے ہوگی۔

وہ ایک دن بڑا عجیب آئے گا کہ: ایک ہی دن میں ایک سال کی نمازیں پڑھنی پڑے گی، اور ایک ہی دن میں رمضان کے روزے بھی رکھنے ہوں گے، اسی میں حج بھی کرنا ہوگا، اسی میں عید الاضحیٰ بھی آئے گی، یہ سب اسی ایک دن میں ہوگا اتنا لمبا وہ دن ہوگا۔

ایک دن ایک سال کے برابر ہونے کی وجہ؟

اب یہاں ایک سوال ہوتا ہے کہ: کیا ایک سال تک سورج غروب ہی نہیں ہوگا؟

بعض حضرات کہتے ہیں کہ: دجال بڑا جادوگر آدمی ہے، وہ اپنے جادو کے ذریعہ لوگوں کی آنکھوں پر نظر بندی کرے گا، جس کی وجہ سے لوگوں کو ایسا لگے گا کہ سورج ڈوبا نہیں ہے؛ یعنی سورج تو معمول کے مطابق چلے گا؛ لیکن وہ ایسی نظر بندی کر ڈالے گا کہ: انسانوں کو ایسا محسوس ہوگا کہ ابھی سورج ڈوبا نہیں ہے، اس طرح وہ ایک دن ایک سال جتنا لمبا ہو جائے گا۔

یا یہ کہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ دنیا والوں کا امتحان لینے کے لیے اس ایک دن کو ایک سال کے برابر بنا دیں گے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ: اے اللہ کے رسول! وہ زمین میں کتنا تیز چلے گا؟

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: بادل تیز ہوا کی وجہ سے کتنے تیز چلتے ہیں بالکل اسی طرح دجال بھی پوری دنیا کا سفر کرے گا؛ سوائے تین جگہ: مکہ، مدینہ اور بیت المقدس، وہاں وہ داخل نہیں ہو سکے گا۔

دجال کی سواری

سواری میں ایک بہت بڑا گدھا دجال کے ساتھ ہوگا:

عَنِ النبي ﷺ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ عَلىٰ حِمَارٍ أَقْمَرَ مَابَيْنَ أُذُنَيْهِ سَبْعُوْنَ بَاعًا. (تخريج مشكاة المصابيح:٥٤٢٣)

ترجمہ: حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: دجال ایک سفید گدھے پر نکلے گا، اس کے دونوں کانوں کے درمیان فاصلہ ستر باع ہوگا (یعنی دونوں ہاتھوں کو چوڑا کر کے کھول دیوے؛ یعنی چار ذراع)

ایک باع تقریباً چھ (٦) فٹ کا ہوتا ہے اور ستر (٧٠) کو چھ (٦) کے ساتھ جمع کرو تو چار سو بیس (٤٢٠) ہوتا ہے۔

گویا دجال کی سواری کی چوڑائی قریب چار سو بیس (٤٢٠) فٹ ہوگی، اب اس سے یہ سوچو کہ چار سو بیس (٤٢٠) کا عدد لوگوں کے محاورے میں جس طرح دھوکا دہی کے طور پر استعمال ہوتا ہے اس کا تعلق کہاں سے ہو سکتا ہے!

بعض روایتوں میں چالیس بازو کی مسافت بھی ہے۔ (قیامت قریب آرہی ہے بحوالہ مسندِ احمد، ص: ٢٠٣)

مکہ اور مدینہ میں داخلہ سے روک دیا جائے گا

اسی طرح بہت سارے ملکوں سے اس کا گزر ہوگا؛ یہاں تک کہ جب وہ یمن کی سرحد پر پہنچے گا اور بہت سارے برے لوگ اس کے ساتھ ہو جائیں گے تو وہاں سے واپس آ کر مکہ معظّمہ کے قریب مقیم ہو جائے گا؛ مگر فرشتوں کی حفاظت کی وجہ سے مکہ معظّمہ میں داخل نہ ہو سکے گا، پھر وہاں سے مدینہ منورہ کا ارادہ کرے گا، اس وقت مدینہ منورہ کے سات دروازے ہوں گے، ہر دروازے کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ دو فرشتے متعین فرما دیں گے، جن کے ڈر سے دجال کی فوج شہر میں داخل نہ ہو سکے گی، نیز مدینہ منورہ میں تین مرتبہ زلزلہ آئے گا جس کی وجہ سے بدعقیدہ منافق جیسے لوگ ڈر کی

وجہ سے بھاگ کر دجال کے جال میں پھنس جائیں گے۔

عن أَنس ﷺ قال قال رسولُ الله ﷺ : لَيسَ مِنْ بَلَدٍ إلَّا سَيَطؤهُ الدَّجَّالُ إلاَّ مَكَّةَ وَ المَدِينَةَ ؛ وَلَيْسَ نَقْبٌ مِنْ أَنْقَابِهِمَا إلَّا عَلَيْهِ المَلاَئِكَةُ صَافِّينَ تَحْرُسُهُمَا ، فَيَنْزِلُ بالسَّبخَةِ ، فَتَرْجُفُ المَدِينَةُ ثَلاَثَ رَجَفَاتٍ ، يُخْرِجُ اللهُ مِنْهَا كُلَّ كافِرٍ وَمُنَافِقٍ. (المسلم)

ترجمہ: حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی شہر ایسا نہیں؛ مگر یہ کہ دجّال اس کو روند ڈالے گا (مطلب یہ کہ دجّال چالیس دن میں پوری دنیا میں گھوم جائے گا اور کوئی شہر ایسا نہیں ہوگا جہاں وہ نہ پہنچے) سوائے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے (کہ وہاں جائے گا تو سہی؛ لیکن اندر داخل نہیں ہو سکے گا؛ اس لیے کہ) وہاں کے راستے پر فرشتے حفاظت کے لیے ہوں گے۔

جب وہ مدینہ منورہ میں داخلے کے لیے پہنچے گا (تو فرشتوں کے پہرے کی وجہ سے اندر تو نہیں جا سکے گا) مگر وہ مدینہ کے باہر شور اور کھاری جگہ (میدان) میں ٹھہر جائے گا، اُس وقت مدینہ منورہ میں (زلزلے کے) تین جھٹکے آئیں گے، ان جھٹکوں کی وجہ سے مدینہ میں جتنے بھی منافق اور کافر ہوں گے وہ خود بخود مدینہ منورہ سے باہر نکل کر دجّال سے مل جائیں گے، اور مدینہ میں ایمان والے باقی رہ جائیں گے۔

لوگوں کی آزمائش کے لیے عادت کے خلاف چیزوں کا ظاہر ہونا

لوگوں کی آزمائش کے لیے اللہ تعالیٰ دجال سے عام عادت کے خلاف باتیں ظاہر کرائیں گے۔

ایک بات یہ ذہن میں رکھو! کہ اللہ تعالیٰ بہت سی مرتبہ انسان کے ایمان اور یقین کا امتحان الگ الگ طریقوں سے لیتے ہیں۔

ایک طریقہ اس کا یہ ہے کہ: کوئی ایسی چیز جو عام انسان کے بس کی نہیں ہے ایسی نئی اور لوگوں کو تعجب میں ڈالنے والی انوکھی بات اللہ تعالیٰ کسی ایسے انسان کے ہاتھ سے کرواتے ہیں جو دین سے بڑا غافل اور شریعت کے احکام سے بالکل ناواقف ہوتا ہے، پھر بھی ایسی انوکھی چیز دیکھنے میں آجاتی ہے تو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ آدمی بڑا بزرگ اور اللہ کا ولی ہے اور اس کے حق اور سچائی پر ہونے کی دلیل ہے اور اسی بنیاد پر لوگ اس کی باتوں میں پھنس جاتے ہیں۔

یہ بزرگی اور ولایت کا معیار نہیں ہے

آج دنیا میں یہی ہو رہا ہے کہ: بد دین اور جاہلوں سے ایسے کام اور نئی اور انوکھی چیزیں ظاہر ہو رہی ہیں جس کی بنا پر عام لوگ ان کو بزرگ اور ولی سمجھ کر پھنس جاتے ہیں۔

یاد رکھو! کسی کے ولی اور بزرگ ہونے کا یہ معیار نہیں ہے کہ اس سے کوئی انوکھی اور نئی چیز صادر ہو جائے، یہ بزرگی اور ولایت کا معیار ہرگز نہیں ہے؛ اس لیے کہ ایسی چیزیں تو ان لوگوں سے بھی ظاہر ہوتی ہیں جو نماز نہیں پڑھتے، روزے نہیں رکھتے؛ بلکہ بے دین اور کافر کے ہاتھ پر بھی ظاہر ہوتی ہیں، اس کو "استدراج" کہتے ہیں، اس میں مؤمنوں کا امتحان ہوتا ہے۔

اس لیے صرف چمتکار کی وجہ سے کسی کو ولی اور بزرگ نہ مانا جائے۔

اصل بزرگی کا معیار

اب سوال ہوگا کہ: ولایت اور بزرگی کا معیار کیا ہے؟

تو یاد رکھنا چاہیے! کہ بزرگی اور ولایت کا معیار اتباعِ سنت اور شریعت کے احکام کی پابندی ہے؛ یعنی جس آدمی کی زندگی میں جتنی اتباعِ سنت اور شریعت کے احکام کی پابندی ہوگی وہ اسی قدر بزرگ اور ولی ہوگا اور یہی بزرگ اور ولی ہونے کا اصلی معیار ہے۔

اتباعِ سنت سے بڑھ کر کوئی کرامت نہیں ہے

ہمارے سلسلۂ چشتیہ میں قطبِ عالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے پاس ایک آدمی بیعت ہونے کے ارادہ سے آیا؛ لیکن چھ مہینے تک بیعت ہی نہیں ہوا، پتہ چلا کہ وہ کرامت کے انتظار میں لگا ہوا ہے۔

حضرت گنگوہیؒ نے ارشاد فرمایا کہ: تم میرے ایک سوال کا جواب دو! تم چھ مہینے سے میرے پاس ہو، کیا ان چھ مہینوں میں تم نے میرا کوئی کام ایسا دیکھا جو حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف ہو؟

اس آدمی نے کہا کہ: حضرت! بات تو کچھ ایسی ہی ہے کہ میں نے آپ کا دن دیکھا، آپ کی راتیں دیکھی، آپ کو مسجد میں دیکھا، مہمانوں میں دیکھا، تنہائی میں دیکھا؛ لیکن میں نے آپ کا کوئی بھی کام اللہ کے رسول کی سنت کے خلاف نہیں دیکھا۔

حضرت فرمانے لگے: سنت کی اتباع سے بڑھ کر بھی کوئی کرامت ہوسکتی ہے؟

بہر حال! بزرگی اور ولایت کا معیار اتباعِ سنت اور شریعت کے احکام کی

پابندی ہے، نہ کہ چمتکار۔

دجال کا سب سے بڑا ہتھیار چمتکار ہوگا

جب دجال دنیا میں آئے گا تو اس کا سب سے بڑا ہتھیار یہی چمتکار ہوگا، لوگوں کو عجیب عجیب چمتکار دکھلا کر اپنی جال میں پھنسائے گا؛ اس لیے نت نئی، انوکھی اور چمتکاری چیزوں کے پیچھے زیادہ نہ پڑو، وہ گمراہی کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

ایک ہاتھ میں جنت اور ایک ہاتھ میں جہنم

بخاری شریف کی حدیث میں ہے:

عن رِبعِيِّ بنِ حِرَاشٍ قال : انطلقت مع أَبِيْ مسعود الأنصاري إلى حُذَيفَةَ بنِ اليمانِ رضي الله عنهم فقال له أَبومسعود: حَدِّثْنِي ما سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ في الدَّجَالِ . قال : إِنَّ الدَّجَّالَ يَخْرُجُ و إِنَّ مَعَهُ مَاءً وَنَاراً ، فَأَمَّا الَّذِي يَرَاهُ النَّاسُ مَاءً فَنَارٌ تُحْرِقُ، وأَمَّا الَّذِي يَرَاهُ النَّاسُ نَاراً ، فَمَاءٌ بَارِدٌ عَذْبٌ . فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ فَلْيَقَعْ فِي الَّذي يَراهُ نَاراً فَإِنَّهُ مَاءٌ عَذْبٌ طَيِّبٌ . فقال أَبو مسعود : وَ أَنَا قَدْ سَمِعْتُهُ .
(متفق عليه)

ترجمہ: حضرت ربعی بن حراش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ نے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دجّال کے سلسلے میں جو سنا ہو وہ بتلائیے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: دجّال

ظاہر ہوگا اور اس کے ساتھ پانی ہوگا اور آگ ہوگی، لوگ جس کو پانی دیکھ رہے ہوں گے وہ حقیقت میں آگ ہوگی اور جس کو لوگ آگ دیکھ رہے ہوں گے وہ ٹھنڈا اور میٹھا پانی ہوگا، تم میں سے جو آدمی دجال کو پاوے اس کو چاہیے کہ جس چیز کو آگ دیکھے اس میں گر پڑے؛ اس لیے کہ وہ ٹھنڈا اور میٹھا پانی ہوگا۔

یہ سن کر حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے بھی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ ارشاد سنا ہے۔

نوٹ: دجال کے ساتھ ایک طرف باغ نظر آئے گا جس میں نہریں ہوں گی، جس میں عیش و آرام کا سامان نظر آئے گا اور دوسری طرف سزا دینے کے لیے آگ کی شکل ہوگی۔ جو آدمی بھی اس پر ایمان لائے گا وہ اس کو اس باغ میں داخل کرے گا اور جو اس کو نہیں مانیں گے ان کو آگ میں ڈالے گا؛ لیکن جب اپنے ماننے والوں کو اس باغ میں داخل کرے گا جو باغ نظر آرہا ہوگا تو وہ باغ ان کے لیے آگ بن جائے گی اور اس کا انکار کرنے والوں کو جب وہ آگ میں ڈالے گا تو وہ آگ ان کے لیے باغ بن جائے گی۔

دو تیز بہتی ہوئی نہریں

مسلم شریف کی ایک روایت کا خلاصہ ہے کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: دجال کے ساتھ دو دوڑتی ہوئی؛ یعنی تیز بہتی ہوئی نہریں ہوں گی، ان میں سے ایک میں سفید پانی دکھائی دے گا اور دوسرے میں بھڑکتی ہوئی آگ دکھائی دے گی، اگر تم میں سے کوئی اس دجال کو ملے تو اس طرف جائے جس طرف آگ نظر آرہی ہے،

حدیث شریف یہ ہے:

عن حذيفة بن أُسيد الغفاري رضي الله عنه قال رسولُ الله ﷺ: لَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا مَعَ الدجّالِ مِنْهُ، مَعَهُ نَهْرَانِ يَجْرِيَانِ، أَحدُهما رَأْيَ الْعَيْنِ ماءٌ أَبيضُ، وَ الأٰخرُ رأْيَ العينِ، نارٌ تَأَجَّجُ، فإِمّا أَدْرَكَنَّ أَحدٌ فَلْيَأْتِ النهرَ الذي يَرَاهُ نَارًا وَ لْيُغَمِّضْ ثُمَّ لْيُطَأْطِئْ رَأْسَهُ فَيَشْرَبُ مِنْهُ فَإِنَّهُ مَاءٌ بَارِدٌ .(المسلم)

ان سب کرشموں کو دیکھ کر لوگ یوں سمجھیں گے کہ: یہ دجّال جو خدائی کا دعویٰ کررہا ہے اس میں سچا ہے؛ حالاں کہ ہر مؤمن حدیث کی روشنی میں آسانی سے فیصلہ کرلے گا کہ یہ خدا نہیں ہوسکتا، مثلاً: اس کی آنکھ میں جو عیب ہوگا وہ خود اپنے ہی اس عیب کو دور کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ہوگا، تو بھلا وہ خدا کیسے بن سکتا ہے!

اور دوسری روایت میں ہے کہ اس کی پیشانی پر باقاعدہ "ک، ف، ر" یعنی کافر لکھا ہوا ہوگا جس کو ہر ایمان والا پڑھ لے گا، چاہے وہ پڑھا لکھا ہو، یا پڑھا لکھا نہ ہو۔

قربان جاؤں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر! اپنی امت کے لیے کتنے مہربان اور شفقت کرنے والے تھے!

اِس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی پیاری بات ارشاد فرمائی جو کہ بالکل ظاہر کے خلاف ہے!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: دجال جو آگ تم کو دکھائے اس میں کود پڑنا اور دجال تم کو جو باغ دکھائے اس کے پاس بھی مت جانا۔

پھر آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کا حاصل یہ ہے کہ: جو آدمی دجال

کی اس آگ میں کود جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس آگ کو اس کے لیے ٹھنڈے پانی والا باغ بنا دیں گے اور جو آدمی ظاہری باغ کی لالچ میں آ کر دجال پر ایمان لے آئے گا اور اس کے باغ میں داخل ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس باغ کو آگ بنا دیں گے۔

دجال یہ سب کہاں سے لائے گا؟

اب سوال یہ ہے کہ دجال یہ سب کہاں سے لائے گا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ: خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو یہ چیزیں دی جائے گی، اس میں دجال کا اپنا خود کا کوئی کمال نہیں ہے اور اس کے ذریعے ایمان والوں کا امتحان ہوگا۔

جیسے شیطان لوگوں کو گمراہ کرتا ہے؛ لیکن گمراہی کے سامان بھی وہ اللہ کے یہاں سے لے کر آیا ہے۔

اسی طرح دجال کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ سب دیا جائے گا۔

بہر حال! دجال لوگوں کو چمتکار دکھلا کر اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کرے گا؛ لیکن جو اپنے ایمان میں پختہ ہوں گے وہ اس کی جال میں نہیں پھنسیں گے۔

دنیا نے آگ کو باغ بنتے دیکھا ہے

دنیا نے آگ کو باغ بنتے دیکھا ہے اور میرا اور آپ کا اس آیتِ کریمہ پر ایمان ہے:

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝٦٩ (الأنبياء)

ترجمہ: ہم نے حکم دیا کہ: اے آگ! تو ابراہیم (علیہ السلام) کے لیے ٹھنڈی اور

سلامتی والی ہو جا۔

دشمنوں نے اتنی خطرناک آگ جلائی تھی کہ کوئی قریب بھی نہیں جا سکتا تھا؛ حتی کہ پرندے اوپر سے اڑ بھی نہیں سکتے تھے، بوڑھی عورتیں اپنے بچوں کے لیے منت مانتی تھیں کہ: میرا بچہ اچھا ہو گیا تو ابراہیم کے لیے جو آگ جلائی گئی ہے اس میں تیل ڈالوں گی، لکڑی ڈالوں گی اور تیل سے تو اور زیادہ آگ بھڑکتی ہے؛ لیکن ہمارا ایمان ہے کہ جب اس آگ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ڈالا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آگ کو ان کے لیے ٹھنڈا بنا دیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے پیدا کیا! پوری زندگی اتنا مزہ نہیں آیا اور اتنی راحت نہیں ملی جتنی اس آگ میں راحت اور مزہ آیا۔

دنیا نے باغ کو آگ بنتے بھی دیکھا ہے

اسی طرح دنیا نے باغ کو بھی آگ بنتے دیکھا ہے؛ چنانچہ شداد نے بڑی محنت سے جنت بنائی تھی؛ لیکن اتنی محنت سے بنائی ہوئی اپنی اس جنت میں شداد داخل ہوا تو جیسے ہی وہ اپنی جنت میں داخل ہوا کہ سیدھا جہنم کی آگ میں پہنچ گیا۔

اس لیے اپنا مزاج ایسا بناؤ! کہ چمتکاروں کے چکر میں زیادہ مت پڑو۔

آج لوگوں کا مزاج ہی کچھ ایسا بن گیا ہے کہ جہاں چمتکار اور نئی چیز دیکھی وہاں دوڑے چلے گئے۔ چمتکار یہ اصل چیز نہیں ہے؛ بلکہ اللہ کی رضا اور نبی کی سنت کا اتباع یہ اصل چیز ہے۔

دجّال کے پاس روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی

اس کے پاس کھانے پینے کے سامان کا بڑا ذخیرہ ہوگا، جس کو چاہے گا دے گا:

عن المغيرة بن شعبة رضي الله عنه قال : ما سألَ أحدٌ رسولَ اللهِ ﷺ عَنِ الدَّجَّالِ أَكْثَرَ مِمَّا سَأَلْتُهُ و إِنَّهُ قَالَ لِي: مَا يَضُرُّكَ ؟ قُلْتُ: إِنَّهُمْ يَقُولُونَ: إِنَّ مَعَهُ جَبَلَ خُبْزٍ وَنَهَرَ مَاءٍ. قالَ: هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللهِ مِنْ ذٰلِكَ . (متفق عليه)

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دجّال کے متعلق مجھ سے زیادہ کسی نے سوالات نہیں کیے، میرے اس بار بار پوچھنے پر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تمھیں کیا ڈر ہے؟

مَیں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! لوگ یوں کہتے ہیں کہ: اس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ ہوگا اور پانی کی نہر ہوگی؟ (مطلب یہ کہ جس کو چاہے گا کھانا دے گا، اور جس کو چاہے گا کھانا نہیں دے گا)

اس پر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کی نظروں میں وہ اس سے زیادہ حقیر ہے۔

یعنی اس کے پاس روٹیوں کا پہاڑ ہوگا اور پانی کی نہر ہوگی، اس کے باوجود ان چیزوں کی وجہ سے ایمان والے گمراہ نہیں ہوں گے؛ گویا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتنی ساری ڈھیل دیے جانے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی اتنی حیثیت نہیں ہے کہ وہ کسی مؤمن کو گمراہ کر سکے، گمراہ وہی ہوں گے جو کافر و مشرک ہیں۔

دجال کا اثر جمادات اور حیوانات پر

دجال لوگوں کے پاس آئے گا اور کہے گا کہ: میں تمھارا خدا ہوں۔

جس علاقے کے لوگ اس کو خدا مان لیں گے تو وہ بادل کو حکم دے گا کہ: یہاں بارش برساؤ! تو فوراً بارش شروع ہو جائے گی۔

پھر دجال اس علاقے کی زمین کو حکم دے گا کہ: کھیتی اگاؤ! تو فوراً اناج اور کھیتی اگ جائے گی اور یہ سب سیکنڈوں میں ہوگا۔

کیسی عجیب بات کہ: ادھر بارش ہوئی، ادھر کھیتی اور ادھر اناج تیار؛ چوں کہ ہم تو کسانوں کی اولاد ہیں، ہمارے باپ دادا سب کسان بھی تھے؛ اس لیے ہمیں معلوم ہے کہ کھیتی اگانے میں کتنی پریشانیاں پیش آتی ہیں اور پھر اناج تیار ہونے میں کتنی دیر اور کتنے مہینے لگ جاتے ہیں۔

آج کل سبزیوں کا جلدی اگ جانا یہ دجالیت کا ایک حصہ ہے

لیکن ابھی مجھے باقاعدہ بتایا گیا کہ: مرچی اور کدّو اس کی ایسی نسل اور ایسا بیج آیا ہے کہ: ابھی آپ اس کو لگاؤ تو پندرہ دن میں تو مرچی کے پودے کے اوپر پتے سے زیادہ مرچی لگ جاتی ہے، ایسے ایسے بیج دنیا میں آ چکے ہیں۔

وہ کہا سے آتے ہیں؟ جس علاقے کے لوگ دجال کا استقبال کرنے والے ہیں وہیں سے آتے ہیں۔

ٹورنٹو میں ایک جگہ ہماری دعوت تھی تو میزبان نے ہم کو کہا کہ: مفتی صاحب! ہم نے آپ کے لیے کدّو پکایا ہے؛ اس لیے پہلے آپ اس کا بیل دیکھ لو، پھر کھاؤ، تو

آپ کو مزہ آئے گا؛ چنانچہ وہ باڑے میں لے گئے تو تقریباً سات ہاتھ لمبا کدّو وہاں لگا ہوا تھا، میزبان نے بتایا کہ: اسی پودے کا کدّو آپ کے لیے پکایا گیا ہے۔

بہر حال! دجال بھی یہی کام کرے گا کہ: جس علاقے کے لوگ اس کو خدا مانیں گے وہاں سیکنڈوں میں بارش برسائے گا اور کھیتی اگائے گا۔

پھر آگے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جس علاقے کے لوگ اس کو خدا مانیں گے اس علاقے کے جانور جب چرنے کے لیے جائیں گے اور پھر چر کر واپس آئیں گے تو ان کی جو کوہان ہوتی ہے وہ اونچی اونچی اور گوشت سے بھری ہوئی ہوگی اور ان کے تھن بڑے بڑے دودھ سے بھر جائیں گے؛ حالاں کہ وہ جب صبح چرنے گئے تھے تو اس وقت ان جانوروں کی حالت ایسی نہیں تھی۔

دجال کو نہ ماننے والوں پر حالات

پھر وہ دوسرے علاقے میں جائے گا اور وہاں بھی لوگوں سے کہے گا کہ: میں تمھارا خدا ہوں، تم مجھے اپنا خدا مانو!

لیکن وہاں کے لوگ اس کو خدا نہیں مانیں گے اور صاف کہہ دیں گے کہ تو خدا نہیں ہے، ہمارا خدا تو اللہ ہے، تو فوراً وہ وہاں سے چلا جائے گا؛ لیکن وہاں کے لوگ قحط میں مبتلا ہو جائیں گے اور ایسا قحط ہوگا کہ: کھانے پینے کا سامان اور تمام دوسری چیزیں سب ختم ہو جائیں گی، اور یہ اس لیے ہوگا کہ وہ لوگ دجال کی بات نہیں مانیں گے تو وہ ان سے بارش کو روک لے گا اور وہاں قحط پڑ جائے گا؛ مگر خدا کے فضل سے مسلمانوں کو ''سبحان اللہ'' اور ''لا الہ الا اللہ'' پڑھنا کھانے پینے کا کام دے گا۔ ایسے

بھی اللہ کے نیک بندوں کی ذکر و تسبیح غذا اور کھانے کی طرح ہوتی ہے۔

قِيلَ : فَمَا يُعِيشُ النَّاسَ فِي ذَلِكَ الزَّمَانِ ؟ قَالَ : التَّهْلِيلُ وَ التَّكْبِيرُ وَ التَّسْبِيحُ وَ التَّحْمِيدُ ، وَ يُجْرَى ذَلِكَ عَلَيْهِمْ مُجْرَى الطَّعَامِ . (ابن ماجة)

عرض کیا گیا: پھر اس وقت لوگ کس طرح زندہ رہیں گے؟ آپ نے فرمایا: تہلیل (لا إلہ إلاّ اللہ) تکبیر (اللہ أکبر) تسبیح (سبحان اللہ) اور تحمید (الحمد للہ) کا کہنا، ان کے لئے غذا کا کام دے گا۔

اس لیے یہ بات یاد رکھنا کہ: دجال والے زمانے میں کسی جگہ قحط پڑ جائے تو یہ سمجھ لینا کہ: وہاں کے لوگ پکے ایمان والے ہیں۔

زمین اپنے خزانے نکال دے گی

پھر دجال ایک تیسرے علاقے میں جائے گا، جہاں کھیتی بھی نہیں ہوگی، بالکل بنجر علاقہ ہوگا، وہاں جا کر دجال زمین کو حکم دے گا:

اپنے اندر سے خزانے نکال!

تو زمین اپنے اندر سے سونا چاندی، ڈیزل، تانبا، پیتل وغیرہ سب خزانے نکالے گی اور ایسے نکلے گے کہ: آپ حیران رہ جائیں گے؛ چنانچہ! ایک حدیث میں آیا ہے کہ: قیامت سے پہلے زمینوں میں سے خزانے نکلیں گے اور اس کو لینے والا کوئی نہیں ہوگا، لوگوں کو افسوس ہوگا کہ: ہم سے پہلے زمانے کے لوگ اسی سونے چاندی کے واسطے لڑ کر مر گئے۔

ہمارا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتوں پر ایمان ہے؛ اس لیے یہ سب دنیا میں ہونے والا ہے۔

سمجھ میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح کی باتیں اس لیے ارشاد فرمائیں؛ تاکہ امت سونے چاندی کی محبت دل سے نکال دے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: دجال کے پیچھے خزانے ایسے چلیں گے جیسے شہد کی مکھیاں اپنے رانی کے پیچھے چلتی ہیں۔

ماں باپ کو زندہ کرے گا

دجال کا لوگوں کو گمراہ کرنے کے طریقوں میں سے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ وہ دیہاتی شخص کو کہے گا کہ: کیا میں تیرے ماں باپ کو زندہ کر کے دکھادوں تو تو مان لے گا کہ میں تیرا رب ہوں؟

وہ کہے گا: جی ہاں!

اسی وقت دو شیطان اس کے ماں باپ کی صورت میں اس کے سامنے آئیں گے اور اسے کہیں گے کہ: اے بیٹے! اس کی پیروی کرلے؛ اس لیے کہ یہ تیرا رب ہے۔

(از دنیا کا آخری حادثہ بحوالہ ابن ماجہ)

لوگ دجال کے خوف سے پہاڑوں میں چلے جاویں گے

عن أُمِّ شَرِيْكٍ رضي الله عنها : أَنّها سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ يقولُ : لَيَنْفِرَنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَّالِ فِي الجِبَالِ . (المسلم)

ترجمہ: حضرت اُمِ شریک رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: انھوں نے حضرت نبیٔ کریم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: لوگ (یعنی اہلِ ایمان) دجّال کے فتنے سے بھاگ کر حفاظت کے لیے پہاڑوں میں چلے جاویں گے۔

اِس حدیث سے اتنی بات معلوم ہوئی کہ جس زمانے میں دجال کا فتنہ ظاہر ہوگا تو ایمان والے پہاڑوں میں جاکر اپنے ایمان اور جان کی حفاظت کا انتظام کریں گے۔

پہاڑوں کے جو غار ہوتے ہیں وہ انسانوں کی آبادیوں سے بہت دور ہوتے ہیں، وہاں دنیا کے فتنے اور جھمیلے نہیں پہنچتے ہیں؛ اس لیے اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ دجالی فتنوں اور اس کے بعد کے فتنوں سے بچنے کے لیے ایمان والے پہاڑوں میں چلے جائیں گے اور وہاں ان کے ایمان کی بھی حفاظت ہوگی اور جان کی بھی حفاظت ہوگی۔

سورۂ کہف میں جن نوجوانوں کا قصہ ہے وہ بھی ایمان بچانے کے لیے غار میں چلے گئے تھے، اس طرح کے دوسرے قصے بھی حدیث شریف میں موجود ہے۔

دجال کی طرف نکلنے والی سب سے زیادہ عورتیں

دجال شوریدہ زمین پر اترے گا اور سب سے زیادہ اس کی طرف نکلنے والی عورتیں ہوں گی؛ یہاں تک کہ مرد اپنے قریبی رشتے داروں: ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی وغیرہ کو رسیوں سے باندھ دے گا کہ کہیں دجال کی طرف نہ نکل جائیں۔

(از دنیا کا آخری حادثہ بحوالہ مسند احمد)

ایک نوجوان بزرگ کا دجال سے مناظرہ

اس وقت مدینہ منورہ میں ایک بزرگ ہوں گے، جو دجال سے مناظرہ کرنے

کے لیے نکلیں گے، دجال کی فوج کے قریب پہنچ کر پوچھیں گے کہ: دجال کہاں ہے؟ دجالی لوگ ان کی بات ادب کے خلاف سمجھ کر ان کے قتل کا ارادہ کریں گے؛ مگر بعض لوگ قتل سے منع کریں گے اور کہیں گے: کیا تم کو معلوم نہیں کہ ہمارے تمھارے خدا (دجال) نے منع کیا ہے کہ بغیر میری اجازت کے کسی کو قتل نہ کرنا۔

پھر وہ دجال کے سامنے جا کر بتلائیں گے کہ: ایک گستاخ شخص آیا ہے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے۔

دجال ان کو اپنے پاس بلائے گا، جب وہ بزرگ دجال کو دیکھیں گے تو فرمائیں گے: میں نے تجھے پہچان لیا ہے، تو وہی ملعون دجال ہے جس کی اللہ کے نبی حضرت محمد ﷺ نے خبر دی تھی اور تیری گمراہی کی حقیقت بیان فرما دی تھی۔

دجال غصے میں آ کر کہے گا کہ: اس گستاخ کو آرے سے چیر دو۔

حکم ملتے ہی ان بزرگ کے دو ٹکڑے کر دیے جائیں گے، پھر دجال ان دو ٹکڑوں کے درمیان چل کر لوگوں سے کہے گا کہ: اگر اب میں اس مردے کو زندہ کر دوں تو تم میری خدائی پر یقین کرو گے؟

دو ٹکڑوں کے درمیان اس لیے چلے گا تا کہ لوگوں کو قتل کا یقین ہو جائے۔

لوگ کہیں گے کہ: ہم تو پہلے ہی سے آپ کی خدائی پر یقین کیے ہوئے ہیں اور کسی قسم کا شک وشبہ دل میں نہیں رکھتے ہیں، ہاں! اگر ایسا ہو جائے تو ہم کو مزید اطمینان ہو جائے گا۔ سو وہ دونوں ٹکڑوں کو جمع کر کے زندہ ہونے کا حکم دے گا؛ چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ کی حکمت و ارادے سے زندہ ہو کر کہیں گے: اب تو مجھ کو پورا یقین ہو گیا کہ تو وہی مردود دجال ہے جس کی خبر ہمارے سچے نبی حضرت محمد ﷺ نے دی تھی۔

حالات میں استقامت

دنیا کی چیزوں سے ڈگمگا جائے اس کو ایمان نہیں کہتے ہیں، ایمان تو اس کو کہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے نبی کی باتوں پر ایسا یقین ہو کہ ظاہر میں کیسی ہی آزمائش آجائے ڈگمگائے نہیں۔

آج اگر کسی کو دو ڈنڈے پڑ جائیں یا دو روپے مل جائیں یا دو دن کا عہدہ مل جائے تو آدمی کی بات بدل جاتی ہے، اس مؤمن کا ایمان کیسا ہوگا کہ دو ٹکڑے کر دیے گئے پھر بھی ایمان کا یہ حال ہے کہ زندہ ہو کر کہتا ہے کہ: اب تو مجھے پہلے سے زیادہ یقین ہو گیا ہے کہ تو وہی جھوٹا دجال ہے جس کے بارے میں میرے آقا ﷺ نے فرمایا تھا۔

مؤمن کی گردن تانبے کی

پھر دجال جھنجھلا کر اپنے معتقدین کو حکم دے گا کہ: اس کو ابھی ذبح کر دو۔ سو وہ لوگ ان کی گردن پر چھری پھیریں گے، اللہ تعالیٰ اس مؤمن کی گردن کو تانبے جیسی بنا دیں گے؛ اس لیے اس پر چھری اور آرا کوئی چیز نہیں چل سکے گی؛ چوں کہ اللہ تعالیٰ کو پہلے امتحان لینا تھا؛ اس لیے آرے کو اس پر چلنے دیا؛ لیکن جب اس کا امتحان ہو گیا تو آرے کو اس پر چلنے سے روک دیا۔

اور یہ بھی ظاہر کر دیا جائے گا کہ دجال کے اپنے اختیار میں کچھ نہیں ہے۔

اب دجال کو شرمندگی ہوگی، اور شرمندگی کی حالت میں وہ ان کو اپنی اس آگ میں ڈال دے گا جس کا بیان ابھی ہو چکا ہے، وہ آگ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ان کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جائے گی۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: میری امت میں سب سے بڑا شہادت والا یہی مؤمن ہوگا۔

ظاہر ہے کہ دجال جیسے خطرناک فتنے کے سامنے ڈٹ جانا کوئی آسان بات نہیں ہے؛ اس لیے وہ واقعتاً بہت بڑا شہادت والا مؤمن ہوگا۔

اس کے بعد دجال کسی مُردے کے زندہ کرنے کی طاقت نہ پائے گا اور یہاں سے ملکِ شام کی جانب روانہ ہوجائے گا۔

اس سلسلے کی پوری حدیث مع ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

عن أَبي سعيدٍ الخدري رضي الله عنه عن النبيّ ﷺ قال : يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فَيَتوجَّهُ قِبَلَهُ رَجُلٌ مِنَ المُؤْمِنِينَ فَيَتَلَقَّاهُ المَسالِحُ : مَسَالِحُ الدَّجَّال. فيقُولُونَ لَهُ: إلى أَيْنَ تَعْمِدُ ؟ فَيَقُولُ : أَعْمِدُ إِلى هٰذَا الَّذِيْ خَرَجَ فَيَقُولُونَ لَهُ: أَوَ مَا تُؤْمِنُ بِرَبِّنَا ؟ فيقولُ: مَا بِرَبِّنَا خَفَاءٌ ! فَيَقُولُونَ: اقْتُلُوهُ . فيقُولُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: أَلَيْسَ قَدْ نَهَاكُمْ رَبُّكُمْ أَنْ تَقْتُلُوا أَحَداً دُونَهُ، فَيَنْطَلِقُونَ بِهِ إِلىٰ الدَّجَّالِ، فَإِذَا رَآهُ المُؤْمِنُ قالَ : يا أَيُّهَاالنّاسُ! إِنَّ هذَا الدَّجَّال الَّذي ذَكَرَ رَسُولُ الله ﷺ ؛ فَيَأْمُرُ الدَّجَّالُ بِهِ فَيُشَبَّحُ ؛ فَيَقُولُ : خُذُوهُ وَشُجُّوهُ . فَيُوسَعُ ظَهْرُهُ وَ بَطْنُهُ ضَرْباً ، فَيقُولُ : أَوَ مَا تُؤْمِنُ بِي ؟ فَيَقُولُ : أَنْتَ المَسِيحُ الكَذَّابُ ! فَيُؤْمَرُ بِهِ ، فَيُؤْشَرُ بِالمِنْشَارِ مِنْ مَفْرِقِهِ حَتَّى يُفَرَّقَ بَيْنَ رِجْلَيْهِ . ثُمَّ يَمْشِي الدَّجَّالُ بَيْنَ القِطْعَتَيْنِ ثُمَّ يَقُولُ لَهُ : قُمْ ، فَيَسْتَوِيْ قَائِماً . ثُمَّ يَقُولُ لَهُ : أَتُؤْمِنُ بِي ؟ فَيَقُولُ : ما ازْدَدْتُ فِيكَ إِلَّا بَصِيرَةً . ثُمَّ يَقُولُ:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ ! إِنَّهُ لَا يَفْعَلُ بَعْدِي بِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ ؛ فَيَأْخُذُهُ الدَّجَّالُ لِيَذْبَحَهُ ، فَيَجْعَلُ اللّٰهُ مَا بَيْنَ رَقَبَتِهِ إِلَىٰ تَرْقُوَتِهِ نُحَاساً، فَلاَ يَسْتَطِيعُ إِلَيْهِ سَبِيلاً ، فَيَأْخُذُهُ بِيَدَيْهِ وَ رِجْلَيْهِ فَيَقْذِفُ بِهِ ، فَيَحْسِبُ النَّاسُ أَنَّهُ قَذَفَهُ إِلَى النَّارِ، وَ إِنَّمَا أُلْقِيَ فِي الجَنَّةِ . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: هذا أَعْظَمُ النَّاسِ شَهَادَةً عِنْدَ رَبِّ العَالَمِينَ . (رواه مسلم. والبخاري بعضه بمعناه)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ حضرت نبیٔ کریم ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں: دجّال جب ظاہر ہوگا تو ایک ایمان والا آدمی اس کے پاس جائے گا، دجّال کا ہتھیار سے لیس سپاہی کا دستہ اس آدمی سے ملے گا اور پوچھے گا: کہاں جانا چاہتا ہے؟

مؤمن کہے گا: یہ جھوٹا آدمی ہے، میں اس کے پاس جانا چاہتا ہوں۔

دجّال کے لوگ کہیں گے: تو ہمارے رب پر ایمان نہیں رکھتا؟

مؤمن جواب دے گا: ہمارا رب کوئی چھُپی ہوئی چیز نہیں ہے؛ یعنی میں تو اپنے رب پر ایمان رکھتا ہوں (تیرے رب پر ایمان لانے کی کیا ضرورت ہے؟) اس مؤمن کا یہ جواب سن کر وہ دجالی ہتھیار والے سپاہی آپس میں کہیں گے کہ اس کو قتل کردو، انھیں سپاہی میں سے کچھ لوگ کہیں گے: کیا تمھارے رب (دجّال) نے تم کو یہ نہیں کہا کہ: میرے حکم کے بغیر کسی کو قتل نہ کرنا؟ چناں چہ وہ سپاہی اس مؤمن کو دجّال کے پاس لے جائیں گے۔

جب وہ مؤمن دجّال کو دیکھے گا تو زور سے پکار کر کہے گا: اے لوگو! یہ وہی دجّال ہے جو حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے تم کو بتایا تھا۔

دجّال حکم دے گا تو اس مؤمن کو لمبا کھینچ کر لِٹا یا جائے گا اور دجّال کہے گا: اس

کو پکڑ واور زخمی کرو؛ چناں چہ اس کی پیٹھ اور پیٹ پر مارا جائے گا، پھر دجّال اس مؤمن سے کہے گا: ابھی بھی تو میرے اوپر ایمان نہیں لاتا؟

وہ مؤمن کہے گا: تو تو دجّال جھوٹا ہے (جب یہ ایمان لانے سے انکار کرے گا) تو دجّال حکم دے گا اور آرے کے ذریعہ سے سر کے بالوں کی مانگ سے اس کو چیر کر اس کے دو ٹکڑے کر دیے جائیں گے، ایک ٹکڑا اِدھر اور ایک ٹکڑا اُدھر گرے گا، دجّال اس کے بیچ میں چلے گا (تا کہ دیکھنے والے لوگوں کو یقین آجائے کہ دو ٹکڑے کر دیے گئے ہیں) پھر دجّال حکم دے گا کہ: اُٹھ جا؛ چناں چہ وہ آدمی زندہ ہو کر اُٹھ جائے گا (دیکھو! اللہ تعالیٰ دجّال کو کتنی ڈھیل دیں گے کہ مارنے اور زندہ کرنے کی بھی طاقت دیں گے) پھر دجّال اس مؤمن سے پوچھے گا: اب تو تو میرے اوپر ایمان لائے گا کہ نہیں؟ اس کے جواب میں مؤمن کہے گا: اب تو مجھے اور زیادہ یقین ہو گیا کہ تو دجّال ہی ہے۔

پھر وہ مؤمن کہے گا: اے لوگو! میرے بعد وہ ایسا معاملہ نہیں کر سکے گا (یعنی اب دجال میں کسی کو مارنے کی طاقت نہیں ہے) چناں چہ دجّال دوبارہ اس مؤمن کو پکڑ کو ذبح کرنا چاہے گا، اللہ تعالیٰ اس مؤمن کی گردن کا حصہ تانبے کی طرح بنا دیں گے جس کی وجہ سے دجّال کا کوئی ہتھیار اس پر نہیں چلے گا، پھر وہ اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں ٹانگیں پکڑ کر اس آگ میں جو اس کے ساتھ ہوگی پھینک دے گا۔ لوگ سمجھیں گے کہ اس کو آگ میں ڈالا گیا؛ حالاں کہ وہ تو جنّت میں ڈالا گیا ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ شخص اللہ تعالیٰ کے یہاں سب سے بڑی شہادت والا ہے۔

یہ نوجوان بزرگ کون ہوں گے؟

بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ: وہ حضرت خضر علیہ السلام ہوں گے۔
اور بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ: وہ کوئی اور اللہ کا بندہ ہوگا۔

جنت میں خصوصیت سے داخل ہونے کا مصداق کون ہے؟

جلالین شریف کے سبق میں ایک آیت آئی تھی:

ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۴﴾ (الواقعة)

ترجمہ: (ان مقربین کی) ایک بڑی جماعت پہلے لوگوں میں ہوگی ﴿۱۳﴾ اور بعد کے لوگوں میں سے تھوڑے ہوں گے۔

ظاہر بات ہے کہ پچھلی امتوں میں انبیا زیادہ آئے اور اِس امت میں تو ایک ہی نبی آئے؛ اس لیے پچھلی امت میں زیادہ لوگ جنت میں جانے والے ہو سکتے ہیں۔

یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس آیت کو سن کر رونے لگے اور عرض کیا کہ: اے اللہ کے رسول! ہم اللہ پر ایمان لائے اور ہم نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سچا مانا پھر بھی ہم میں سے نجات پانے والے بہت تھوڑے ہوں گے؟

اللہ تعالیٰ کے یہاں رونے کی بڑی قدر ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے رونے پر تیسری آیت اتاری: ﴿ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۰﴾﴾

ترجمہ: (ان داہنی طرف والوں کی) ایک بڑی جماعت پہلے لوگوں میں ہوگی ﴿۳۹﴾ اور ایک بڑی جماعت پچھلے لوگوں میں ہوگی۔

جب یہ آیت اتری تو حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور

ارشاد فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے تمھارے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ: اے اللہ کے رسول! ہم اپنے رب سے اور اس کے رسول کی تصدیق سے راضی ہیں۔

پھر حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت آدم سے لے کر ہمارے زمانے تک سب ملا کر ایک ثلہ (جماعت) ہوگی اور مجھ سے شروع ہو کر قیامت تک دوسرا ثلۃ (جماعت) ہوگا۔

یعنی آیت میں ''اولین'' سے پچھلی امتوں کے جنتی لوگ مراد ہیں اور ''آخرین'' سے مراد حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر قیامت تک تنہا امتِ محمدیہ کی ایک بہت بڑی جماعت (اصحاب الیمین) ہوگی اور جنت میں جائے گی۔

کتنی بڑی بشارت اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی!

اب سوال یہ ہے کہ اس خصوصی جنت میں کون لوگ ہوں گے؟

اس کا جواب یہی ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد ایسے ہی کامل الایمان لوگ ہوں گے کہ جن کو چیر کر دو ٹکڑے کر دیے جائیں گے اس کے باوجود بھی کھڑے ہو کر جواب دیں گے کہ تو وہی جھوٹا دجال ہے جس کے بارے میں میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔

اور بھی درمیانی دور کے امتِ محمدیہ کے لوگ بھی اس طرح کی بشارت میں شامل ہوں گے۔ بہر حال! پھر اس کے بعد فوراً حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائیں گے اور پھر دجال کو قتل کریں گے۔ قتل والی روایت لمبی ہے؛ اس لیے اس کو ان شاء اللہ! آئندہ مجلس میں ذکر کریں گے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا اور دجال کا قتل

اقتباس

ایک رات بڑی سخت اندھری ہوگی جس میں جنگ کی تیاریاں ہوں گی، اُس اندھری رات کی صبح مسلمان فجر کی نماز کی تیاری کر رہے ہوں گے، حضرت مہدی رضی اللہ عنہ فجر کی نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھ چکے ہوں گے، اقامت بھی کہی جا چکی ہوگی اور اچانک کسی کی آواز آئے گی: ''تمھاری مدد کرنے والا آ پہنچا''، لوگ اچانک دیکھیں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر دمشق کی جامع مسجد کے سفید مینارے سے اتر رہیں ہوں گے۔

اِس فجر کی پہلی نماز میں حضرت مہدی رضی اللہ عنہ امام ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے، اس کے بعد سب نمازوں میں امام حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ان کی اقتدا کریں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس سال اس دنیا میں رہیں گے، اس درمیان آپ علیہ السلام شادی بھی فرمائیں گے اور اولاد بھی ہوگی، بالآخر ''مُقعَد'' نامی ایک شخص کو اپنا جانشین بنا کر دنیا سے تشریف لے جائیں گے؛ یعنی دنیا میں آنے کے بعد اب آپ کی وفات ہوگی اور روضۂ اقدس میں آپ ﷺ کے قریب تدفین عمل میں آئے گی، پھر قیامت کی آخری علامتوں کا ظہور ہوگا۔

بسم الله الرحمن الرحيم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ وَ مَاكُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللّٰهُ وَ أَكْمَلَ لَنَا دِيْنَنَا وَ أَتَمَّ عَلَيْنَا نِعَمَهُ وَ رَضِيَ لَنَا الْإِسْلَامَ دِيْناً، أَشْهدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّااللّٰهُ وَحْدَه لَاشَرِيْكَ لَهُ ، وَ أَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَ شَفِيْعَنَا وَحَبِيْبَنَا وَ إِمَامَنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُه وَ رَسُوْلُهُ ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلَيْهِ وَ عَلٰى اٰلِهِ وَ أَصْحَابِهِ وَ ذُرِّيَّاتِه وَ أَهْلِ بَيْتِهِ وَأَهْلِ طَاعَتِهِ ، وَبَارَكَ وَ سَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْراً كَثِيْراً أَمَّا بَعْدُ!

وقال النبي صلى الله عليه وسلم:

فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ بَعَثَ اللّٰهُ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ ، فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ ، وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ إِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ ، وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ ، فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفَسِهِ إِلَّا مَاتَ وَنَفَسُهُ يَنْتَهِيْ حَيْثُ يَنْتَهِيْ طَرْفُهُ ، فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ ، فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يَأْتِيْ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ قَوْمٌ قَدْ عَصَمَهُمُ اللّٰهُ مِنْهُ ، فَيَمْسَحُ عَنْ وُجُوهِهِمْ وَ يُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِيْ الْجَنَّةِ ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ أَوْحىٰ اللّٰهُ إِلىٰ عِيسىٰ إِنِّي قَدْ أَخْرَجْتُ عِبَادًا لِيْ لَا يَدَانِ لِأَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ ، فَحَرِّزْ عِبَادِيْ إِلىٰ الطُّورِ ، وَيَبْعَثُ اللّٰهُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَ هُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ ، فَيَمُرُّ أَوَائِلُهُمْ عَلىٰ بُحَيْرَةِ طَبَرِيَّةَ ، فَيَشْرَبُونَ مَا فِيهَا وَيَمُرُّ آخِرُهُمْ ، فَيَقُولُونَ : لَقَدْ كَانَ بِهٰذِهِ مَرَّةً مَاءٌ ، وَيُحْصَرُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيسٰى

وَأَصْحَابُهُ حَتَّى يَكُونَ رَأْسُ الثَّوْرِ لِأَحَدِهِمْ خَيْرًا مِنْ مِائَةِ دِينَارٍ لِأَحَدِكُمُ الْيَوْمَ فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللهِ عِيسىٰ وَأَصْحَابُهُ فَيُرْسِلُ اللهُ عَلَيْهِمُ النَّغَفَ فِي رِقَابِهِمْ ، فَيُصْبِحُونَ فَرْسىٰ كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ، ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللهِ عِيسىٰ وَ أَصْحَابُهُ إِلَى الْأَرْضِ ، فَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ الْأَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ إِلَّا مَلَأَهُ زَهَمُهُمْ وَنَتْنُهُمْ ، فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللهِ عِيسىٰ وَأَصْحَابُهُ إِلَى اللهِ ، فَيُرْسِلُ اللهُ طَيْرًا كَأَعْنَاقِ الْبُخْتِ ، فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَاءَ اللهُ ثُمَّ يُرْسِلُ اللهُ مَطَرًا لَا يَكُنُّ مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ وَ لَا وَبَرٍ فَيَغْسِلُ الْأَرْضَ حَتَّى يَتْرُكَهَا كَالزَّلَفَةِ ، ثُمَّ يُقَالُ لِلْأَرْضِ: أَنْبِتِيْ ثَمَرَتَكِ وَرُدِّيْ بَرَكَتَكِ ، فَيَوْمَئِذٍ تَأْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ وَ يَسْتَظِلُّونَ بِقِحْفِهَا ، وَيُبَارَكُ فِيْ الرِّسْلِ حَتَّى أَنَّ اللِّقْحَةَ مِنَ الْإِبِلِ لَتَكْفِيْ الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ ، وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْبَقَرِ لَتَكْفِيْ الْقَبِيلَةَ مِنَ النَّاسِ ، وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِيْ الْفَخِذَ مِنَ النَّاسِ ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ بَعَثَ اللهُ رِيحًا طَيِّبَةً ، فَتَأْخُذُهُمْ تَحْتَ آبَاطِهِمْ ، فَتَقْبِضُ رُوحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَ كُلِّ مُسْلِمٍ وَ يَبْقَى شِرَارُ النَّاسِ يَتَهَارَجُونَ فِيهَا تَهَارُجَ الْحُمُرِ ، فَعَلَيْهِمْ تَقُومُ السَّاعَةُ . (صحیح مسلم رقم الحدیث: 5232)

حدیث شریف کا ترجمہ

دجّال اسی حال طرح فتنہ پھیلاتا پھر رہا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجیں گے، وہ دمشق کے شرقی جانب کے سفید منارہ پر، زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے

ہوئے، اپنے دونوں ہاتھوں کو دو فرشتوں کے پَروں پر رکھے ہوئے اتریں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اپنے سر کو جھکائیں گے تو پانی کے قطرے ٹپکیں گے، اور جب اپنے سر کو سیدھا کریں گے تو سر سے سفید چاندی کی طرح صاف شفّاف موتی جیسے پانی کے قطرے آپ کے چہرے پر سے لُڑھکیں گے (جیسے کوئی آدمی غسل کر کے نکلتا ہے تو اس کے سر میں سے پانی کے قطرے ٹپکتے ہیں، اور جب سر کو سیدھا کرے تو پانی کے قطرے اس کے چہرے پر سے لُڑھکتے ہیں)۔

(اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سانس میں اللہ تعالیٰ ایسی تاثیر رکھ دیں گے کہ) جس کافر تک ان کی سانس پہنچے گی وہ مرجائے گا اور (آدمی کی سانس تو اس کے قریب ہی رہتی ہے لیکن) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سانس اتنی دور تک جائے گی جہاں تک ان کی نظر پہنچے گی۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجّال کو تلاش کریں گے؛ یہاں تک کہ اس کو بابِ لُد کے پاس پالیں گے اور اس کو قتل کردیں گے۔

(یہودی بھی دجّال کے نکلنے کا انتظار کرتے ہیں اور وہ اس کو اپنا مسیحا سمجھتے ہیں، موجودہ اسرائیل کی حکومت نے دجّال کے قیام کے واسطے ایک محل بھی بنا رکھا ہے)۔

اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسے لوگوں کے پاس جائیں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے دجّال کے فتنے سے محفوظ رکھا تھا، اور ان کے چہروں پر ہاتھ پھرائیں گے اور جنّت میں ان کو جو درجے ملنے والے ہیں وہ بتائیں گے۔ اسی حال میں اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجیں گے کہ میں نے اپنے ایسے بندوں کو نکالا ہے کہ جن کا مقابلہ کرنے کی کسی میں طاقت نہیں ہے، آپ میرے (ایمان والے) بندوں کو لے کر طور پہاڑ پر چلے جایئے۔ چناں چہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے طور پہاڑ پر

چلے جائیں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو بھیجیں گے، وہ اتنی زیادہ تعداد میں ہوں گے کہ ایسا معلوم ہوگا کہ ہر اونچی جگہ سے وہ پھسل رہے ہوں، یاجوج ماجوج کے لشکر کا شروع کا حصہ بحیرۂ طبریہ پر سے گزرے گا اور وہ اس سمندر میں جتنا پانی ہوگا سب پی جائیں گی، اسی لشکر کے آخر والے جب وہاں سے گزریں گے (اور اُس سمندر کو دیکھیں گے) تو کہیں گے کہ: یہاں کسی زمانے میں پانی رہا ہوگا (حالاں کہ ان کا ہی شروع کا حصہ وہ سب پی کر گیا ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ) اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی بالکل بند اور قیدی (جیسے) ہوکر رہ جائیں گے، کھانے پینے کی اتنی کمی ہوگی کہ بیل کی ایک سری ان کو اتنی مہنگی ملے گی کہ جیسے آج سو دینار کے بدلے میں ملے۔

اتنی تکلیفوں کی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوکر دعا کریں گے اور ان کی دعا کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کی گردنوں میں کیڑے پیدا کردیں گے۔

(''نَغَفْ'' ایک قسم کا کیڑا ہوتا ہے جو جانور کی ناک یا گردن میں پیدا ہوتا ہے، جانور اس سے مرجاتا ہے)

جس کے نتیجہ میں وہ سب ایک ساتھ مرجائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو طور پہاڑ پر ایمان والوں کو لے کر بند ہوگئے تھے وہ وہاں سے نیچے اتریں گے تو زمین میں ایک بالشت بھی جگہ ایسی نہیں پائیں گے جہاں یاجوج ماجوج کی چربی اور بدبو نہ ہو، سب جگہ ان کی لاشیں پڑی ہوئی ہوں گی اور بدبو پھیل گئی ہوگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ کی طرف دعا کے لیے متوجہ ہوں گے تو اللہ تعالیٰ بختی اونٹوں کی

گردنوں جیسے بڑے بڑے پرندے بھیجیں گے جو یاجوج ماجوج کی لاشوں کو اُٹھا کر لے جائیں گے اور ایسی جگہ ڈال دیں گے جہاں اللہ تعالیٰ چاہیں گے (یعنی سمندر میں) اس طرح زمین سے ان کی لاشیں ہٹادی جائیں گی، اس کے بعد اللہ تعالیٰ بارش بھیجیں گے تو کوئی کچا یا پکا مکان باقی نہیں رہے گا جو اس سے بچا ہوا رہے، چالیس دن تک بارش برسے گی، اس کا پانی ہر مکان کے اندر تک پہنچ جائے گا، وہ بارش زمین کو دھوکر بالکل صاف کردے گی، یہاں تک کہ آئینے کی طرح ہوجائے گی۔

اس کے بعد زمین سے کہا جائے گا کہ: اپنے پھلوں کو اُ گا، اور اپنی برکت کو لُٹا، چناں چہ اُس وقت جو پھل ہوں گے ان کا حال یہ ہوگا کہ ایک انار اتنا بڑا ہوگا کہ ایک بڑی جماعت کھا کر پیٹ بھر لے گی اور اس کا چھلکا اتنا بڑا ہوگا کہ اس کے نیچے کئی لوگ سایہ میں بیٹھ سکیں گے اور دودھ والے جانوروں میں اتنی برکت ہوگی کہ دودھ دینے والی ایک اونٹنی کئی انسانوں کی جماعتوں کے لیے کافی ہوجائے گی، اور دودھ دینے والی ایک گائے پورے خاندان کو کافی ہوجائے گی اور دودھ دینے والی ایک بکری ایک گھرانے کے لیے کافی ہوجائے گی۔ لوگ اسی طرح خوش حالی میں ہوں گے (اور کئی سال اس طرح گزریں گے کہ کسی کے دل میں کسی کے متعلق کوئی کینہ بھی نہیں ہوگا، سب کے دل ایک دم پاک اور صاف ہوں گے) پھر اللہ تعالیٰ ایک خوشبودار ہوا بھیجیں گے جو ایمان والوں کی بغلوں کے نیچے سے گزرے گی تو ہر مؤمن اور مسلمان کی روح قبض کرلی جائے گی۔ اس کے بعد روئے زمین پر بدترین لوگ رہ جائیں گے جو ایسے بے حیا ہوں گے جیسے گدھے کہ وہ جس طرح لوگوں کے سامنے آپس میں جفتی کرتے ہیں اسی طرح یہ بھی لوگوں کے سامنے جفتی کریں گے، اور ان ہی پر قیامت قائم ہوجائے گی۔

نوٹ: یہ گذشتہ بیان میں ذکر کی گئی حدیث کا باقی حصہ ہے۔

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی دجال کے مقابلے میں جنگ کی تیاری

جب دجال ظاہر ہو جائے گا تو حضرت مہدی رضی اللہ عنہ دمشق پہنچ کر زور و شور سے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں گے، لیکن حالات پورے دجال کے موافق ہوں گے؛ چوں کہ اس کے پاس زبردست ظاہری طاقت ہوگی، حضرت مہدی رضی اللہ عنہ اور آپ کے چاہنے والے دمشق میں رہ کر جنگ کی تیاریوں میں مشغول ہوں گے اور عام طور پر آپ اور آپ کے ساتھی جامع اموی میں نماز ادا کریں گے۔

اس درمیان دجال بھی ہنگامے کر کے دمشق پہنچے گا، اور پہاڑ کے دامن میں پڑاؤ ڈال کر مسلمانوں کی ایک جماعت کو گھیر لے گا۔ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کو دجال سے مقابلے کے لیے ابھاریں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا

ایک رات بڑی سخت اندھری ہوگی جس میں جنگ کی تیاریاں ہوں گی، اُس اندھری رات کی صبح مسلمان فجر کی نماز کی تیاری کر رہے ہوں گے، حضرت مہدی رضی اللہ عنہ فجر کی نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھ چکے ہوں گے، اقامت بھی کہی جا چکی ہوگی اور اچانک کسی کی آواز آئے گی: ''تمھاری مدد کرنے والا آ پہنچا''، لوگ اچانک دیکھیں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر دمشق کی جامع مسجد کے سفید مینارے سے اتر رہیں ہوں گے۔

اِس فجر کی پہلی نماز میں حضرت مہدی رضی اللہ عنہ امام ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے، اس کے بعد سب نمازوں میں امام حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ان کی اقتدا کریں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر دجال کی حیرانی

دجال جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو حیران ہو کر بھاگ کھڑا ہوگا، تقریباً ستّر ہزار یہودی اس کے ساتھ ہوں گے، دجال دمشق سے نکل کر اسرائیل (Israiel) کی طرف بھاگے گا، أفیق کی گھاٹی سے گزر کر لُدّ پہنچے گا؛ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی فوج اس کا پیچھا کرے گی، جب وہ لُدّ میں گھسنا چاہے گا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے قریب پہنچ جائیں گے۔

حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سانس لینے کے بعد جو ہوا باہر نکالیں گے اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ تاثیر رکھی ہوگی کہ جس کسی یہودی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہوا لگے گی وہ نمک کی طرح پگھل کر ہلاک ہوجائے گا۔

دجال کا قتل

ایسے دجال بھی آپ کی سانس سے پگھلنے لگے گا؛ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو اپنی سانس سے قتل نہیں کریں گے؛ بلکہ ایک ہتھیار لے کر اس کے پاس جائیں گے اور اس کو باقاعدہ اپنے مبارک ہاتھوں سے قتل کریں گے اور جو خون ہتھیار پر لگا ہوگا وہ خون سب ایمان والوں کو دکھائیں گے کہ دیکھو! اے ایمان والو! میں نے دجال کو قتل کردیا اور اس کی وجہ سے مؤمنوں کو کامل یقین ہوجائے گا کہ دجال کا قتل ہوگیا۔

اللہ کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو پہلے ہی سے اس بات کی پیشین گوئی دی تھی اور پھر جب وہ اپنی آنکھوں سے بھی اس کا مشاہدہ کریں گے تو ان کے ایمان ویقین میں اور زیادہ مضبوطی آجائے گی۔

''لد'' شہر

پہلے ''لد'' فلسطین کا دار السلطنت تھا، الرملہ شہر بننے کے بعد ویران ہوگیا، اس پرانے شہر کے اردگرد کا علاقہ بھی ''لد'' کے نام سے مشہور ہے۔

اعلی درجہ کی صحیح سندوں کے ساتھ یہ حدیث آئی ہے، اسے تین صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور ایک ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے، اس میں آں حضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

فَيَطْلُبُهُ حَتّٰى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدِّ فَيَقْتُلُهُ.

ترجمہ: سو حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو تلاش کریں گے یہاں تک کہ اسے لد کے دروازے پر جا کر قتل کر دیں گے۔

بابِ لد پر لکھا ہوا جملہ: هُنا يَخْرُجُ مَلِكُ السَّلَامِ

الحمد للہ! بندے نے اس شہر کو دیکھا ہے، کہتے ہیں کہ: لد شہر کے کسی دروازے پر اسرائیلی انتظامیہ نے لکھا ہوا ہے کہ:

هُنا يَخْرُجُ مَلِكُ السَّلَامِ.

ترجمہ: سلامتی کا بادشاہ (دجال) یہاں ظاہر ہوگا۔

اور یہ لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ: یہودی دجال کو اپنے لئے سلامتی کا بادشاہ مانتے

ہیں اوران کا یہ عقیدہ ہے کہ: دجال کے نکلنے کے بعد یہودیوں کو پوری دنیا میں حکومت ملے گی اور ساری دنیا پر یہودیوں کا قبضہ ہوجائے گا ؛اسی لیے یہودی دجال کوسلامتی کا بادشاہ مانتے ہیں۔اور یہ گیٹ بھی یہودیوں نے بنوایا ہےاوراس وقت لدشہر پرقبضہ بھی یہودیوں کا ہے۔

وہاں ایک عجیب ڈراؤنا درخت ہے، کہتے ہیں کہ: دجال اسی درخت کے پیچھے چھپے گااورحضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کوقتل کریں گے۔

وہ کنواں جس میں قتل کے بعد دجال کوڈالا جائے گا

''لد'' ہی کے مقام پرایک کنواں ہے، کہتے ہیں کہ جس میں دجال کوقتل کرنے کے بعد ڈالا جائے گا ، یہودی شہری انتظامیہ نے وہاں سے ایک سڑک گزارنے کے لیے اس کنویں کوختم کرنا چاہا؛ مگر بلڈوزروں اورطرح طرح کی مشینوں سے بھی اس کنویں کوراستے سے ہٹایا نہ جاسکا،مجبوراسڑک وہاں سے ہٹ کرگزارنی پڑی،لگتا ایسا ہے کہ یہ قدرتی نظام ہے۔

وہاں یہ لکھا ہوا ہے:هذا مكانٌ تاريخيٌّ.یعنی یہ ایک تاریخی مقام ہے۔

دجال کے قتل کے بعد کے حالات

دجال کے قتل کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اصلاحات میں مشغول ہوں گے، کافروں سے جہادفرمائیں گےاور جزیہ ختم کردیں گے؛ یعنی کافرسے اسلام کے علاوہ کچھ قبول نہ فرمائیں گے۔صلیب توڑیں گےاورخنزیرکونیست ونابودکردیں گے۔تمام اہلِ کتاب جوقتل سے بچیں گے سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پرایمان لے آئیں گے۔ان

کے زمانے میں اللہ عزوجل اسلام کے سوا سب دینوں اور مذہبوں کو فنا کر دیں گے۔ پوری دنیا میں ایک دین اسلام ہوگا، آپ کے زمانے میں مال بہت زیادہ ہوگا۔ ساری زمین انصاف سے بھر جائے گی، یہاں تک کہ بھیڑیئے کے پاس بکری بیٹھے گی اور وہ آنکھ اٹھا کر نہ دیکھے گا اور بچے سانپ سے کھیلیں گے۔

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "فَيَكُونُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلام فِي أُمَّتِي حَكَمًا عَدْلا وَ إِمَامًا مُقْسِطًا ، يَدُقُّ الصَّلِيبَ وَ يَذْبَحُ الْخِنْزِيرَ ، وَ يَضَعُ الْجِزْيَةَ وَ يَتْرُكُ الصَّدَقَةَ ، فَلا يُسْعَى عَلَى شَاةٍ وَلا بَعِيرٍ ، وَتُرْفَعُ الشَّحْنَاءُ وَالتَّبَاغُضُ ، وَ تُنْزَعُ حُمَةُ كُلِّ ذَاتِ حُمَةٍ، حَتَّى يُدْخِلَ الْوَلِيدُ يَدَهُ فِي فِي الْحَيَّةِ فَلا تَضُرَّهُ ، وَ تُفِرَّ الْوَلِيدَةُ الأَسَدَ فَلا يَضُرُّهَا، وَيَكُونَ الذِّئْبُ فِي الْغَنَمِ كَأَنَّهُ كَلْبُهَا ، وَ تُمْلأُ الأَرْضُ مِنَ السِّلْمِ كَمَا يُمْلأُ الإِنَاءُ مِنَ الْمَاءِ ، وَ تَكُونُ الْكَلِمَةُ وَاحِدَةً ، فَلا يُعْبَدُ إِلا اللهُ ، وَ تَضَعُ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ، وَ تُسْلَبُ قُرَيْشٌ مُلْكَهَا ، وَتَكُونُ الأَرْضُ كَفَاثُورِ الْفِضَّةِ، تُنْبِتُ نَبَاتَهَا بِعَهْدِ آدَمَ ، حَتَّى يَجْتَمِعَ النَّفَرُ عَلَى الْقِطْفِ مِنَ الْعِنَبِ فَيُشْبِعَهُمْ ، وَ يَجْتَمِعَ النَّفَرُ عَلَى الرُّمَّانَةِ فَتُشْبِعَهُمْ ، وَ يَكُونَ الثَّوْرُ بِكَذَا وَكَذَا، مِنَ الْمَالِ . (ابن ماجة)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عیسی علیہ السلام میری امت میں ایک عادل حاکم اور منصف امام ہوں گے، صلیب کو توڑیں گے، سور کو قتل کریں گے، جزیہ اٹھا دیں گے، اور صدقہ وزکوۃ لینا چھوڑ دیں گے، تو یہ بکریوں اور گھوڑوں پر وصول نہیں کیا جائے گا، لوگوں کے دلوں سے کینہ اور بغض اٹھ جائے گا، اور ہر قسم کے زہریلے جانور کا

زہر جاتا رہے گا، حتی کہ اگر بچہ سانپ کے منہ میں ہاتھ ڈالے گا تو وہ اسے نقصان نہ پہنچائے گا، اور بچی شیر کو بھگائے گی تو وہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا، بھیڑیا بکریوں میں اس طرح رہے گا جس طرح محافظ کتا بکریوں میں رہتا ہے، زمین صلح اور انصاف سے ایسے بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھر جاتا ہے، اور (سب لوگوں کا) کلمہ ایک ہو جائے گا، اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے گی، لڑائی اپنے سامان رکھ دے گی (یعنی دنیا سے لڑائی اٹھ جائے گی)۔

سات سال ایسے ہوں گے کہ انسانوں کے دلوں میں کینہ، حسد، بغض، لڑائی، جھگڑا کوئی چیز باقی نہیں رہے گی:

عن عبد الله بن عمرو:قال رسولُ الله ﷺ : ثُمَّ يَمْكُثُ النَّاسُ سَبْعَ سِنِيْنَ لَيْسَ بَيْنَ اِثْنَيْنِ عَدَاوَةٌ .(المسلم)

چونکہ اس امت کا آخری جو سب سے بڑا فتنہ تھا وہ دجال کا تھا اور وہ قتل ہو چکا؛ اس لیے دنیا میں امن وامان قائم ہو جائے گا۔

اِس وقت کے فتنے مکمل کب ہوں گے؟

آج کل میں لوگوں سے کہا کرتا ہوں۔اللہ تعالی غلطی کو معاف فرمائیں۔ چونکہ یہ اجتہادی چیز ہے؛ لیکن قرآن وحدیث کی روشنی میں میں لوگوں سے ایک بات عرض کرتا ہوں کہ: اس وقت دنیا میں جو فتنے نظر آرہے ہیں تو لگتا ایسا ہے کہ یہ فتنے دجال کے قتل پر ختم ہوں گے؛ اس لیے کہ ظاہر میں ان فتنوں کے ختم ہونے کی ہم کو تو کوئی شکل نظر نہیں آتی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دنیا میں شادی اور اولاد

بہرحال! حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس سال اس دنیا میں رہیں گے، اس درمیان آپ علیہ السلام شادی بھی فرمائیں گے اور اولاد بھی ہوگی، بالآخر ''مُقعَد'' نامی ایک شخص کو اپنا جانشین بنا کر دنیا سے تشریف لے جائیں گے؛ یعنی دنیا میں آنے کے بعد اب آپ کی وفات ہوگی اور روضۂ اقدس میں آپ ﷺ کے قریب تدفین عمل میں آئے گی، پھر قیامت کی آخری علامتوں کا ظہور ہوگا۔

قال كعب الأحبار: إن عيسىٰ يمكثُ في الأرض أربعين سنة و إنّ عيسىٰ يتزوج بامرأة من آل فُلانٍ ، ويرزَق منها ولدين فيسمّى أحدُهما محمد والآخرُ موسىٰ ، ويكون الناس معه على خيرٍ وفي خير زمانٍ ، وذلك أربعين سنةً ، ثم يقبض الله روح عيسىٰ ويذوق الموتَ ويُدفن إلىٰ جانب النبي في الحجرة ، ويموت خيار الأمّة ويبقى شرارُها فى قلّةٍ من المؤمنين.(التذكرة للقرطبي:٧٦٣)

ترجمہ: حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں چالیس سال رہیں گے، وہ کسی قبیلہ کی عورت سے نکاح کریں گے، اس عورت سے ان کے دو بیٹے بھی ہوں گے جن کا نام محمد اور موسیٰ ہوگا، آپ علیہ السلام کے ہمراہ لوگ بھلائی میں اور بھلے زمانہ میں رہیں گے، یہ چالیس سالہ مدت ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح قبض فرمالیں گے، اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی موت آجائے گی، اور وہ حجرۂ مبارکہ میں نبیٔ کریم ﷺ کے پہلو میں مدفون ہوں گے، امت کے صالحین بھی اس دنیا

سے رخصت ہوجائیں گے اور بدکردار لوگ باقی رہ جائیں گے۔

عن أبي هريرة قال : قال رسول الله : ينزل عيسى ابن مريم ويقتل الدجال ويمكث أربعين عامًا يعمل فيهم بكتاب الله تعالى و سُنتي ، ويموت ، ويستخلفون بأمر عيسىٰ رجلًا مِن بني تميم يقال له المقعد ، فإذامات المقعد لم يأت على الناس ثلاثُ سنين حتى يُرفع القرآن من صدور الرجال ومصاحفهم . (الحاوي ۸۲/۲)

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم آسمان سے اتر کر دجال کو قتل کریں گے، اور چالیس سال تک لوگوں میں کتاب اور میری سنت کو نافذ کریں گے، اس کے بعد ان کی وفات ہوگی۔ لوگ بنی تمیم کے مقعد نامی ایک شخص کو ان کا قائم مقام بنادیں گے، تین سال کے قلیل عرصہ میں ہی لوگوں کے سینوں اور مصاحف سے قرآن کریم اٹھالیا جائے گا۔

ایمان والوں کی دنیا سے روانگی

عن عبد الله بن عمرو بن العاص : قال رسول الله ﷺ : ثم يرسل اللهُ ريحًا باردة من قبل الشام (وفي رواية: كريح المِسْك مسُّها مسُّ الحرير) فلا يبقىٰ على وجه الارض احد في قلبه مثقالُ ذرة من إيمان إلّا قبضته ، حتى لو ان احدكم دخل في كبد جبل لدخلت عليه حتى تقبضه ، فيبقى شِرارُ الناس في خفة الطير و احلام السباع لا يعرفون معروفا ولا ينكرون منكرا .(فعليهم تقوم الساعة). (المسلم)

پھر جب اللہ تعالیٰ کو قیامت قائم کرنی ہوگی تو ملکِ شام کی طرف سے ایک ٹھنڈی ہوا چلے گی (دوسری روایت میں ہے کہ: اللہ تعالیٰ مشک جیسی خوشبودار اور ریشم جیسی نازک وملائم ہوا چلائیں گے) اور جس کسی مؤمن کو بھی وہ ہوا لگے گی تو وہ انتقال کر جائے گا اور یہ ہوا رحمت کی ہوگی؛ لیکن اس کے باوجود آدمی یہ سوچے گا کہ یہ ہوا مجھے لگے نہیں؛ تاکہ میں مروں نہیں؛ اس لیے وہ پہاڑوں پر چلا جائے گا اور پہاڑوں کی غار میں پناہ لے گا؛ لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ ہوگا کہ وہ ہوا اس کو لگے؛ چنانچہ وہ ہوا پہاڑ کی غار میں بھی آ کر لگے گی اور اس مؤمن کا انتقال ہو جائے گا۔

چونکہ وہ زمانہ ہوگا کہ دنیا میں فساد پھیلنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ دنیا کو ختم کرنے والے ہیں؛ اس لیے اللہ تعالیٰ پہلے اچھے لوگوں کو ختم کر دیں گے اور تمام ایمان والوں کو وہ ہوا لگے گی اور سب ایمان والے مر جائیں گے۔

قیامت کس پر واقع ہوگی؟

کامل ایمان والوں سے جب دنیا خالی ہو جائے گی تو دنیا میں جو لوگ بچ جائیں گے وہ پرندوں جیسے ہلکے اور درندوں جیسی سمجھ والے ہوں گے۔

''پرندوں جیسے ہلکے ہوں گے'' اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح پرندہ کوئی شہوت کی چیز دیکھتا ہے تو اس کی طرف لپکتا ہے، اسی طرح وہ لوگ بھی شہوت کی چیزوں کی طرف لپکیں گے۔

اور ''درندوں جیسی سمجھ والے ہوں گے'' اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح درندے آپس میں ایک دوسرے کو تکلیف دیتے ہیں اسی طرح وہ لوگ بھی ایک

دوسرے کو تکلیف پہنچائیں گے۔

آج یہی ہو رہا ہے کہ ایک آدمی سے ہمارا کوئی تعلق نہیں؛ لیکن محض حسد میں اس کو تکلیف پہنچانے کے چکّر میں ہوتے ہیں، یہ درندوں کی عادت ہے۔

شیطان کا ظاہر ہونا

قیامت کے قریب شیطان ظاہر ہوگا، ابھی تو شیطان ہمارے سامنے ظاہر ہو کر نہیں آتا ہے؛ لیکن وہ باقاعدہ ظاہر ہوگا۔

حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: شیطان لوگوں کے سامنے آئے گا اور بات کرے گا: جیسے کہ پچھلے زمانے میں بعض موقع پر وہ ظاہر ہوا تھا اور لوگوں سے بات بھی کی تھی؛ چنانچہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف جب ''دار الندوی'' ۔جو قریش کی مشورہ کرنے کی جگہ تھی ۔اس میں مشورہ ہو رہا تھا اس وقت بھی آیا تھا۔

سیرت کی کتابوں میں آتا ہے کہ مکہ کے سردار دار الندوی میں اللہ کے نبی کے خلاف مشورہ کے لیے جمع تھے، ابھی مشورہ شروع ہوا تھا کہ: شیطان ایک نجد کے بوڑھے آدمی کی شکل میں دروازے پر آپہنچا اور مشورے میں برابر شریک ہوا جس کی تفصیل قرآن وحدیث میں موجود ہے۔

اسی طرح بدر کی لڑائی کے موقع پر بھی شیطان سراقہ بن مالک کی شکل میں آیا تھا اور قریشی جوان حارث بن ہشام کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر کھڑا تھا۔

بہر حال! حدیث میں آتا ہے کہ دجال کے اس دور میں بھی شیطان ظاہر ہوگا: اور لوگوں سے آمنے سامنے بات کرے گا اور وہ لوگوں کو کہے گا کہ: تم میری

بات مانوں گے؟

لوگ کہیں گے کہ: آپ کا کیا حکم ہے؟

وہ کہے گا: بتوں کی عبادت کرو۔

پھر لوگ شیطان کی بات مان کر بتوں کی عبادت کرنا شروع کریں گے:

فيتمثل لهم الشيطان فيقول: الا تستجيبون ؟ فيقولون : بم تامرنا ؟ فيامرهم بعبادة الاوثان فيعبدونها، (المسلم)

دجال کے فتنے سے حفاظت

عن عمران بن حصين رضي الله عنه قال قال رسولُ الله ﷺ : مَنْ سَمِعَ بِالدَّجَّالِ فَلْيَنْأَ مِنْهُ ، فَوَاللهِ ! إِنَّ الرَّجُلَ لَيَأْتِيْهِ وَ هُوَ يَحْسِبُ أَنَّهُ مُؤْمِنٌ فَيَتَّبِعُهُ مِمَّا يُبْعَثُ بِهِ مِنَ الشُّبَهَاتِ . (ابوداؤد)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو شخص دجال کے نکلنے کی خبر سنے تو اس سے دور بھاگے، سو اللہ پاک کی قسم! یقیناً کوئی شخص دجال کی طرف جائے گا اور وہ خود کو یوں سمجھے گا کہ میں پکّا ایمان والا ہوں؛ مگر وہ شبہات (یعنی دجال کا جادو، دجال کا مُردوں کو زندہ کرنا وغیرہ) کی وجہ سے دجال کی پیروی کرنے والا بن جائے گا۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: تم میں سے جو آدمی اس کو پالے تو اس کے سامنے سورۂ کہف کی شروع کی آیتیں پڑھ لے۔

بعض روایتوں میں تین آیتوں کا اور بعض میں آخری دس آیت پڑھنے کے لیے فرمایا۔ علما نے فرمایا ہے کہ: دس آیتیں پڑھے تو زیادہ احتیاط کی بات ہے، اس کی

برکت سے اللہ تعالیٰ دجّال سے بھی اور دجّال کے فتنوں سے بھی حفاظت فرمائیں گے۔

لہذا سورۂ کہف کی پہلی اور آخری دس آیتوں کو زبانی یاد کرلو! جن کو یاد ہے وہ روزانہ ایک مرتبہ پڑھ لے اور جن کو یاد نہیں ہے وہ اس کو یاد کر کے پڑھنا شروع کردے، روزانہ اس کو پابندی سے پڑھو، ان شاء اللہ! اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ دجال کے فتنوں سے حفاظت فرمائیں گے۔

اسی طرح ایک اور دعا حدیث میں آئی ہے:

اللّٰهُمَّ إني أَعُوْذُ بِكَ من عذاب جهنم وَ أَعُوْذُ بِكَ من عذاب القبر وَ أَعُوْذُ بِكَ من فتنة المسيح الدجال وَ أَعُوْذُ بِكَ من فتنة المحيا والممات. (مسندِ احمد و المسلم)

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ کی حفاظت میں آتا ہوں دوزخ کے عذاب سے اور آپ کی حفاظت میں آتا ہوں قبر کے عذاب سے اور آپ کی حفاظت میں آتا ہوں مسیح دجال کے فتنے سے اور آپ کی حفاظت میں آتا ہوں زندگی اور موت کے فتنے سے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی دجال اور دجالی فتنوں سے مکمل حفاظت فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان کو سلامت رکھے، اللہ تعالیٰ امت کے ساتھ آگے والے مراحل میں آسانی کا معاملہ فرمائے۔

نظم

دنیا کے اے مسافر! منزل تیری قبر ہے	طے کر رہا ہے جوتو ، دو دن کا یہ سفر ہے
جب سے بنی ہے یہ دنیا، لاکھوں کروڑوں آئے	باقی رہا نہ کوئی مٹی میں سب سمائے
اس بات کو نہ بھولو، سب کا یہی حشر ہے	دنیا کے اے مسافر! منزل تیری قبر ہے
آنکھوں سے تو نے اپنے کتنے جنازے دیکھے	ہاتھوں سے اپنے تو نے دفنائے کتنے مردے
انجام سے تو اپنے، اتنا کیوں بے خبر ہے	دنیا کے اے مسافر! منزل تیری قبر ہے
یہ اونچے اونچے محل کچھ کام کے نہیں ہیں	یہ عالی شان بنگلے کچھ کام کے نہیں ہیں
دو گز زمین کا ٹکڑا چھوٹا سا تیرا گھر ہے	دنیا کے اے مسافر! منزل تیری قبر ہے
مخمل پہ سونے والے مٹی پہ سو رہے ہیں	شاہ و گدا یہاں پہ سب ایک ہو رہے ہیں
دونوں ہوئے برابر یہ موت کا اثر ہے	دنیا کے اے مسافر! منزل تیری قبر ہے
مٹی کے پتلے تو نے مٹی میں ہے سمانا	اک دن یہاں تو آیا اک دن یہاں سے جانا
رہنا نہیں جہاں پر جاری تیرا سفر ہے	دنیا کے اے مسافر! منزل تیری قبر ہے
دنیا کے اے مسافر! منزل تیری قبر ہے	طے کر رہا ہے جو تو دو دن کا یہ سفر ہے

حضرتِ تمیمِ داری رضی اللہ عنہ کی دجال سے ملاقات کا عجیب وغریب واقعہ

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ مختصر تعارف

نام: تمیم۔

نسب نامہ: تمیم بن اوس بن خارجہ بن سواد بن جزیمہ بن ذراع بن عدی بن الدار بن ہانی بن حبیب بن انمار بن لخم بن عدی بن عمرو بن سبا۔

کنیت: ابو رقیہ۔

نسبت: ساتویں نمبر پر آپ کے دادا کا نام "الدار" آتا ہے، انہی کی طرف نسبت کی وجہ سے "الداری" کہے جاتے ہیں۔ (الاصابہ ۱/۱۸۳)

"دار" یہ قبیلۂ لخم کی شاخ ہے اور لخم یعرب بن قحطان کی نسل سے ہے؛ گویا تمیم داری قحطانی النسل تھے۔ (ایضاً)

وطن: اصل ملکِ شام میں فلسطین کے رہنے والے تھے۔

آپ کا پرانا مذہب: پہلے نصرانی تھے۔

قبولِ اسلام: سن ۹ ہجری عام الوفود میں حضرت تمیم رضی اللہ عنہ اور آپ کے بھائی نُعَیم دونوں اپنے خاندان کی ایک جماعت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ (آخری مشہور غزوہ) تبوک میں شامل رہے۔

وفات و تدفین: آپ کا انتقال شام میں ۴۰ھ میں ہوا، اور فلسطین کے قریب "بیت جبرین" میں آپ کی قبر مبارک ہے۔

❁ ❁ ❁

بسم الله الرحمن الرحيم

اَلْحَمْدُ لِلهِ الَّذِيْ هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ وَ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللهُ وَ أَكْمَلَ لَنَا دِيْنَنَا وَ أَتَمَّ عَلَيْنَا نِعَمَهُ وَ رَضِيَ لَنَا الْإِسْلَامَ دِيْناً، أَشْهدُ أَنْ لَّاإِلٰهَ إِلَّااللهُ وَحْدَه لَاشَرِيْكَ لَهُ ، وَ أَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَ شَفِيْعَنَا وَحَبِيْبَنَا وَ إِمَامَنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُه وَ رَسُوْلُهُ ، صَلَوَاتُ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالىٰ عَلَيْهِ وَ عَلىٰ اٰلِهِ وَ أَصْحَابِهِ وَ ذُرِّيَّاتِه وَ أَهْلِ بَيْتِهِ وَأَهْلِ طَاعَتِهِ ، وَبَارَكَ وَ سَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْراً كَثِيْراً أَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُبِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝۳ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝۴ (النجم)

ترجمہ: اور نہ وہ اپنے نفس کی خواہش سے کچھ بولتے ﴿۳﴾ وہ تو ایک وحی ہے جو (ان کی طرف) بھیجی جاتی ہے۔

وقال النبي صلى الله عليه وسلم:

عن فاطمة بنت قيس رضي الله عنها قالت :سَمِعْتُ نِدَاءَ الْمُنَادِي : مُنَادِيَ رَسُولِ الله ﷺ ، يُنَادِي : الصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ . فَخَرَجْتُ إِلىٰ الْمَسْجِدِ فَصَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ ، فَكُنْتُ فِى صَفِّ النِّسَاءِ الَّتِي تَلِىْ ظُهُورَ الْقَوْمِ ، فَلَمَّا قَضىٰ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلاَتَهُ جَلَسَ عَلىٰ الْمِنبَرِ وَهُوَ يَضْحَكُ ، فَقَالَ : لِيَلْزَمْ كُلُّ إِنْسَانٍ مُصَلَّاهُ . ثُمَّ قَالَ أَ تَدْرُونَ لِمَ جَمَعْتُكُمْ ؟ قَالُوا : اللهُ وَ رَسُولُهُ أَعْلَمُ .

قَالَ : إِنِّى وَاللهِ ! مَا جَمَعْتُكُمْ لِرَغْبَةٍ وَلا لِرَهْبَةٍ ، وَلٰكِنْ

جَمَعْتُكُمْ لِأَنَّ تَمِيماً الدَّارِيَّ كَانَ رَجُلاً نَصْرَانِيًّا فَجَاءَ فَبَايَعَ و أَسْلَمَ وَحَدَّثَنِي حَدِيثاً وَافَقَ الَّذِيْ كُنْتُ أُحَدِّثُكُمْ عَنْ مَسِيحِ الدَّجَّالِ ، حَدَّثَنِي : أَنَّهُ رَكِبَ فِي سَفِينَةٍ بَحْرِيَّةٍ مَعَ ثَلَاثِينَ رَجُلًا مِنْ لَخْمٍ وَجُذَامَ فَلَعِبَ بِهِمُ الْمَوْجُ شَهْراً فِي الْبَحْرِ ، ثُمَّ أَرْفَئُوا إِلىٰ جَزِيرَةٍ فِي الْبَحْرِ حَتّٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ ، فَجَلَسُوا فِي أَقْرُبِ السَّفِينَةِ (وهي سفينة صغيرة تكون مع الكبيرة كالجنيبة يتصرف فيها ركاب السفينة لقضاء حوائجهم ، الجمع : قوارب، والواحد: قارب) فَدَخَلُوا الْجَزِيرَةَ فَلَقِيَتْهُمْ دَابَّةٌ أَهْلَبُ كَثِيرُ الشَّعْرِ،لاَ يَدْرُونَ مَا قُبُلُهُ مِنْ دُبُرِهِ مِنْ كَثْرَةِ الشَّعْرِ ، فَقَالُوا : وَيْلَكِ مَا أَنْتِ ؟ فَقَالَتْ : أَنَا الْجَسَّاسَةُ . قَالُوا : وَمَا الْجَسَّاسَةُ ؟

قَالَتْ : أَيُّهَا الْقَوْمُ ! انْطَلِقُوا إِلىٰ هٰذَا الرَّجُلِ فِي الدَّيْرِ فَإِنَّهُ إِلىٰ خَبَرِكُمْ بِالأَشْوَاقِ . قَالَ لَمَّا سَمَّتْ لَنَا رَجُلاً فَرِقْنَا مِنْهَا أَنْ تَكُونَ شَيْطَانَةً ، قَالَ : فَانْطَلَقْنَا سِرَاعاً حَتّٰى دَخَلْنَا الدَّيْرَ ، فَإِذَا فِيهِ أَعْظَمُ إِنْسَانٍ رَأَيْنَاهُ قَطُّ خَلْقاً ، وَأَشَدُّهُ وِثَاقاً ، مَجْمُوعَةٌ يَدَاهُ إِلىٰ عُنُقِهِ ، مَا بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ إِلىٰ كَعْبَيْهِ بِالْحَدِيدِ ، قُلْنَا : وَيْلَكَ مَا أَنْتَ ؟

قَالَ : قَدْ قَدَرْتُمْ عَلَى خَبَرِي ، فَأَخْبِرُونِي مَا أَنْتُمْ ؟ قَالُوا : نَحْنُ أُنَاسٌ مِنَ الْعَرَبِ ، رَكِبْنَا فِي سَفِينَةٍ بَحْرِيَّةٍ ، فَصَادَفْنَا الْبَحْرَ حِينَ اغْتَلَمَ فَلَعِبَ بِنَا الْمَوْجُ شَهْراً ، ثُمَّ أَرْفَأْنَا إِلىٰ جَزِيرَتِكَ هٰذِهِ ، فَجَلَسْنَا فِي أَقْرُبِهَا ، فَدَخَلْنَا الْجَزِيرَةَ ، فَلَقِيَتْنَا دَابَّةٌ أَهْلَبُ كَثِيرُ الشَّعَرِ لاَ يُدْرىٰ مَا قُبُلُهُ مِنْ دُبُرِهِ مِنْ كَثْرَةِ الشَّعَرِ ، فَقُلْنَا : وَيْلَكِ مَا أَنْتِ ؟ فَقَالَتْ :

أَنَا الْجَسَّاسَةُ . قُلْنَا : وَمَا الْجَسَّاسَةُ ؟ قَالَتْ : اعْمِدُوا إِلىٰ هَذَا الرَّجُلِ فِى الدَّيْرِ فَإِنَّهُ إِلىٰ خَبَرِكُمْ بِالْأَشْوَاقِ . فَأَقْبَلْنَا إِلَيْكَ سِرَاعاً ، وَفَزِعْنَا مِنْهَا وَلَمْ نَأْمَنْ أَنْ تَكُونَ شَيْطَانَةً .فَقَالَ:أَخْبِرُونِي عَنْ نَخْلِ بَيْسَانَ ، قُلْنَا : عَنْ أَيِّ شَأْنِهَا تَسْتَخْبِرُ ؟ قَالَ : أَسْأَلُكُمْ عَنْ نَخْلِهَا هَلْ يُثْمِرُ ؟ قُلْنَا لَهُ : نَعَمْ . قَالَ : أَمَا إِنَّهُ يُوشِكُ أَنْ لاَ تُثْمِرَ .

قَالَ : أَخْبِرُونِى عَنْ بُحَيْرَةِ الطَّبَرِيَّةِ ؟ قُلْنَا : عَنْ أَيِّ شَأْنِهَا تَسْتَخْبِرُ ؟ قَالَ : هَلْ فِيهَا مَاءٌ ؟ قَالُوا : هِيَ كَثِيرَةُ الْمَاءِ . قَالَ : أَمَا إِنَّ مَاءَهَا يُوشِكُ أَنْ يَذْهَبَ . قَالَ : أَخْبِرُونِى عَنْ عَيْنِ زُغَرَ ؟ قَالُوا : عَنْ أَيِّ شَأْنِهَا تَسْتَخْبِرُ ؟ قَالَ : هَلْ فِى الْعَيْنِ مَاءٌ ؟ وَهَلْ يَزْرَعُ أَهْلُهَا بِمَاءِ الْعَيْنِ ؟ قُلْنَا لَهُ : نَعَمْ ، هِيَ كَثِيرَةُ الْمَاءِ ، وَأَهْلُهَا يَزْرَعُونَ مِنْ مَائِهَا .

قَالَ : أَخْبِرُونِى عَنْ نَبِيِّ الْأُمِّيِّينَ مَا فَعَلَ ؟ قَالُوا : قَدْ خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ وَنَزَلَ يَثْرِبَ . قَالَ : أَقَاتَلَهُ الْعَرَبُ ؟ قُلْنَا : نَعَمْ . قَالَ : كَيْفَ صَنَعَ بِهِمْ ؟ فَأَخْبَرْنَاهُ أَنَّهُ قَدْ ظَهَرَ عَلىٰ مَنْ يَلِيهِ مِنَ الْعَرَبِ وَأَطَاعُوهُ ، قَالَ لَهُمْ : قَدْ كَانَ ذٰلِكَ ؟ قُلْنَا نَعَمْ . قَالَ : أَمَا إِنَّ ذَاكَ خَيْرٌ لَهُمْ أَنْ يُطِيعُوهُ وَإِنِّى مُخْبِرُكُمْ عَنِّي ، إِنِّى أَنَا الْمَسِيحُ ، وَإِنِّى أُوشِكُ أَنْ يُؤْذَنَ لِيْ فِى الْخُرُوجِ ، فَأَخْرُجَ فَأَسِيرَ فِى الْأَرْضِ فَلاَ أَدَعَ قَرْيَةً إِلاَّ هَبَطْتُهَا فِى أَرْبَعِينَ لَيْلَةً غَيْرَ مَكَّةَ وَطَيْبَةَ فَهُمَا مُحَرَّمَتَانِ عَلَيَّ كِلْتَاهُمَا ، كُلَّمَا أَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَ وَاحِدَةً أَوْ وَاحِداً مِنْهُمَا اسْتَقْبَلَنِى مَلَكٌ بِيَدِهِ السَّيْفُ صَلْتاً يَصُدُّنِى عَنْهَا وَإِنَّ عَلَى كُلِّ نَقْبٍ مِنْهَا مَلاَئِكَةً يَحْرُسُونَهَا .

قَالَتْ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ - وَطَعَنَ بِمِخْصَرَتِهِ فِي الْمِنْبَرِ - : هٰذِهِ طَيْبَةُ هٰذِهِ طَيْبَةُ هٰذِهِ طَيْبَةُ . يَعْنِي الْمَدِينَةَ ، أَلاَ هَلْ كُنْتُ حَدَّثْتُكُمْ ذٰلِكَ ؟ . فَقَالَ النَّاسُ :نَعَمْ .

فَإِنَّهُ أَعْجَبنِي حَدِيثُ تَمِيمٍ أَنَّهُ وَافَقَ الَّذِي كُنْتُ أُحَدِّثُكُمْ عَنْهُ وَعَنِ الْمَدِينَةِ وَمَكَّةَ ، أَلاَ إِنَّهُ فِي بَحْرِ الشَّامِ أَوْ بَحْرِ الْيَمَنِ ، لَا بَلْ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ ما هُوَ ، مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ ، مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ (قال القاضي : لفظة (ما هو) زائدة ، صلة للكلام ، ليست بنافية ، و المراد إثبات أنه في جهات المشرق .) وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى الْمَشْرِقِ . قَالَتْ فَحَفِظْتُ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ)(رواه مسلم في صحيحه برقم:2942)

حدیث شریف کا ترجمہ مع وضاحت

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں نے ایک اعلان کرنے والے کی آواز سنی جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بلا رہا تھا کہ: الصلوۃ جامعة.

نوٹ: یہ لفظ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں لوگوں کو کسی خبر بتانے کے لیے جمع کرنے پر بولا جاتا تھا جس کا معنی یہ ہے کہ: نماز آپ کو جمع کر رہی ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں مسجد کی طرف چل پڑی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی؛ اس حال میں کہ میں مردوں کے پیچھے عورتوں کی پہلی صف میں تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نماز پوری کر لی تو مسکراتے ہوئے منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ: ہر انسان اپنی جگہ پر بیٹھا رہے، پھر فرمایا کہ: کیا تم

جانتے ہو کہ میں نے تم کو کیوں جمع کیا ہے؟

صحابہ ؓ نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے تمھیں کسی بات کی رغبت دینے اور ڈرانے کے لیے جمع نہیں کیا ہے؛ لیکن میں نے تمھیں صرف اس لیے جمع کیا ہے کہ تمیمِ داری جو پہلے نصرانی تھے، پھر وہ آئے اور بیعت کر کے اسلام قبول کیا، انھوں نے مجھے ایک ایسی بات سنائی جو اس خبر کے موافق ہے جو میں تمھیں مسیح دجال کے بارے میں پہلے ہی بتا چکا ہوں۔

(یعنی دجال کے لیے جو بات میں تم کو سناتا تھا ویسی ہی بات وہ آنکھ سے دیکھ کر بتا رہے ہیں)۔

چنانچہ انھوں نے مجھے بتایا کہ: بنولخم اور بنوجذام کے تیس آدمیوں کے ساتھ وہ ایک کشتی میں سوار ہوئے، سمندر کی لہروں نے ایک مہینے تک انھیں گھمایا (یعنی کشتی راستہ بھٹک گئی)؛ یہاں تک کہ سورج ڈوبنے کے وقت ان کی کشتی ایک جزیرہ پر جا کر رُکی (یعنی جزیرہ کے قریب)، پھر وہ چھوٹی کشتی میں بیٹھ کر جزیرہ میں داخل ہوئے تو انھیں وہاں ایک ایسا جانور ملا جو زیادہ اور گھنے بالوں والا تھا، بالوں کے زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کا منہ اور پیٹھ پہچان نہ سکے تو انھوں نے اس جانور سے کہا کہ: تیرے لیے ہلاکت ہو، تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں جساسہ ہوں۔

انھوں نے کہا: جساسہ کیا ہوتا ہے؟ اس نے کہا: اے لوگو! اس آدمی کے پاس گرجے (ایک بڑی عمارت) میں چلو؛ کیوں کہ وہ تمھاری خبر جاننے کا بہت شوق رکھتا ہے، پھر اس نے ایک آدمی کا ذکر کیا تو ہم گھبرا گئے کہ وہ کہیں شیطان نہ ہو، سو ہم جلدی

جلدی چلے ؛یہاں تک کہ گرجے میں داخل ہوگئے،وہاں ایک بہت بڑا انسان تھا کہ اس سے پہلے ہم نے اتنا بڑا انسان کبھی نہیں دیکھا تھا،،جو زنجیروں میں سختی کے ساتھ بندھا ہوا اور اس کے دونوں ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے اور گھٹنوں سے ٹخنوں تک لوہے کی زنجیروں سے جکڑا ہوا تھا۔

ہم نے اس سے کہا کہ: تیرے لیے ہلاکت ہو،تو کون ہے؟

اس نے کہا کہ:تم نے میری خبر حاصل کر ہی لی (یعنی میں تمھیں اپنے بارے میں بتاتا ہوں)لیکن پہلے تم بتاؤ کہ تم کون لوگ ہو؟

ہم نے کہا کہ: ہم عرب کے لوگ ہیں،ہم ایک سمندری کشتی میں سوار تھے تو سمندر کی لہروں نے ایک مہینے کے بعد اتفاقاً ہمیں یہاں جزیرے پر پہنچا دیا،پھر ہم چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں سوار ہوکر تمھارے اس جزیرے میں داخل ہوئے تو ہمیں بہت زیادہ اور گھنے بالوں والا جانور ملا،جس کے بالوں کے زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کا اگلا اور پچھلا حصہ پہچانا نہ جاتا تھا،ہم نے اس سے کہا: تیرے لیے ہلاکت ہو،تو کون ہے؟اس نے کہا: میں جساسہ ہوں ۔ہم نے کہا: جساسہ کیا ہوتا ہے؟اس نے کہا: بڑی عمارت میں اس آدمی کے پاس جاؤ؛ کیوں کہ وہ تمھاری خبر کا بہت شوق رکھتا ہے، پھر ہم تیری طرف جلدی سے چلے اور اس سے ہم گھبرائے کہ شاید وہ شیطان نہ ہو۔

اس نے کہا کہ: مجھے بیسان کے علاقے کی کھجوروں کے باغ کے بارے میں بتاؤ؟ ہم نے اس سے پوچھا کہ:تو اس کے بارے میں کیا خبر جاننا چاہتا ہے؟

اس نے کہا: کیا اس علاقے میں کھجوروں کے درخت پھل دیتے ہیں۔

ہم نے کہا: ہاں (پھل آتے ہیں)۔اس نے کہا:عنقریب وہ زمانہ آنے والا

ہے کہ وہ درخت پھل نہ دیں گے۔

پھر اس نے کہا: مجھے طبریہ سمندر کے بارے میں خبر دو؟

ہم نے اس سے پوچھا کہ: تو اس کے بارے میں کیا جاننا چاہتا ہے؟

اس نے کہا: کیا اس سمندر میں پانی موجود ہے؟

ہم نے کہا: ہاں! اس میں پانی بہت ہے۔

اس نے کہا: بہت جلد ایسا وقت آنے والا ہے کہ اس کا سارا پانی ختم ہو جائے گا۔

پھر اس نے کہا: مجھے زغر کے چشمہ کے بارے میں بتاؤ؟

(علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ: زغر شام میں ایک پانی کا چشمہ ہے)۔

ہم نے کہا کہ: تو اس کے متعلق کیا جاننا چاہتا ہے؟

اس نے کہا کہ: کیا اس چشمے میں پانی ہے؟ اور کیا وہاں کے لوگ اس کے پانی سے کھیتی باڑی کرتے ہیں؟

ہم نے اس سے کہا: ہاں! اس میں بہت پانی ہے اور وہاں کے لوگ اس کے پانی سے کھیتی باڑی کرتے ہیں۔

پھر اس نے کہا: مجھے امیوں (عرب کے اَن پڑھ لوگوں) کے نبی کے بارے میں خبر دو کہ انھوں نے کیا کیا؟

ہم نے کہا کہ: وہ نبی مکہ سے ہجرت کر کے یثرب یعنی مدینہ میں ہیں۔

اس نے کہا کہ: کیا عرب کے لوگوں نے ان سے جنگ کی ہے؟

ہم نے کہا: جی ہاں! اس نے پوچھا کہ: اس نبی نے عرب کے لوگوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟

ہم نے اسے بتایا کہ: وہ اپنے اطراف کے عرب لوگوں پر غالب آ گئے ہیں اور انھوں نے ان کی پیروی کی ہے۔

اس نے کہا: کیا واقعی ایسا ہو چکا ہے؟ ہم نے کہا: ہاں!

اس نے کہا کہ: عرب کے لوگوں کے حق میں یہی زیادہ اچھا ہے کہ وہ ان کے پیروی کرنے والے بن جائیں۔

اور میں اب تمھیں اپنے بارے میں خبر دیتا ہوں کہ میں مسیح (دجال) ہوں اور ایسا وقت بہت جلدی آنے والا ہے مجھے نکلنے کی اجازت دی جائے گی اور میں نکل کر چالیس راتوں میں پوری زمین کا سفر طے کروں گا، کوئی بستی نہ چھوڑوں گا جس میں داخل نہ ہو جاؤں، مکہ اور مدینہ طیبہ کے علاوہ؛ کیوں کہ ان دونوں شہروں میں پر داخل ہونے کی مجھ پر پابندی ہے، جب بھی میں ان میں سے کسی ایک میں داخل ہونے کی کوشش کروں گا تو فرشتہ ہاتھ میں ننگی تلوار لے کر میرے سامنے آ جائے گا اور اس میں داخل ہونے سے مجھے روکے گا اور مدینہ ہر راستے پر فرشتے پہرہ دیں گے۔

پھر حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی لاٹھی سے منبر کو بجایا (یعنی لاٹھی منبر پر ماری) اور فرمایا: یہ طیبہ ہے، یہ طیبہ ہے، یہ طیبہ ہے (یعنی مدینہ منورہ ہے)۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: کیا میں نے تمھیں یہ باتیں پہلے ہی بیان نہ کر دی تھیں؟ لوگوں نے عرض کیا: جی ہاں!

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک! مجھے تمیم کی اس خبر سے خوشی ہوئی کہ وہ اس خبر جیسی ہے جو میں نے تمھیں دجال اور مدینہ اور مکہ کے بارے میں بیان کی تھی۔

سنو! دجال شام یا یمن کے سمندر میں ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: نہیں! بلکہ مشرق کی طرف ہے، وہ مشرق کی طرف ہے، وہ مشرق کی طرف ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن کر یاد کر لی۔

یہ مسلم شریف کی ایک لمبی حدیث ہے، اس میں بڑا پیارا اور بڑا عجیب قصہ ہے۔

اس امت کے ایک صحابی نے دجال سے ملاقات کی

یہ دجال جب ظاہر ہوگا تب تو ہزاروں، لاکھوں، کڑوروں انسان اس کو دیکھیں گے اور اس سے ملیں گے؛ لیکن ایک صحابی۔ جو اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ سمندر میں سفر کر رہے تھے اور ان کی کشتی راستہ بھٹک گئی تھی۔ تو وہ دجال کی جگہ پر پہنچ گئے اور ان کی دجال کے ساتھ ملاقات ہوئی، وہ پورا قصہ اس حدیث کے اندر موجود ہے اور وہ قصہ خود حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے۔

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا: نام ونسب

اِس حدیث کو روایت کرنے والی ایک صحابیہ عورت: حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا ہیں۔

ان کا نسب یہ ہے: فاطمہ بنت قیس بن خالد اکبر بن وہب بن ثعلبہ بن وائلہ بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر۔

والدہ کا نام: امیمہ بنت ربیعہ تھا اور بنی کنانہ سے تعلق رکھتی تھیں۔

ایمان، نکاح

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا اسلام کے شروع زمانے میں ایمان لائیں اور ہجرت کی، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میرا نکاح ابوعمرو بن حفص بن مغیرہ کے ساتھ ہوا تھا، جو اس زمانے میں قریش کے بہترین نوجوان تھے، وہ حضرت نبی کریم ﷺ کے ساتھ سب سے پہلے جہاد میں شامل ہوئے۔

طلاق کا واقعہ

اس کے بعد ۱۰ھ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک لشکر لے کر یمن گئے تھے، ابوعمرو بھی ان کے ساتھ تھے، چلتے وقت عیاش بن ابی ربیعہ کے ذریعے اپنی بیوی کو آخری طلاق دی (دو طلاق پہلے دے چکے تھے) اور پانچ پانچ صاع جَو اور سوکھی کھجور بھیجی، پھر انھوں نے عدت گزاری۔

عدت کے بعد نکاح کے پیغام اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشورہ

جب عدت کا زمانہ پورا ہوا تو ہر طرف سے نکاح کے پیغام آئے، جیسا کہ روایت میں ہے:

عن فاطمةَ بنتِ قيسٍ رَضِيَ اللهُ عنها قالتْ : أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ : إِنَّ أَبَا الجَهْمِ وَمُعَاوِيَةَ خَطَبَانِي ؟ فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: أَمَّا مُعَاوِيَةُ ؛ فَصَعْلُوكٌ لَا مَالَ لَهُ . و أَمَّا أَبُو الجَهْمِ ؛ فَلَايَضَعُ العَصَا عَنْ عَاتِقِهِ . (متفق عَلَيْهِ)

وفي رواية لمسلم:وَ أَمَّا أَبُو الجَهْمِ فَضَرَّابٌ لِلنِّسآءِ .

وَهُوَ تفسير لرواية:(لايَضَعُ العَصَا عَنْ عَاتِقِهِ) وقيل : معناه : كثيرُ الأسفارِ .

ترجمہ:(حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کوان کے شوہر نے طلاق دیدی تھی، عدت کے زمانے ہی میں حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ہدایت کردی تھی کہ اب جوبھی پیغام آئے ، مجھ سے مشورہ کیے بغیر قبول مت کرنا، چناں چہ ان کی عدت پوری ہونے کے بعد جب ان کے پاس لوگوں کی طرف سے نکاح کے واسطے پیغامات آئے تو اس سلسلہ میں انھوں نے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی کہ)ابوجہم اور معاویہ نے میرے پاس پیغامِ نکاح بھیجا ہے(اب آپ ہی مشورہ دیجیے کہ دونوں میں سے کس کا پیغام قبول کروں؟)

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: معاویہ تو ایک دم فقیر آدمی ہے ،اس کے پاس مال ہے ہی نہیں (بھلا وہ تمھارا نفقہ کیا ادا کرسکیں گے؟)اور رہے ابوجہم !تو وہ اپنی لاٹھی کندھے سے نیچے اتارتے ہی نہیں۔

مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ: ابوجہم عورتوں کی بہت پٹائی کرتے ہیں اوراس کا ایک معنیٰ یہ بھی بتایا ہے کہ:ابوجہم سفر بہت زیادکرتے ہیں۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ:تم اسامہ سے نکاح کرلو۔

چوں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا یہ خیال تھا کہ: خود آں حضرت ﷺ ان کے ساتھ شادی کریں گے؛ اس لیے انھوں نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کرنے سے انکار کردیا۔ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: خدا اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو، اس میں تمھارے لیے بھلائی ہے۔

یہ سن کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا راضی ہوگئیں اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کرلیا، کہتی ہیں کہ: پھر میں قابلِ رشک بن گئیں۔ (صحیح مسلم، کتاب الطلاق)

اس سے معلوم ہوا کہ نکاح کے لیے استخارہ اور مشورے سے کام کرنا چاہیے، اس میں خیر ہوتی ہے۔

صحابی مرد تو مرد عورتوں میں بھی ایسے جذبات تھے کہ وہ نکاح جیسے معاملات بھی حضور ﷺ کے حوالے کردیا کرتی تھیں!

آج ہمارا حال!

اِس جگہ رُک کر ایک بات عرض کردوں کہ: زندگی میں بہت سے تجربات ایسے سامنے آتے ہیں کہ بہت سے لوگ اللہ والوں سے عقیدت ومحبت کا تعلق رکھتے ہیں اور ان سے اپنے کاموں کے بارے میں مشورہ بھی لیتے ہیں؛ لیکن جب کبھی اس طرح شادی بیاہ کی بات آتی ہے اور وہ اس بزرگ سے مشورہ لینے جاتے ہیں جن سے ان کو محبت ہے اور وہ بزرگ مشورہ دیتے ہیں کہ: سادگی کے ساتھ نکاح کرنا چاہیے تو اس کے خاندان والے یوں کہتے ہیں کہ: بھائی ہر بات میں تھوڑی بزرگوں کی بات ماننی ہوتی ہے، ٹھیک ہے کوئی مسئلہ پوچھ لیا، کوئی تعویذ، وظیفہ لے لیا، ہر بات ماننی ضروری تھوڑی ہے؟

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جذبہ دیکھیے کہ انھوں نے اپنے نکاح کا معاملہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشورے سے طے کیا۔

عدت کے زمانے میں نکاح کا حکم

یہاں ایک مسئلہ میں آپ کو سمجھا دو کہ: جب شوہر نے طلاق دے دی اور بیوی عدت میں بیٹھی ہو تو عدت کے زمانے میں کسی دوسرے مرد سے اس کا نکاح نہیں کر سکتے اور عدت کے زمانے میں صاف صاف لفظوں میں نکاح کا پیغام بھی نہیں دینا چاہیے اور اگر عدت کے زمانے میں کسی نے نکاح کرلیا تو وہ نکاح شریعت کے قانون کے مطابق صحیح نہیں ہوگا۔

عدت میں پردے کا حکم

دوسرا ایک خاص مسئلہ سمجھ لیجیے! جو مسائل پردے کے عام حالات میں ہوتے ہیں وہی مسائل عدت میں بھی ہوتے ہیں، عدت میں پردے کا کوئی نیا مسئلہ بدلتا نہیں ہے، یہ اس لیے بتایا کہ عورت جب عدت میں بیٹھتی ہے تو لوگ عجیب عجیب مسائل پوچھنے آتے ہیں کہ: بہن کی عدت میں بھائی ملنے آئے تو بھائی سے بات کر سکتی ہے؟ بھانجے یا بھتیجے سے بات کر سکتی ہے؟

سیدھی سیدھی بات کہ عام حالات میں پردہ کا جو مسئلہ ہے وہی مسئلہ عدت کے اندر بھی ہوگا، اس میں کوئی فرق نہیں ہے، کچھ چیزیں اس میں الگ ہیں؛ ورنہ عام احکام وہی ہیں۔

اسی طرح ایک غلط فہمی ہمارے معاشرے میں یہ بھی ہے کہ عدت میں عورت

آسمان کو بھی نہیں دیکھ سکتی، یہ بھی غلط مشہور ہو گیا ہے۔

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی وفات

وفات کا سال تو معلوم نہیں ہو سکا؛ البتہ حضرت عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے خلافت کے زمانے تک زندہ رہیں۔

۵۴ھ میں جب حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سخت صدمہ پہنچا اور پھر انھوں نے نئی شادی بھی نہیں کی اور آخر تک بھائی ضحاک کے ساتھ رہیں اور جب یزید نے اپنی حکومت کے زمانے میں ضحاک کو عراق کا گورنر مقرّر کیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی ان کے ساتھ کوفہ چلی آئیں اور وہیں رہنے لگیں۔ (طبقاتِ ابن سعد)

اعلان کا طریقہ

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ایک دن مدینہ کی گلیوں میں اعلان ہوا:

اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ . چلو! نماز کے لیے آجاؤ۔

اس زمانے میں مائک نہیں ہوتے تھے اور اعلان کرنے کے لیے بڑی آواز والے انسان کی ضرور پڑتی ہے؛ اس لیے جب کبھی کسی بات کا اعلان کرنا ہوتا تو کچھ لوگ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلان کرنے کے واسطے مقرر تھے۔

آج بھی یہ طریقہ بہت سے گاؤں اور علاقوں میں چلا آ رہا ہے کہ وہاں اعلان کرنے والے آدمی مقرر ہوتے ہیں، کسی کا انتقال ہو جاتا ہے تو وہ محلوں میں گھوم گھوم کر اعلان کرتے ہیں۔

جانتے ہو میں نے آپ لوگوں کو کیوں جمع کیا ہے؟

حضور ﷺ کی طرف سے اعلان ہوا کہ نماز کے لیے جمع ہو جاؤ!

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ: جب یہ اعلان میں نے سنا تو میں مسجد میں پہنچی، اور عورتوں کی پہلی صف میں کھڑی ہوگئی اور حضور ﷺ کے پیچھے نماز ادا کی، جب نماز پوری ہوگئی تو حضرت نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف لائے اور مسکرانے لگے، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ہر آدمی اپنی اپنی جگہ پر بیٹھا رہے، اپنی جگہ نہ بدلے، اس کے بعد حضرت نبی کریم ﷺ نے تمام صحابہ سے یہ سوال کیا کہ:

جانتے ہو میں نے آپ لوگوں کو کیوں جمع کیا ہے؟

صحابہ رضی اللہ عنہم کا انتہائی ادب والا جواب

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ: اللہ اور اس کے رسول ہی اس جمع کرنے کا مقصد خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔

یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا اونچے درجے کا ادب تھا کہ: وہ اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہتے تھے کہ: حضور! ایسا ہوسکتا ہے؛ بلکہ حضور ﷺ جب کبھی سوال کرتے تو ہر صحابی کا یہی جواب ہوتا تھا کہ: اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔

پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ: میں نے آج آپ لوگوں کو اس لیے جمع نہیں کیا ہے کہ آپ لوگوں کے درمیان میں مال تقسیم کروں اور نہ ہی اس لیے جمع کیا ہے کہ آپ کو (مدینہ پر) دشمن کے حملہ کرنے کی خبر دوں۔

چوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں جب کبھی کہیں سے مال آتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمع فرماتے اور ان کے درمیان اس مال کو تقسیم کر دیتے تھے، اسی طرح جب کبھی کوئی مدینہ پر دشمن کے حملہ کرنے کی خبر لاتا، تب بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمع فرماتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاف فرمادیا کہ: آج میں نے آپ کو مال دینے اور دشمن کے حملے سے ڈرانے کے لیے جمع نہیں کیا ہے؛ بلکہ میرا مقصد آپ کو جمع کرنے کا یہ ہے کہ: میں آپ لوگوں کو تمیم داری کا واقعہ سنانا چاہتا ہوں۔

حضرت تمیمِ داری رضی اللہ عنہ کا نام ونسب اور آپ کی کنیت

آپ کا نام: تمیم تھا۔

آپ کا پورا نسب اس طرح ہے: تمیم بن اوس بن خارجہ بن سواد بن جزیمہ بن ذراع بن عدی بن الدار بن ہانی بن حبیب بن انمار بن لخم بن عدی بن عمرو بن سبا۔

آپ کی کنیت ابورقیہ تھی۔

نسبت

اوپر جاکر ساتویں نمبر پر آپ کے دادا کا نام "الدار" آتا ہے، انہی کی طرف نسبت کی وجہ سے ''الداری'' کہے جاتے ہیں۔ (الاصابہ ۱/۱۸۳)

''دار'' یہ قبیلۂ لخم کی شاخ ہے اور لخم یعرب بن قحطان کی نسل سے ہے؛ گویا تمیم داری قحطانی النسل تھے۔ (الاصابہ ۱/۱۸۳، تھذیب التھذیب، ص: ۳۲۲، استیعاب ۱/۲۷۰، سیر اعلام ۴/۸۳)

وطن اور آپ کا پرانا مذہب

حضرت تمیم رضی اللہ عنہ اصل ملکِ شام میں فلسطین کے رہنے والے تھے اور مذہب کے اعتبار سے نصرانی تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے کا اعلان ہونے سے پہلے آسمانی کتابوں کی خبر کے مطابق جہاں اور بہت سے اہلِ کتاب اپنا وطن چھوڑ کر آخری نبی کی ہجرت کی جگہ مدینہ میں رہنے کے لیے آ گئے اسی طرح حضرت تمیم رضی اللہ عنہ بھی مدینہ میں رہنے آ گئے تھے؛ مگر تجارت کی غرض سے آپ ملکِ شام کا سفر کرتے رہتے تھے۔(الاصابہ)

اسلام قبول کرنے کا واقعہ

ابونعیم اصفہانیؒ نے حضرت تمیم رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا یہ واقعہ نقل کیا ہے، حضرت تمیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت ملی تو اس وقت میں ملک شام میں تھا؛ چنانچہ میں ایک ضرورت کی وجہ سے شام سے نکلا تو ایک وادی میں رات ہوگئی، تو میں نے دل ہی دل میں کہا کہ: آج رات اِس وادی کے بڑے جِنّ کی حفاظت لیتا ہوں، یہ کہہ کر جب سونے لگا تو ایک پکارنے والے نے کہا: اللہ کی حفاظت لو؛ اس لیے کہ جِنّ اللہ کے خلاف کسی کو حفاظت نہیں دیتے۔

میں نے اسے اللہ کی قسم دے کر کہا: کیا بات ہے؟

اس نے کہا کہ: محمد امین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اللہ کے رسول بن کر مبعوث ہوئے ہیں، ہم نے ان کے پیچھے نماز پڑھی ہے اور مقامِ حجون میں ہم نے ان کے ہاتھ پر اسلام بھی

قبول کرلیا ہے اور ان کی اتباع کی ؛ اس لیے اب تم بھی محمد ﷺ - جو رب العالمین کے رسول ہیں - کے پاس جا کر اسلام لے آؤ!

حضرت تمیم ﷜ فرماتے ہیں کہ : جب صبح ہوئی تو میں معبد (عیسائیوں کی عبادت کی جگہ) میں گیا اور راہب کو رات والا پورا واقعہ سنایا تو راہب نے کہا: جنوں نے تم سے سچ کہا، وہ نبیٔ آخر الزماں حرم سے نکلیں گے اور ہجرت کریں گے اور ہجرت کی جگہ بھی حرم ہوگی، وہ خیر الانبیاء ہیں، ان سے کوئی آگے نہیں بڑھ سکتا۔ (البدایہ ۲/۲۰۸)

چنانچہ سن ۹ ہجری عام الوفود میں (جس سال بہت ساری جماعت اور قبیلے اسلام لانے کے لیے مدینہ آئے تھیں) حضرت تمیم ﷜ اور آپ کے بھائی نُعَیم دونوں اپنے خاندان کی ایک جماعت کے ساتھ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا اور حضور ﷺ کے ساتھ (آخری مشہور غزوہ) تبوک میں شامل رہے۔

(الاصابہ، البدایہ)

''دار'' خاندان کے وفد کی تفصیل

طبقات ابن سعد میں ہے کہ: دار قبیلے کے وفد میں دس افراد تھے:

(۱) تمیم (۲) نُعیم (دونوں حقیقی بھائی ہیں) (۳) یزید بن قیس (چچازاد بھائی ہے) (۴) عزیز (۵) مُرّہ (باپ کے چچازاد بھائی ہیں) (۶) فاکہہ بن نعمان (۷) جبلہ بن مالک (۸) ابوہند (۹) طیب (۱۰) ہانی بن حبیب (بقیہ پانچ بھی خاندان ہی کے افراد تھے)۔

ان میں طیب کا نام بدل کر حضور ﷺ نے عبداللہ رکھا اور عزیز کا نام

عبدالرحمن رکھا۔

ہانی بن حبیب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شراب کی ایک مشک اور چند گھوڑے اور ریشمی قبا۔جو سونے کے تاروں سے مزین تھی۔ ہدیہ میں پیش کیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھوڑے اور قبا کو قبول فرمایا اور قبا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو دے دی اور شراب کی مشک واپس کردی۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اُسے کیا کروں؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس میں سے سونا نکال لو! اور اپنی عورتوں کا زیور بنالو! یا خرچ میں لے آؤ! اور ریشم کو بیچ کر اس کی قیمت حاصل کرلو!

چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے وہ قبا ایک یہودی کو آٹھ ہزار درہم میں بیچ دی۔

یہ بستی مجھے دے دینا

حضرت تمیم رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: ہم رومیوں کے پڑوس میں رہتے ہیں اور ان کی دو بستیاں ہیں: (۱) جیری (۲) بیتِ عینون، اگر اللہ تعالیٰ آپ کو شام پر فتح عطا فرمائے تو یہ دونوں بستیاں مجھے بخش دینا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فَهُمَا لَكَ .

جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے اور وہ علاقہ فتح ہوا تو آپ نے وہ علاقہ ان کو دے دیا اور ایک نوشتہ (دستاویز) بھی لکھ کر حوالہ کردیا۔(طبقات ابن سعد)

سیرِ اعلام النبلاء میں حضرت عکرمہ سے اس طرح منقول ہے کہ: حضرت تمیم رضی اللہ عنہ جب اسلام لائے تو انھوں نے کہا: یارسول اللہ! یقیناً اللہ تعالیٰ آپ کو پوری زمین پر غالب کریں گے تو بیت اللحم کی میری بستی جب فتح ہو تب مجھے عنایت فرمایئے گا، تو حضور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: هِيَ لَكَ .

اوراس کی سند (دستاویز) بھی لکھ دی۔

چنانچہ حضرت تمیم رضی اللہ عنہ وہ دستاویز لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: أَنَا شَاهِدُ ذٰلِكَ فَأَمْضَاهُ .

میں خود اس کا گواہ ہوں ، پھر انھوں نے اسے نافذ کیا؛ یعنی وہ بستی ان کے حوالے کر دی۔

حضرت لیث تابعیؒ فرماتے ہیں کہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت تمیم رضی اللہ عنہ سے یہ بھی کہا تھا: لَيْسَ لَكَ أَنْ تَبِيعَ . یعنی اس بستی کو مت بیچنا۔

فرماتے ہیں کہ: وہ بستی آج تک حضرت تمیم رضی اللہ عنہ کے خاندان کے قبضہ میں ہے۔(سیر اعلام ۴/۸۴، تکملہ فتح الملھم ۶/۴۰۹)

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی امتیازی خوبی

جب حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے دجال کا قصہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذکر کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے حوالے سے منبر پر بیٹھ کر صحابۂ کرام کے سامنے بیان کیا۔

یہ حضرت تمیم رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی خوبی ہے کہ: خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے حدیث روایت کرتے ہیں۔(الاصابہ ۱/۴۸۸، تکملہ فتح الملھم ۶/۴۰۹)

حضرت تمیم رضی اللہ عنہ کی وفات

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت تمیمِ داری رضی اللہ عنہ فلسطین چلے گئے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "بیتِ عینون" جو بیت المقدس کے پاس ہے اس کی زمینیں

حضرت تمیم رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمائی تھی وہیں رہنے لگے۔

ابنِ حبانؒ فرماتے ہیں کہ: آپ کا انتقال شام میں ۴۰ھ میں ہوا، اور فلسطین کے قریب "بیت جبرین" میں آپ کی قبر مبارک ہے۔

امام ذہبیؒ نے نقل کیا ہے کہ: آپ کے قبر کے کتبہ پر یہ لکھا ہوا ہے:

مَاتَ سَنَةَ أَرْبَعِيْنَ .

یعنی آپ کا انتقال ۴۰ھ میں ہوا۔ (الاصابہ ۱/۴۸۷، سیر اعلام النبلاء ۴/۸۷)

حضرت تمیمِ داری رضی اللہ عنہ کی دجال سے ملاقات کا واقعہ ایک مہینے تک کشتی سمندر میں بھٹکتی رہے

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: میں تم کو جو سناتا تھا تمیمِ داری نے وہی بات اپنی آنکھ سے دیکھی ہوئی مجھے سنائی۔

پھر حضرت تمیمِ داری رضی اللہ عنہ کا واقعہ سنانا شروع کیا کہ: تمیم داری قبیلۂ لخم اور جذام (یہ عرب کے دو قبیلے ہیں) ان کے تیس آدمیوں کے ساتھ کشتی میں سوار ہوکر نکلے اور یہ کشتی دریا میں چلنا شروع ہوئی، اتنے میں دریا میں ایسا طوفان آیا کہ ان کی کشتی ایک مہینے تک ادھر ادھر برابر گھومتی رہی اور ان کو کوئی کنارہ، کوئی زمین اور کوئی جزیرہ (ٹاپو) بھی نہیں ملا، ایک مہینہ اسی طرح دریا میں چکّر لگاتے رہے، آخر میں ایک مہینہ پورا ہونے کے بعد وہ کشتی بالکل سورج غروب ہونے کے وقت ایک جزیرہ آئیر لینڈ (Iceland) پر پہنچی۔

لیکن جہاں ان کی کشتی (بڑا جہاز) رُکی وہاں پانی زیادہ نہیں تھا، اور بڑا جہاز

اسی وقت کنارے پر آسکتا ہے جب کہ دریا میں پانی زیادہ ہو اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا جہاز جہاں رُکا تھا وہاں پانی کم تھا؛ اس لیے انھوں نے دریا میں ایک دور جگہ اپنی کشتی رُکوادی، اس کے بعد چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں ایک ایک دو دو کر کے وہ جزیرہ پر پہنچے۔

جَسّاسہ سے ملاقات

اس جزیرے پر ان کو ایک چار پاؤں والا جانور ملا، اس جانور کے بدن پر لمبے لمبے بال تھے اور اتنے زیادہ بال تھے کہ: آگے والا حصہ کونسا اور پیچھے والا حصہ کونسا پتہ ہی نہیں چل رہا تھا۔

جب تمیمِ داری کو یہ جانور نظر آیا تو جیسا کہ عربوں کا ایک انداز ہے کہ اگر کسی انجانے آدمی کو کوئی بات پوچھنی ہو تو بعض موقع پر وہ اس طرح پوچھتے ہیں: ''اے او بد نصیب''! تو تمیمِ داری نے بھی اسی طرح اس جانور سے سوال کیا: اے او بدنصیب! بتا تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ: میں جسّاسہ ہوں۔

بہت زیادہ جاسوسی کرنے والے کو عربی میں ''جساسہ'' کہتے ہیں۔

اس جانور کو جساسہ اس لیے کہا گیا کہ وہ دجال کے لیے جاسوسی کرتا تھا۔

کہیں وہ شیطان تو نہیں ہے؟

بہر حال! وہ جانور انسان کی طرح بات کر رہا تھا؛ چنانچہ وہ کہنے لگا کہ: مجھ سے زیادہ بات مت کرو، چپ چاپ آگے چلو! آگے ایک بہت بڑی عمارت ہے اس میں ایک آدمی تمھاری خبر جاننے کے لیے بہت دنوں سے انتظار میں ہے۔

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ: ایک تو ہم ایک مہینے سے پھنسے ہوئے تھے، اتنی لمبی مدت کے بعد یہ ایک جزیرہ نظر آیا، اس میں بھی یہ عجیب وغریب قسم کا جانور جس کو دیکھ کر ہم پہلے ہی سے ڈرے ہوئے تھے، اور پھر اس جانور کا انسان کی طرح بات کرنا اور یہ کہنا کہ: آگے چلو وہاں ایک انسان ہے وہ تم سے ملنا چاہتا ہے، تو اس کی وجہ سے ہمارے اندر اور زیادہ ڈر پیدا ہو گیا اور ہمارے دلوں میں طرح طرح کے خیالات آنے لگے کہ: وہ کون ہوگا؟ جو ہم سے ملنا چاہتا ہے، کہیں وہ شیطان تو نہیں ہے؟

ہم نے کبھی اس جیسی شکل وصورت والا انسان نہیں دیکھا تھا

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: انھیں خیالات میں ہم اس بڑی عمارت کی طرف جلدی جلدی چلنے لگے اور اس عمارت میں داخل ہو گئے، وہاں ہمیں ایک ایسا انسان نظر آیا کہ آج تک ہم نے کبھی بھی اس جیسی شکل وصورت والا انسان نہیں دیکھا تھا، ہم نے دیکھا کہ اس کے دونوں ہاتھ گردن کے ساتھ مضبوطی سے بندھے ہوئے تھے اور اس کی ٹانگوں کو گھٹنوں کے پاس سے موڑ کر لوہے کی زنجیروں سے باندھ دیا گیا تھا۔

دوسری جگہ روایت میں ہے کہ: وہ آدمی زمین وآسمان کے بیچ میں؛ یعنی اس عمارت کی چھت جو بہت اونچی تھی اس کے بیچ میں بندھا ہوا تھا اور وہ تھوڑی تھوڑی دیر میں عجیب وغریب طریقے سے اُچھل کود بھی کر رہا تھا۔

حضرت تمیمِ داری رضی اللہ عنہ کی دجال سے بات چیت

حضرت تمیمِ داری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: ہم بڑے حیران و پریشان ہوئے کہ: یہ کون ہے؟ چنانچہ ہم نے اس آدمی سے پوچھا کہ: تیری بربادی ہو بتا! تو کون ہے؟

وہ کہنے لگا کہ: جب تم یہاں تک آ ہی گئے ہو تو تم کو میرا حال بھی معلوم ہو ہی جائے گا؛ لیکن پہلے تم بتاؤ! تم کون ہو؟

حضرت تمیمِ داری ﷛ نے کہا: ہم عرب کے لوگ ہیں، ہم کشتی میں سوار تھے، اچانک دریا میں طوفان آیا اور اس نے ایک مہینے تک ہماری کشتی کو دریا میں گھمایا، آخر کار دریا کی موجوں نے ایک مہینے کے بعد ہم کو اس جزیرہ پر لا کر اتارا۔

مجھے بیسان کے نخلستان کے متعلق بتاؤ!

پھر اس بندھے ہوئے آدمی نے دوسرا سوال کیا کہ: بیسان کے بارے میں مجھے کچھ بتاؤ! وہاں اس وقت کیا حالات چل رہے ہیں؟

بیسان ایک شہر کا نام ہے، یہ اردن میں طبریہ سمندر کے مغرب کی جانب ہے۔

طبریہ کے علاقے سے واپسی پر جنوب کی طرف جاتے ہوئے راستے میں دائیں جانب اسرائیل کا مقبوضہ علاقہ آتا ہے، وہاں بہت سے باغات بھی ہیں، وہیں ایک نخلستان (کھجوروں کے باغ) ہے، جس کا نام ''بیسان'' ہے، یہ بھی اسرائیل کے قبضے میں ہے۔ اس باغ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ: یہ تقریباً ختم ہو چکا تھا، یہودیوں نے اسے دوبارہ تیار کیا ہے۔

بیسان کے نخلستان کی زیارت اور وہاں کھجور کا نظر نہ آنا

الحمد للہ! میں نے اس بیسان شہر کی بھی زیارت کی ہے اور میں نے اپنی آنکھوں سے بیسان کی کھجوروں کی باڑیاں دیکھی ہیں؛ لیکن مجھے تو وہاں کھجوریں نظر نہیں آئیں؛ البتہ دوسرے موسم میں لگتی ہیں یا نہیں اس کا مجھے علم نہیں ہے۔

نوٹ: تفصیل کے لیے ''دیکھی ہوئی دنیا، جلد: ۳'' ملاحظہ فرمائیں۔

بہر حال! جب اس آدمی نے بیسان کے بارے میں سوال کیا تو حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ: بیسان کے بارے میں تو کیا پوچھنا چاہتا ہے؟

اس نے کہا کہ: وہاں جو کھجور کی باڑیاں ہیں ان پر کھجوریں لگ رہی ہیں یا نہیں؟

حضرت تمیمِ داری رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں! فی الحال تو کھجوریں لگ رہی ہیں۔

اس نے کہا کہ: وہ زمانہ بہت قریب ہے کہ ان پر کھجوریں آنا بند ہو جائیں گی اور صرف درخت باقی رہ جائیں گے۔

مجھے بحیرۂ طبریہ کے بارے میں بتاؤ!

پھر اس نے تیسرا سوال کیا: اچھا یہ بتلاؤ! بحیرۂ طبریہ میں پانی ہے یا نہیں؟

حضرت تمیمِ داری رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ: اس میں بہت پانی ہے۔

اس نے کہا کہ: ایک وقت آئے گا کہ اس کا پانی ختم ہو جائے گا۔

بحیرۂ طبریہ دیکھنے کی سعادت اور بحیرۂ طبریہ کی حالت

بحیرہ: چھوٹے سمندر کو کہتے ہیں۔

بحیرۂ طبریہ کی لمبائی تیرہ میل (۲۱ رکلومیٹر) اور چوڑائی آٹھ میل (۱۳ رکلومیٹر) کے قریب ہے، یہ ایک چوڑا تالاب جیسا ہے جس کے چاروں طرف پہاڑ کھڑے ہیں، بہت سی ندیاں اس میں گرتی ہیں۔

طبریہ: فلسطین میں ایک جگہ کا نام ہے، فلسطین کا یہ شہر بحیرۂ طبریہ کے مغربی

کنارے پر ہے، اس کی آبادی پچیس تیس ہزار ہے، اسے سن ہجری ۱۳ میں حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے فتح کیا تھا، بیت المقدس سے طبریہ تیز رفتار گاڑی میں تقریباً ڈھائی سے تین گھنٹے لگ جاتے ہیں۔

وہاں سے یہ سمندر لگتا ہے، اسی لیے اس سمندر کا نام بحیرۂ طبریہ ہے۔

یہی وہ جگہ ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کے ساتھ بہت سا وقت درس وتدریس میں گذارا اور اس دریا پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پانی پر چلنے کا معجزہ بھی بتایا جاتا ہے۔

مشہور محدث حضرت امام طبرانیؒ بھی اسی شہر کے رہنے والے تھے۔

الحمد للہ! بندہ کا اس جگہ بھی جانا ہوا ہے اور اِس وقت یہ شہر اسرائیل کے قبضے میں ہے۔ جب میں وہاں گیا تھا تو اس وقت اس سمندر کا پانی کافی حد تک سوکھ گیا تھا اور اسی وجہ سے دوسری جگہوں سے پانی لا لا کر اس میں ڈالا جاتا ہے، باقی خود اس سمندر کا پانی تو کافی حد تک کم ہو چکا ہے۔

اس کے کنارے پر ہم نے ظہر کی نماز بھی ادا کی اور کھانا کھا کر وہیں پر آرام بھی کیا، پھر عصر کی نماز ادا کی اور اس کے بعد ہم وہاں سے روانہ ہوئے۔

نوٹ: تفصیل کے لیے ”دیکھی ہوئی دنیا، جلد: ۳“ ملاحظہ فرمائیں۔

مجھے عینِ زغر کے بارے میں بتاؤ!

پھر اس نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ: زغر کے چشمے میں پانی ہے یا نہیں؟ اور اس کے پانی سے لوگ اپنی کھیتیوں کو پانی دیتے ہیں یا نہیں؟

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ: ہاں! اس میں پانی ہے اور لوگ اس کے پانی سے اپنی کھیتیوں کو پانی بھی دیتے ہیں۔

اس نے کہا کہ: ایک وقت آئے گا کہ اس چشمے کا پانی سوکھ جائے گا۔

''زغر'' یہ حضرت نوح علیہ السلام کی بیٹی کا نام بتایا جاتا ہے اور اسی کے نام سے پانی کا یہ چشمہ جاری ہوا ہے۔

مجھے امی لوگوں کے نبی کے بارے میں بتاؤ!

پھر اس نے چوتھا سوال کیا کہ: کیا امی لوگوں میں نبی آچکے ہیں یا نہیں؟

''اُمی'' سے مراد: عرب لوگ ہیں، قرآن میں خود اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا:

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۙ﴿۲﴾

ترجمہ: وہی (اللہ تعالیٰ) ہیں جنھوں نے (عرب کے) امی (یعنی ان پڑھ) لوگوں میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو اس (اللہ کے قرآن) کی آیتیں ان کے سامنے پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کو پاکیزہ بناتے ہیں اور ان کو کتاب اور حکمت سکھلاتے ہیں؛ اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔ (از تیسیر القرآن)

حضرت تمیمِ داری رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ: ہاں! امیوں میں نبی آبھی گئے اور مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر کے تشریف بھی لے گئے۔

اس نے پوچھا کہ: کیا عرب کے لوگ ان سے لڑتے ہیں؟

حضرت تمیمِ داری رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں! لڑتے ہیں۔

اس نے کہا کہ: کیا وہ نبی عربوں پر غالب آ گئے یا نہیں؟

حضرت تمیمِ داری رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ: ہاں! اللہ تعالیٰ نے تمام عربوں پر ان کو غالب کر دیا۔

اس نے کہا: کیا عربوں نے اس نبی کی اطاعت قبول کر کے ان کی بات مان لی؟

حضرت تمیمِ داری رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ: ہاں! عربوں نے ان کی اطاعت قبول کر لی اور سب نے ان کی بات بھی مان لی۔

اس آدمی نے کہا: اچھا ہوا کہ انھوں نے اس نبی کی بات مان لی، اسی میں ان کے لیے بہتری ہے۔

میں دجال ہوں

اِن سب سوالوں کے جواب کے بعد اس نے کہا کہ: کیا آپ لوگ جانتے ہو کہ میں کون ہوں؟

حضرت تمیمِ داری رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں! ہم نہیں جانتے کہ تو کون ہے۔

اس نے کہا کہ: میں دجال ہوں۔

عنقریب مجھے نکلنے کی اجازت مل جائے گی

پھر اس نے کہا کہ: مجھے عنقریب باہر نکلنے کی اجازت دے دی جائے گی اور میں باہر نکل کر دنیا میں چالیس راتیں برابر گھوموں گا اور زمین کا کوئی خطہ اور کوئی شہر نہیں چھوڑوں گا، ہر شہر میں جاؤں گا؛ لیکن مکہ اور مدینہ میں نہیں جا سکوں گا؛ اس لیے کہ ان

دونوں شہروں میں داخل ہونا میرے لیے حرام کر دیا گیا ہے، جب میں مکہ اور مدینہ میں داخل ہونے کی کوشش کروں گا تو فرشتہ کھلی تلوار لے کر آئے گا اور مجھ کو اس میں داخل ہونے سے روک دے گا اور مکہ اور مدینہ میں داخل ہونے کے جتنے بھی دروازے ہوں گے ہر دروازے پر فرشتوں کا پہرہ لگا ہوا ہوگا۔

مدینہ طیبہ کو دجال بھی گندہ نہیں کر سکے گا

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ: یہ واقعہ سنا کر حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی لکڑی مبارک منبر پر ماری؛ چونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ میں لکڑی رہتی تھی اور ارشاد فرمایا کہ: یہ مدینہ طیبہ ہے اور یہ اتنی پاک جگہ ہے کہ: دجال بھی اس کو گندہ نہیں کر سکے گا۔

اس کے بعد حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کیا تمیمِ داری نے جو بات آنکھ سے دیکھ کر ہم کو سنائی یہ وہی نہیں جو میں تم کو بیان کیا کرتا تھا؟

صحابہ رضی اللہ عنہم نے جواب دیا: جی ہاں! بالکل آپ ایسا ہی فرمایا کرتے تھے۔

دجال کہاں سے آئے گا؟

پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے آخر میں ایک بات ارشاد فرمائی کہ: دجال شام یا یمن کے دریا میں ہے۔

پھر تھوڑی دیر بعد فرمایا: نہیں! نہیں! وہ مشرق کی جانب سے آئے گا اور آپ نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ بھی کیا۔

اس حدیث کے آخر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو بات ارشاد فرمائی کہ: وہ یمن

اور شام کے دریا میں ہے، پھر اس کے بعد فرمایا: وہ مشرق سے نکل کر آئے گا، تو حدیث کی شرح کرنے والوں نے اس پر یہ بات لکھی ہے کہ: دجال کی ایک جگہ متعین نہیں ہے؛ اس لیے ہوسکتا ہے کہ وہ شام میں دریا میں کسی جزیرہ میں ہو، پھر ایک مدت کے بعد فرشتے کھینچ کر یمن کے دریا میں لے گئے ہوں اور جب نکلنے کا وقت آئے گا تو مشرق کی جانب میں کسی جزیرے پر فرشتے اس کو کھینچ کر لے جائیں گے اور دنیا میں آنے کے واسطے وہاں لے جا کر اس کو چھوڑیں گے۔

نوٹ: مزید تفصیل کے لیے بندے کی کتاب ''ظہورِ مہدی کب اور کہاں'' اور ''دیکھی ہوئی دنیا، جلد: ۳'' دیکھیے۔

حدیث سے سیکھنے کی باتیں

اس پوری حدیث سے بہت ساری اہم اہم باتیں ہمارے سامنے آئیں:

پہلی بات یہ کہ: دجال نے ''عنقریب کا لفظ استعمال کیا تھا اور اس کو کہے ہوئے چودہ سو سال سے قریباً گذر چکے ہیں، تو اندازہ لگاؤ کہ عنقریب کا عین تو کب سے گذر چکا اور اب تو کب دجال ظاہر ہو جائے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے؟

اسی لیے بہت سارے لوگ ہجرت کر کے ابھی سے مکہ مدینہ پہنچ چکے ہیں اور میں کئی ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جو اپنی ساری جائیداد بیچ کر مدینہ ہجرت کر کے پہنچ چکے ہیں اور وہاں گھر لے کر رہنے لگے ہیں؛ تاکہ اللہ تعالیٰ دجال کے فتنے سے حفاظت فرماوے۔

دوسری بات یہ کہ: مکہ اور مدینہ میں دجال کا داخلہ نہیں ہو پائے گا، باقی پوری دنیا میں وہ جائے گا، پوری دنیا میں جانے کا یہ مطلب نہیں کہ جو چھوٹے چھوٹے گاؤں

ہیں وہاں بھی وہ جائے گا؛ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بڑے بڑے شہروں میں وہ جائے گا اور پھر وہاں سے اس کے فتنے ہر جگہ پھیلیں گے۔ اوراب تو آبادی اور شہر سے بڑھ کر جنگل میں بھی فتنے پہنچ چکے ہیں۔

پچھلے دنوں ایک موبائل کمپنی کی ایک ایڈویٹائز میں میں نے دیکھا کہ: اس میں جنگل کی شکل کا منظر بتایا جاتا ہے اوراس کے ذریعہ اپنے گاہکوں کو یہ یقین دلایا جاتا ہے کہ اگر تم جنگل میں بھی چلے جاؤ گے تو بھی ہمارا نیٹورک وہاں رہے گا۔

میں نے دل میں کہا: یہ جنگل کا نیٹورک نہیں، یہ تو دجال کے نیٹورک کی تیاری ہورہی ہے؛ اس لیے کہ دجال کہاں چھوٹے چھوٹے گاؤں میں گھومنے کے لیے نکلے گا، وہ تو بڑے بڑے شہروں میں جائے گا اور پھر وہیں سے اس کا فتنہ پوری دنیا میں چھوٹے چھوٹے گاؤں میں رہنے والے انسانوں تک پہنچے گا۔

تیسری بات یہ کہ: دجال پیدا ہو چکا ہے اور کم از کم ڈیرھ ہزار سال تو ہو چکے ہیں۔

چوتھی بات یہ کہ: دجال انسانوں میں سے ہے۔

پانچوی بات یہ کہ: دجال اِس وقت دنیا میں ہی کسی جگہ ہے؛ لیکن کہاں ہے،ہم کو پکی بات معلوم نہیں ہے۔

چھٹی بات یہ کہ: اس وقت دجال کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی بڑی زنجیروں میں باندھ کر رکھا گیا ہے۔

ساتویں بات یہ کہ: کسی جزیرے میں اس کو رکھا گیا ہے اور وہاں فرشتوں کا پہرہ ہے، جس کی وجہ سے وہ نکل کر نہیں آسکتا ہے، جب اس کے نکلنے کا وقت آئے گا تو

اس وقت فرشتے اس کی زنجیریں کھول دیں گے اور وہ دنیا میں پھیل جائے گا۔

اِس وقت کا عالمی ماحول اور دجال کے نکلنے کی تیاریاں

یہ حدیث اور اس طرح کی حدیثوں کے سامنے رکھنے کا مقصد یہ ہے کہ: جتنی علامات اور نشانیاں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں ان میں سے بہت ساری نشانیاں تقریباً اب ظاہر ہو رہی ہیں، اور کب دجال کا فتنہ ظاہر ہو جائے ہم نہیں کہہ سکتے؟

اِس وقت جو عالمی ماحول بن رہا ہے میں پورے یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ: یہ دجال کے نکلنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں، ایسے زمانے میں ایک مؤمن کو خوب دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہیے کہ: اے اللہ! دجال اور دجالی فتنوں سے میری حفاظت فرمایئے، اس کو اپنی دعا کا حصہ بنالو۔

دوسری بات میں آپ سے خاص طور پر یہ عرض کروں گا کہ:

سورۂ کہف کی پہلی اور آخری دس آیتوں کو زبانی یاد کرلو!

جن کو یاد ہے وہ روزانہ ایک مرتبہ پڑھ لے اور جن کو یاد نہیں ہے وہ اس کو یاد کر کے پڑھنا شروع کردے، روزانہ اس کو پابندی سے پڑھو، ان شاء اللہ! اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ دجال کے فتنوں سے حفاظت فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی دجال اور دجالی فتنوں سے مکمل حفاظت فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان کو سلامت رکھے، اللہ تعالیٰ امت کے ساتھ آگے والے مراحل میں آسانی کا معاملہ فرمائے۔

یاجوج ماجوج کا قصہ

یاجوج ماجوج کا مختصر تعارف

① پیدائش: ہزاروں سال ہو چکے یہ قوم پیدا ہو چکی ہے۔

② شکل وصورت: ان کا چہرہ چوڑا ہوگا، آنکھیں چھوٹی ہوں گی، سر کے بال کالے اور لال ہوں گے۔ (از قیامت قریب آرہی ہے بحوالہ مسندِ احمد)

③ یاجوج ماجوج کی نوع: یاجوج ماجوج انسانوں ہی میں سے ہیں۔

④ یاجوج ماجوج کی دیوار کس جگہ ہے؟ تعیین کے ساتھ بتانا مشکل ہے۔

⑤ ایک صحابی نے اس دیوار کو دیکھا تھا اور حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی تصدیق بھی فرمائی۔

⑥ یاجوج ماجوج کے مرد، عورت اور بچے سب زمین پر فساد پھیلائیں گے۔

⑦ یاجوج ماجوج کے زمانے میں مسلمان طور پہاڑ پر یا اپنے علاقے کے پہاڑ یا اپنے گھروں میں خود بھی چھپ جائیں گے اور اپنے جانور بھی اپنے ساتھ چھپالیں گے۔

⑧ حضرت عیسیٰ کے زمانے میں یاجوج ماجوج کی موت ہو جائے گی۔

⑨ یاجوج ماجوج کے ختم ہونے پر دنیا سے لڑائی اور جنگ ختم ہو جائے گی۔

⑩ حضرت قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ: یاجوج ماجوج کے متعلق جو باتیں احادیث میں آئی ہیں ان پر ایمان لانا واجب ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِيْ ھَدَانَا لِلْإِسْلَامِ وَ مَا کُنَّا لِنَھْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ ھَدَانَا اللّٰہُ وَ أَکْمَلَ لَنَا دِیْنَنَا وَ أَتَمَّ عَلَیْنَا نِعَمَہٗ وَ رَضِيَ لَنَا الْإِسْلَامَ دِیْناً، أَشْھدُ أَنْ لَّا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہ لَاشَرِیْکَ لَہٗ ، وَ أَشْھَدُ أَنَّ سَیِّدَنَا وَ شَفِیْعَنَا وَحَبِیْبَنَا وَ إِمَامَنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُہ وَ رَسُوْلُہٗ ، صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہِ وَ أَصْحَابِہِ وَ ذُرِّیَّاتِہ وَ أَھْلِ بَیْتِہِ وَأَھْلِ طَاعَتِہِ ، وَبَارَکَ وَ سَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْراً کَثِیْراً أَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

حَتّٰۤی اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَھُمْ مِّنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ﴿۹۶﴾(الأنبیاء)

ترجمہ: یہاں تک کہ جب یاجوج اور ماجوج کھول دیے جائیں گے اور وہ ہر اونچی جگہ سے پھسلتے ہوئے معلوم ہوں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے اور امانت دار تھے

دجال کی جو حدیث گزری اس میں یاجوج ماجوج کا تذکرہ آیا تھا اور قرآن میں بھی یاجوج ماجوج کا تذکرہ آیا ہے، پہلے قرآن سے اس کا مختصر تذکرہ پیش کرتا ہوں۔

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے چالیس سال کی عمر میں علی الاعلان نبی بنایا، ان چالیس سال میں مکہ میں ایک آدمی نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھوٹ بولتے ہوئے نہیں پایا، کبھی بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی معاملہ میں جھوٹ نہیں بولا۔

کتنی بڑی بات ہے کہ چالیس سال میں آدمی ایک مرتبہ بھی جھوٹ نہ بولے اور پورے شہر کے لوگ اس کو مانتے بھی ہو!

اسی طرح امانت داری کا حال یہ تھا کہ چالیس سال میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کے ایک روپیے میں بھی خیانت نہیں کی۔

مکہ والوں کا یہودیوں کے پاس سوالات کے لیے جانا

اب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چالیس سال کی عمر میں نبی ہونے کا اعلان کیا تو مکہ والے آپ کے دشمن ہو گئے، بات ماننے کے لیے تیار نہیں ہوئے؛ لیکن وہ آپس میں بات کرتے تھے کہ اس شخص نے چالیس سال تک کبھی جھوٹ نہیں بولا وہ ایک دم سے اعلان کر رہے ہیں کہ میں اللہ کا نبی ہوں اور ہم اس کو مانتے نہیں ہیں، یہ انصاف کی بات نہیں ہے کہ ایک آدمی چالیس سال تک سچا ہو اور ایک دم سے یہ کہے کہ: میں نبی ہوں، ہمیں ان کی بات سچی ہے یا نہیں اس کی تحقیق بھی کرنی چاہیے۔

مکہ کے کافر آپس میں یہ بات کرنے لگے کہ: ہم کو ان کا امتحان لینا چاہیے؛ لیکن امتحان کیسے لیوے؟ اس لیے کہ وہ سب اُمّی (بے پڑھے لکھے) لوگ تھے اور یہ بات بھی ہے کہ مکہ والے بے جا سوالات بھی کرتے رہتے تھے۔

اس لیے طے یہ ہوا کہ: مدینہ میں یہودی لوگ رہتے ہیں اور یہ لوگ بڑے پڑھے لکھے لوگ ہیں، ان کے پاس آسمانی کتاب ہے اور آسمانی کتابوں کا علم ہے تو ہم ان سے رابطہ کریں اور ان سے کچھ سوالات سیکھ لیں۔

اس زمانے میں مکہ سے مدینہ جانے میں لمبا وقت لگ جاتا تھا؛ چنانچہ مکہ کے

کچھ ہوشیار لوگ سفر کر کے مکہ سے مدینہ گئے اور مدینہ کے یہودیوں سے ملاقات کی۔

محمد ابن اسحاقؒ نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ:

قریش نے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کو مدینہ یہود کے علما کے پاس یہ پیغام لے کر بھیجا کہ چوں کہ تم خود کو اہلِ کتاب کہتے ہو اور تمھارا دعویٰ ہے کہ تمھارے پاس پہلے کے انبیا کا وہ علم ہے جو ہمارے پاس نہیں ہے؛ لہٰذا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے متعلق ہم کو یہ بتائیں کہ ان کے نبی ہونے کے دعوے کے متعلق آپ کی کتابوں میں کوئی تذکرہ یا علامتیں موجود ہیں یا نہیں؟ (از قصص القرآن)

یہودیوں کے تین سوالات

یہودیوں کے علما نے ان سے کہا کہ: ہم آپ کو تین سوالات دیتے ہیں، ان کے جواب ان سے پوچھنا، اگر تینوں سوال کے جواب دے دیے تو سمجھ لینا کہ وہ اللہ کے نبی نہیں ہے اور اگر تینوں سوال میں سے کسی کا جواب نہ دے سکیں تو بھی سمجھنا کہ اللہ کے نبی نہیں ہے۔

عجیب بات کہ تینوں کے جواب دیں تو بھی نبی نہیں اور تینوں کے جواب نہ دے سکیں تو بھی نبی نہیں!

اور اگر تین میں سے دو سوال کے جواب دیں اور ایک سوال کا جواب نہ دیں تو سمجھنا کہ وہ اللہ کے نبی ہیں۔

ان تین سوالوں میں سے پہلا سوال پندرھویں پارے میں سورۂ بنی اسرائیل میں ہے، باقی دو سوال سورۂ کہف میں ہیں:

① ان نو جوانوں کا قصہ پوچھو جو پرانے زمانے میں شرک سے بچنے کے لیے کسی غار میں چھپ گئے تھے؛ اس لیے کہ ان کا قصہ عجیب ہے۔

② اس شخص کا حال پوچھو جس نے زمین کے مشرق ومغرب کا سفر کیا۔

③ روح کے متعلق بیان کیجیے کہ اس کی حقیقت کیا ہے؟

یہ تین سوال یہودیوں نے ان کو سکھلائے، یہ کافر بہت خوش ہوئے کہ اب پتہ چل جائے گا کہ یہ واقعی سچے نبی ہیں یا بناوٹی نبی ہیں؟

خوشی خوشی مکہ واپس آئے اور حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک دن پوچھنے کے لیے آئے کہ: ان تین سوالات کا ہم کو جواب دو۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: کل جواب دوں گا۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان شاء اللہ کہنا بھول گئے

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تینوں کے جوابات معلوم نہیں تھے اور آپ کو یقین تھا کہ اللہ کے یہاں سے حضرت جبریل امین علیہ السلام آئیں گے اور مجھے تینوں سوال کے جواب سکھلا دیں گے تو میں ان کافروں کو بتا دوں گا۔

لیکن اس موقع پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ''ان شاء اللہ'' کہنا بھول گئے۔

اب کل آگئی؛ لیکن حضرت جبریل علیہ السلام نہیں آئے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام پندرہ دن تک نہیں آئے اور دوسری بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام چالیس دن تک نہیں آئے۔

اس کو حضرت مولانا عبد المجید ندیم صاحبؒ یوں تعبیر فرماتے تھے: ہوا یہ کہ

''کل'' آگئی؛ لیکن ''کال (Call)'' یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نہیں آئی۔

ادھر مکہ والے خوش ہو رہے ہیں کہ: دیکھو! اپنے آپ کو نبی کہہ رہے تھے اور ہمارے تین سوال کے جواب نہیں دے رہے ہیں۔

لمبا زمانہ گذرنے کے بعد ایک دن حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور قرآن کی آیت سنائی:

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ. (الکہف)

ترجمہ: اورتم (اے نبی!) کسی بھی کام کے بارے میں ایسا نہ کہا کرو کہ: میں یہ کام آئندہ کل کر دوں گا ﴿۲۳﴾ ہاں! (یوں کہو کہ) اللہ تعالیٰ چاہے تو (کردوں گا)۔

خلاصہ یہ کہ: اے نبی! آئندہ جب آپ کسی کو کسی کام کا وعدہ کرو تو ان شاء اللہ کہہ کر وعدہ کرنا۔

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم دی گئی اور قیامت تک آنے والے ہم مسلمانوں کو بھی سبق مل گیا کہ کسی کام کا وعدہ کرو تو ان شاء اللہ کہہ کر وعدہ کرو، اس میں اللہ کی مدد شاملِ حال ہوتی ہے، پھر تینوں سوال کے جواب سنائے۔

اس میں سے ایک سوال جو دنیا میں لمبے چوڑے سفر اور حکومت قائم کرنے والے بادشاہ کے بارے میں تھا اس کا جواب سورۂ کہف میں آیا۔

پوری دنیا پر حکومت کرنے والے چار بادشاہ

اس دنیا میں چار ایسے بادشاہ گذرے ہیں جنھوں نے پوری دنیا پر حکومت کی ہے، ان میں دو مسلمان تھے اور دو کافر تھے۔

① نمرود یا نمروذ؛ جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آگ جلائی تھی۔
② بختِ نصر؛ جس نے مسجدِ اقصیٰ جلائی تھی، یہ دو کافر بادشاہ تھے۔
③ حضرت سلیمان علیہ السلام۔
④ حضرت ذوالقرنین۔ یہ دو مسلمان بادشاہ تھے۔

ذوالقرنین کون ہے؟

حضرت ذوالقرنین بہت بڑے اللہ کے ولی گذرے ہیں، بعض لوگ کہتے ہیں کہ: یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں تھے۔

حضرت ذوالقرنین کا قصہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ کہف میں ذکر فرمایا، اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں:

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ؕ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿۸۳﴾
اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ﴿۸۴﴾ (الکهف)

ترجمہ: اور (اے نبی!) یہ لوگ تم سے ذوالقرنین کے بارے میں پوچھتے ہیں، تو تم (ان کو) جواب دو کہ میں اس کے کچھ حالات تم کو پڑھ کر سناتا ہوں ﴿۸۳﴾ یقیناً ہم نے اس (ذوالقرنین) کو زمین پر حکومت دی تھی اور ہم نے اس (ذوالقرنین) کو ہر کام کا ضروری سامان دیا تھا۔

حضرت ذوالقرنین کے تین سفر

انھوں نے تین سفر کیے تھے:

پہلا سفر دنیا کی مغربی جانب میں کیا اور مغربی جانب میں آخر تک اسلامی

حکومت قائم کی۔

پھر دوسرا سفر مشرق کی جانب کیا، جہاں تک دنیا ختم ہوتی ہے۔

پھر ان کا تیسرا سفر ہوا، اس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں وضاحت کے ساتھ بیان نہیں فرمایا کہ کہاں ہوا؛ لیکن اندازہ ایسا ہے کہ شمال کے علاقے کی طرف ہوا ہے۔

حضرت ذوالقرنین کے تیسرے سفر کا قصہ

حضرت ذوالقرنین کے تیسرے سفر کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۹۲﴾ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿۹۳﴾

ترجمہ: پھر وہ (ذوالقرنین سامان کی تیاری کر کے) ایک راستے پر چل پڑے ﴿۹۲﴾ یہاں تک کہ جب وہ (ذوالقرنین) دو پہاڑ کے درمیان پہنچے تو ان (دو پہاڑوں) کے پیچھے ایک ایسی قوم کو (آباد) دیکھا جن کے بارے میں ایسا لگتا تھا کہ وہ کوئی بات نہیں سمجھتے۔

یعنی سفر کرتے کرتے ایک علاقے میں پہنچے، اس علاقے لوگ ایسے تھے کہ وہ حضرت ذوالقرنین کی زبان سمجھتے نہیں تھے اور ذوالقرنین ان کی زبان نہیں سمجھتے تھے، اور وہ سمجھ بوجھ بھی نہیں رکھتے تھے؛ اس لیے کہ انسان میں سمجھ داری ہو تو زبان نہ آتی ہو تب بھی اشارے سے کام کچھ چلا لیتا ہے؛ لیکن یہ تو وحشی، جنگلی قسم کے لوگ تھے، ان میں سمجھ بھی نہیں تھی۔

چنانچہ مترجم کو بلایا گیا اور بات شروع ہوئی، وہاں کے لوگوں نے حضرت

ذوالقرنین کی طاقت دیکھی کہ یہ تو بہت طاقتور بادشاہ ہے، ان کا لشکر بھی بہت بڑا ہے تو انھوں نے حضرت ذوالقرنین کو اپنی ایک تکلیف بتلائی کہ: ہماری ایک بہت بڑی تکلیف ہے، آپ سے درخواست ہے کہ آپ ہماری اس تکلیف کو دور کردیں۔

حکومت کی ذمے داری

اِس سے معلوم ہوا کہ بادشاہوں اور امیروں کے سامنے رعایا اپنی تکالیف کو رکھتی ہیں اور حکومت والے ان کی تکلیف کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں، یہ ان کی ذمے داری بھی ہے کہ وہ اس کی کوشش کریں، پرانے زمانے سے چلا آیا ہوا یہ طریقہ اور ذمے داری ہے۔

یاجوج ماجوج کے فساد سے بچنے کے لیے دیوار بنانے کی درخواست

ان کی بڑی تکلیف کیا تھی؟ اللہ تعالیٰ نے اس کو قرآن میں ذکر فرمایا:

قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿۹۴﴾

ترجمہ: وہ (قوم کے لوگ) کہنے لگے: اے ذوالقرنین! یقیناً یاجوج اور ماجوج زمین میں (بڑا) فساد کرتے ہیں، کیا ہم آپ کو کچھ مال جمع کردیں جس کے بدلے آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار بنادیں۔

یعنی ہمارے شہر کے اِدھر بھی پہاڑ ہے اور اُدھر بھی پہاڑ ہے اور دونوں پہاڑ

بہت اونچے ہیں؛ اس لیے اس پر چڑھ کر کوئی ہمارے پاس نہیں آ سکتا؛ لیکن ان دو پہاڑوں کے بیچ میں جو کھالی جگہ ہے وہاں سے یاجوج ماجوج کی قوم ہمارے اوپر حملہ کرنے کے لیے آتی ہے اور وہ ایسا حملہ کرتے ہیں کہ ہمارے کھانے پینے کی چیزیں لوٹ کر لے جاتے ہیں، ہمارے لوگوں کو مارتے ہیں، ہمارے گھر کی ساری چیزیں اٹھا لے جاتے ہیں، وہ بڑی فسادی قوم ہے۔

پھر انھوں نے کہا کہ: حضرت! ہم آپ کو چندہ کی رقم جمع کر کے دیتے ہیں، آپ اس سے ہمارے لیے ان دو پہاڑوں کے درمیان ایک بہترین مضبوط دیوار بنا دیجیے؛ تاکہ یاجوج ماجوج کا آنا ہی بند ہو جائے اور ہم ان کے ظلم سے بچ جائیں۔

ٹیکس کی رقم کا مقصد

اس سے ایک اہم بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ عوام کے پاس سے جو ٹیکس حکومت کو پہنچتے ہیں اس کے ذریعہ حکومت کی ذمے داری یہ ہے کہ اپنی پبلک کو راحت پہنچانے کا کام کرے، یہ حکومتوں کے لیے ایک سبق ہے۔

ذوالقرنین کا جواب

حضرت ذوالقرنین نے ان کی بات سنی اور فرمایا:

قَالَ مَا مَكَّنِّيْ فِيْهِ رَبِّيْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿۹۵﴾

ترجمہ: ذوالقرنین نے کہا: میرے رب نے جس (مال) پر مجھے قدرت دی ہے وہی (میرے لیے) بہتر (اور کافی) ہے، ہاں! اتنا کرو کہ (ہاتھ پاؤں کی) طاقت

(یعنی محنت کے ذریعے) سے تم میری مدد کرو، میں تمھارے اوران (یاجوج ماجوج) کے درمیان ایک مضبوط دیوار بنادوں گا۔

یعنی میرے اللہ نے مجھے بہت زیادہ مال دیا ہے، مجھے تمھارے پیسوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے، تم اپنی طاقت کے ذریعہ میری مدد کرو، میرے پاس دیوار کی پلاننگ کرنے والے ماہر لوگ بھی ہیں؛ لیکن میرے پاس مزدور نہیں ہیں؛ چونکہ میں سفر میں آیا ہوا ہوں۔

لوہے کے تختے لاؤ

پھر کہا: اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ.

ترجمہ: تم میرے پاس لوہے کے تختے (یعنی ٹکڑے) لاؤ۔

حضرت ذوالقرنین نے بہت زیادہ لوہے کے ٹکرے منگوائے؛ اس لیے کہ پہاڑ کی چوٹی جتنی اونچی تھی اتنی اونچی دیوار بنانی تھی اور دو پہاڑوں کے بیچ کی جگہ بھی بہت لمبی تھی، وہ پوری جگہ دیوار بنا کر بند کرنا تھا؛ اس لیے اندازہ ایسا ہے کہ ہزار ہا ہزار ٹن لوہے کی اینٹیں استعمال ہوئی ہوگی، آپ اندازہ لگاؤ کہ کتنے دن لگے ہوں گے!

اور وہ جنگلی علاقہ، وہاں لوہے کی پلیٹ، لوہے کے ٹکڑے ملنا بھی مشکل تھا؛ اس لیے وہ منگوایا اور دوسرا ضروری سامان بھی جمع کروایا، پھر دیوار کا کام شروع ہوا۔

آگ جلا کر دھونکو

جب پورا لوہا رکھ دیا گیا تو پھر آگے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

حَتّٰٓی اِذَا سَاوٰی بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ قَالَ انْفُخُوْا.

ترجمہ: یہاں تک کہ جب انھوں نے (لوہے کے تختوں کو پہاڑوں کے درمیان کی خالی جگہ میں رکھ کر) دونوں پہاڑوں کے اونچے کنارے تک برابر کر (کے ملا) دیا تب اس (ذوالقرنین) نے کہا: اب تم اس پر (آگ جلا کر) دھونکو۔

چنانچہ لوگوں نے اس دیوار کے اطراف میں بہت بڑی آگ جلائی، پہاڑ کے نیچے سے لے کر پہاڑ کے اوپر تک ایسی زبردست آگ جلائی کہ پورا لوہا لال لال ہو گیا اور ہمیں معلوم ہے کہ لوہا جب گرم ہو کر لال ہو جاتا ہے تو پھر چپک جاتا ہے؛ چنانچہ آگ کی وجہ سے لوہا لال ہو گیا تو تمام اینٹیں آپس میں چپک گئیں، اندازہ لگاؤ کتنی مضبوط دیوار بنی ہوگی!

پگھلا ہوا تانبا لاؤ

پھر حضرت ذوالقرنین فرمانے لگے:

حَتّٰۤى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِيْۤ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ۝۹۶

ترجمہ: یہاں تک کہ (دھونکتے دھونکتے) اس (دیوار) کو جب (لال) انگارہ (جیسا) بنادیا تو اس (ذوالقرنین) نے کہا کہ: میرے پاس پگھلا ہوا تانبا لاؤ، میں اس کے اوپر ڈال دوں۔

چنانچہ حضرت ذوالقرنین نے تانبے کو گرم کروا کر اس کو نرم ([illegible]) کروایا، جب تانبا نرم پگھلا ہوا ہو گیا تو اس کو اوپر سے ڈلوادیا۔

ہماری عقلیں حیران ہیں

اس جگہ ہماری عقلیں حیران رہ جاتی ہیں کہ اتنی اونچی دیوار اور وہ بھی لال لال

انگارہ ہوگئی تھی، اس کے اوپر سے انھوں نے کیسے گرم گرم پگھلا ہوا تانبا ڈالا ہوگا!

آج کل سائنس والے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے پاس زیادہ طاقت والے مشینیں ہیں تو اس زمانے میں بھی یہ مشینیں ہونی چاہیے، یقیناً کوئی خاص (اسپیشل) ٹیکنالوجی ان کے پاس رہی ہوگی جس کی مدد سے انھوں نے یہ تانبا اوپر سے ڈلوایا ہوگا۔

تانبا ڈالنے کے بعد جب وہ ٹھنڈا ہوگیا اور وہ جم گیا تو آپ اندازہ لگاؤ کہ کتنی مضبوط وہ دیوار بنی ہوگی!

پگھلا ہوا تانبا کیوں ڈالا گیا؟

یہ پگھلا ہوا تانبا کیوں ڈلوایا؟

جیسے ہم دیوار بناتے ہیں، پھر اس پر پلاسٹر کرواتے ہیں؛ تاکہ برابر بھی ہوجائے اور کوئی چڑھ بھی نہ سکے اور مضبوطی آجائے، بس یہی مقصد حضرت ذوالقرنین کا تھا کہ انھوں نے پلاسٹر کی جگہ پگھلا ہوا تانبا ڈلوایا؛ تاکہ دیوار کے تمام باریک سوراخوں میں تانبا گھس کر پوری دیوار ایک ذات ہوجائے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ یَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ﴿۹۷﴾

ترجمہ: پھر وہ (یاجوج ماجوج) اس پر چڑھ بھی نہیں سکتے اور اس میں سوراخ بھی نہیں کرسکتے۔

اس لیے کہ پوری دیوار سپاٹ ہے، چڑھنے جائیں گے تو پھسل جائیں گے۔

ایک عجیب تفسیری نکتہ

کسی چیز پر چڑھنا آسان ہوتا ہے اور سوراخ کرنا مشکل ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ حضراتِ مفسرین کو جزائے خیر عطا فرمائے، انھوں نے یہاں عجیب نکتہ لکھا ہے، اہلِ علم کی خدمت میں پیش ہے:

﴿فَمَا اسْطَاعُوْٓا﴾ میں ''تا'' نہیں ہے اور آگے ﴿وَمَا اسْتَطَاعُوْا﴾ میں ''تا'' ہے، مفسرین نے لکھا ہے کہ: دیوار پر چڑھنا جو آسان چیز تھی اس کے لیے بغیر ''تا'' کے کم حروف میں آیا اور سوراخ کرنا جو مشکل چیز تھی اس کے لیے ''تا'' کے ساتھ زیادہ حروف آئے، یہ قرآن کی بلاغت کا عجیب نکتہ ہے۔ یہ عجیب اللہ تعالیٰ کی حکمت سمجھ میں آتی ہے۔

ایک کامل ایمان والے کی شان

جب دیوار تیار ہوگئی تو ایک مؤمن کی زبان کیسی ہونی چاہیے اور اس کا یقین کیسا ہونا چاہیے وہ آگے والی آیت میں دیکھو! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ.

ترجمہ: ذوالقرنین نے کہا: یہ (دیوار) میرے رب کی رحمت (سے) ہے۔

یعنی اس دیوار بنانے میں میرا کوئی کمال نہیں ہے، یہ میرے اللہ کی مہربانی سے تیار ہوئی ہے۔

آدمی کتنا ہی بڑا منصوبہ اور پلان بنائے؛ لیکن اس کو اپنا کمال نہ سمجھے؛ بلکہ اس کو اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی سمجھے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے، حضرت ذوالقرنین کی اس بات میں اللہ کا شکر بھی ہے۔

اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس جب پلک جھپک میں بلقیس کا تخت

آ گیا تو انھوں نے بھی یہی فرمایا تھا:

فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۖ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۭ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ۝۴۰ (النمل)

ترجمہ: سو جب انھوں نے (یعنی سلیمان علیہ السلام نے) اس تخت کو اپنے سامنے رکھا ہوا دیکھا تو کہنے لگے کہ: یہ تو میرے رب کا فضل ہے؛ تا کہ وہ مجھے آزمائیں کہ میں (رب کا) شکر کرتا ہوں یا میں ناشکری کرتا ہوں اور جو شخص بھی شکر کرتا ہے وہ تو اپنے فائدے کے لیے ہی شکر کرتا ہے اور جو شخص ناشکری کرتا ہے تو یقیناً میرے رب تو بے نیاز ہیں، بڑے کرم کرنے والے ہیں۔

نوٹ: بلقیس کا تفصیلی واقعہ ''قرآن میں آئے خواتین کے واقعات، جلد: دوم (۲)'' میں دیکھیں۔

اس دیوار کی گارنٹی

جب کوئی چیز تیار ہوتی ہے تو لوگ پوچھتے ہیں کہ: گارنٹی کتنی ہے؟

حضرت ذوالقرنین نے گارنٹی کے بارے میں جواب دیا کہ: دیکھو! میں نے دیوار تو مضبوط بنائی ہے؛ لیکن:

فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّاۗءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ۝۹۸

ترجمہ: پھر جب میرے رب کے وعدے کا وقت آپہنچے گا تو وہ اس (دیوار) کو (گرا کر) زمین کے برابر کردیں گے اور میرے رب کا وعدہ تو بالکل سچا ہی ہے۔

یعنی میں اس دیوار کی کیا گارنٹی دوں؟ جب تک اللہ بچانا چاہیں گے بچا کر رکھیں گے اور جب اللہ کا وعدہ آئے گا اور اللہ تعالیٰ اس دیوار کو فنا کرنا چاہیں گے تو وہ اس مضبوط دیوار کو بھی توڑ کر زمین کے برابر کردیں گے۔

دنیا میں کوئی انسان کسی چیز کی مضبوطی کی گارنٹی نہیں دے سکتا، یہ سب اللہ کے قبضۂ قدرت کی بات ہے جو حضرت ذوالقرنین کے واقعہ سے ہم کو سیکھنے کو ملی۔

بعض چیزوں کی گارنٹی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ: چلے تو چاند تک، نہ چلے تو شام تک۔

حضرت ذوالقرنین نے یہ دیوار بنادی اور وہاں کے لوگوں کو اطمینان دلا دیا کہ اب یاجوج ماجوج کا راستہ بند ہوگیا، اب وہ تم پر حملہ نہیں کرسکیں گے، اب تم سلامتی کے ساتھ رہو۔

یاجوج ماجوج کی دیوار کہاں ہے؟

حضرت ذوالقرنین نے جو دیوار بنائی تھی وہ کہاں ہے؟

بعض مفسرین کی رائے یہ ہے کہ بخارا، سمرقند؛ یعنی ازبکستان کا علاقہ، اس علاقے میں یہ یاجوج ماجوج کی دیوار ہے، جو آدمی اس دیوار کو دیکھ کر واپس آنا چاہتا ہے تو سمرقند کے برابر چٹیل میدانوں میں وہ پہنچتا ہے۔ (از معارف القرآن، ج:۵، ص:۶۵۰)

خلیفہ واثق باللہ نے یاجوج ماجوج کی دیوار ٹوٹنے کا ایک خواب دیکھا تھا تو وہ گھبرا گئے جس کی وجہ سے انھوں نے باقاعدہ ایک جماعت کو اس دیوار کی تحقیق کے واسطے روانہ کیا تھا، انھوں نے سفر کیا اور تلاش کیا، پھر آکر انھوں نے بتلایا کہ: ہم نے

ایک دیوار دیکھی، وہ دیوار لوہے سے بنائی گئی ہے، لوہے کے بڑے بڑے دروازے بھی ہیں، ان کو تالا لگا ہوا ہے۔ (از معارف القرآن، ج:۵،ص:۶۵۰)

یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ آزربائجان اور آرمنیا کے علاقے میں یہ دیوار موجود ہے۔

بعض کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ داغستان کے علاقے میں یہ دیوار ہے۔ پیر ذوالفقار صاحب مدظلہ العالی کے سفرنامے میں اس کی تفصیلات ہیں۔

ایک صحابی کا اس دیوار کو دیکھنا

حضرت ذوالقرنین نے جو دیوار بنائی تھی وہ دیوار ایک صحابی نے دیکھی ہے، ایک حدیث میں ہے کہ ایک صحابی نے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ: حضور! میں نے یاجوج ماجوج والی دیوار دیکھی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ: وہ دیوار کیسی ہے؟

انھوں نے کہا کہ: دھاری دار چادر جیسی۔

یعنی جس طرح دھاری دار چادر میں لائننگ ہوتی ہے اسی طرح لائن والی یہ دیوار ہے، اس میں لال اور کالے رنگ کی لائنیں ہیں۔

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: صحیح فرمایا، بالکل وہ دیوار ایسی ہی ہے جیسا تم نے بتلایا، روایت کے الفاظ یہ ہیں:

عن قتادةَ بن دِعامةَ : ذُكِرَ لَنَا أَنَّ رَجُلًا قَالَ : يَارسولَ الله ! قَدْ رَأَيْتُ سَدَّ ياجوجَ و ماجوجَ . قال : اِنْعَتْهُ لي . قال : كَالْبُرْدِ الْمُحَبَّرِ، طريقةٌ سوداءُ وطريقةٌ حمراءُ .قال: قد رَأَيْتَهُ.(ابن كثير، البداية والنهاية)

گویا اس امت کے ایک صحابی کا اس دیوار کو دیکھنا ثابت ہے۔

اِس وقت وہ دیوار ٹوٹ گئی ہے یا موجود ہے؟

اب یہ جو آیتِ کریمہ ہے کہ ''جب یاجوج ماجوج کھول دیے جائیں گے اور ہر اونچی جگہ سے پھسل کر دنیا والوں پر حملہ کرتے ہوئے نظر آئیں گے'' تو یہاں ایک بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ:

ہوسکتا ہے کہ آج تک یاجوج ماجوج کی دیوار صحیح وسلامت موجود ہو، پھر اپنے وقت پر ٹوٹے گی اور یاجوج ماجوج پوری دنیا پر حملہ کریں گے۔

اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان کی دیوار توڑ دی گئی ہو اور یاجوج ماجوج دنیا میں موجود ہوں اور ان کے حملے مختلف شکلوں میں شروع ہو چکے ہوں اور ان کے کچھ لوگ دنیا کے دوسرے انسانوں کے ساتھ مل گئے ہوں اور تمدن وسلیقہ ان کی زندگی میں آگیا ہو؛ چوں کہ یہ بھی انسان ہیں، پھر جب قیامت قریب آئے گی تو یہ آپس میں مل کر باقی انسانوں پر آخری زبردست حملہ کریں گے۔

یاجوج ماجوج کی دیوار میں سوراخ کا ہونا

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عجیب خواب دیکھا، اور یاد رکھو! نبیوں کا خواب سو فی صد اللہ کی طرف سے وحی اور صحیح ہوتا ہے:

عن أُمِّ المؤمنين زينبَ بنتِ جحشٍ رضی اللہ عنہا قالت : اِسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ النَّوْمِ مُحْمَرًّا وَجْهُهُ يَقُوْلُ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ! وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ ، فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَاجُوْجَ وَ مَاجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهِ

وَحَلَّقَ بِإِصْبَعِهِ وَ بِالَّتِيْ تَلِيْهَا فَقَالَتْ زَيْنَبُ فَقُلْتُ : يارسولَ اللهِ ! أَ نُهْلِكُ وَ فِيْنَا الصَّالِحُوْنَ ؟ قَالَ : نَعَمْ ! إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ . (البخاري)

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اچانک نیند سے بیدار ہو گئے، چہرۂ مبارک لال ہو رہا تھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرما رہے تھے کہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے! عربوں کے لیے بڑی خرابی ہے، ایک خطرناک فتنہ اور برائی عربوں کے قریب آ رہی ہے، آج یاجوج ماجوج کی دیوار میں اتنا سوراخ ہو گیا، اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگوٹھا اور شہادت کی انگلی ملائی اور سوراخ بنایا۔ حضرت زینب نے پوچھا: یارسول اللہ! ہم ہلاک ہوں گے؛ حالاں کہ ہم میں نیک لوگ بھی ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں! جب بے حیائی عام ہو جائے گی۔

سوراخ ہونے کا مطلب؟

اتنا سوراخ ہونے کا کیا مطلب؟

① بعض علما فرماتے ہیں کہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں حقیقت میں اتنا سوراخ ہو گیا تھا۔

② بعض حضرات فرماتے ہیں کہ: سوراخ ہونے کا مطلب تیسرے خلیفہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا جانا ہے؛ یعنی لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ظلماً شہید کر دیں گے۔

③ بعض حضرات کہتے ہیں کہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ بڑے بڑے فتنے آئیں گے؛ یعنی ایسے ایسے فتنے آئیں گے جو عربوں کی طاقت کو ختم کر دیں گے اور تاتاریوں نے آکر عربوں کی بڑی طاقت کو ختم کر دیا تھا اور آج جو حال ہے وہ بھی

ہمارے سامنے ہے۔

④ بعض حضرات نے اس کا مطلب یہ لیا کہ قریشیوں کی حکومت عرب سے ختم ہوجائے گی اور ختم ہوگئی۔

⑤ بعض نے کہا کہ: وہ دیوار اب کمزور ہوگئی، مضبوطی کی مدت اب ختم ہوگئی۔

احادیث کی روشنی میں یاجوج ماجوج کا تذکرہ

اب میں بخاری شریف، مسلم شریف اور دوسری کتابوں میں یاجوج ماجوج کے متعلق جو پکی مستند باتیں آئی ہیں وہ آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔

یاجوج ماجوج کے لفظ کی تحقیق

حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے یافث کے ایک بیٹے کا نام ''ماغوغ'' آیا ہے، عبرانی زبان میں عربی کے ''غین'' کو اردو کے ''گاف'' کی آواز میں بولا جاتا ہے؛ اس لیے ''ماغوغ'' کو ''ماگوگ'' کہتے ہیں اور عربی میں ''گاف'' کو ''جیم'' سے بدل لیتے ہیں؛ اس لیے ماجوج بن گیا، خلاصہ یہ نکلا کہ یاجوج ماجوج اصل میں یاگوگ اور ماگوگ ہے۔ (از لغات القرآن: ج:۶)

بعض حضرات کہتے ہیں کہ: عربی زبان میں ''اَجِیجُ النَّارِ'' آگ کے انگارہ، شعلہ اور آگ کے بھڑکنے کو کہتے ہیں، یہ یاجوج ماجوج کا لفظ اسی سے نکلا ہے۔

یاجوج ماجوج کس خاندان سے ہیں؟

یہ یاجوج ماجوج کس قوم کے لوگ ہیں؟

پہلی بات یہ سمجھنی چاہیے کہ یہ انسانوں ہی کی اولاد ہیں، تھوڑی سی دنیا کی تاریخ سمجھو گے تو یاجوج ماجوج کی نسل بھی سمجھ میں آجائے گی۔ (ﷲ اعلم)

حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں پانی کا بہت بڑا سیلاب آیا تھا اور پوری دنیا کے لوگوں کو غرق کر دیا گیا تھا، صرف تقریباً اسّی (۸۰) یا بیاسی (۸۲) آدمی جو کشتی میں بیٹھے تھے ان کو اللہ تعالیٰ نے بچایا تھا۔

پھر یہ کشتی چھ مہینے تک پانی میں رہی، فلسطین میں ''جودی'' نام کا ایک پہاڑ ہے، چھ مہینے کے بعد اس پہاڑ پر جا کر حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی رک گئی، ۱۰/ رجب سے ۱۰/ محرم تک کشتی پانی میں رہی اور حضرت نوح علیہ السلام کشتی سے اتر کر لوگوں کو لے کر دنیا میں آئے اور نئی دنیا شروع ہوئی۔

کہتے ہیں کہ: حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت نوح علیہ السلام تک طوفان میں دنیا کے انسانوں کا ایک طبقہ ختم ہو گیا، حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ تقریباً بیاسی آدمی کشتی میں تھے، ان میں سے بھی کسی کی اولاد نہیں چلی، سب دنیا سے چلے گئے، صرف حضرت نوح علیہ السلام کی ہی اولاد دنیا میں چلی اور اس وقت دنیا کے تمام انسان حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کے چار بیٹے مشہور ہیں:

① سام۔ ② حام۔ ③ یافث۔ ④ کنعان۔

کنعان تو ایمان نہیں لایا؛ اس لیے وہ پانی میں ڈوب گیا، بعض مفسرین لکھتے ہیں کہ: کنعان آپ کی بیوی کے اگلے شوہر کا بیٹا تھا۔

سام، حام، یافث یہ تین کشتی میں تھے۔

جتنے عرب لوگ ہیں وہ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے سام کی اولاد ہیں اور جتنے بھی حبشی اور دوسرے لوگ ہیں وہ سب حام کی اولاد ہیں اور یاجوج ماجوج حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے یافث کی اولاد ہیں، حضرت قتادہؒ سے منقول ہے:

ویاجوج وماجوج قبیلتان من ولد یافث بن نوح . (از قصص القرآن)

ترجمہ: اور یاجوج ماجوج دو قبیلے ہیں جو یافث بن نوح کی نسل سے ہیں۔

یاجوج ماجوج کے متعلق علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی رائے

دیکھو! انسان کی جو نسل چلتی ہے اس میں ایک مرد ہوتا ہے اور دوسری عورت اور اس دنیا میں ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ ایک طرف مرد انسان میں سے ہو اور دوسری طرف سے عورت جنات میں سے ہو یا شیطان کی اولاد میں سے ہو، جیسے ''سبا'' کی رانی بلقیس کے متعلق بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اس کا باپ انسانوں میں سے تھا اور اس کی ماں جنات میں سے تھی۔

نوٹ: بلقیس کا پورا واقعہ ''قرآن میں آئے ہوئے خواتین کے واقعات'' جلد: ۲، ص: ۱۵۱ پر ملاحظہ فرمائیں۔

اس موقع پر علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے اپنی تحقیق سے ایک بات لکھی ہے کہ:

میرا خیال یہ ہے (واللہ اعلم) کہ یاجوج ماجوج کی قوم عام انسانوں اور جنات کے درمیان برزخی مخلوق ہے، ان کا سلسلۂ نسب باپ کی طرف سے حضرت آدم علیہ السلام پر پہنچتا ہے؛ مگر ماں کی طرف سے حضرت حوا رضی اللہ عنہا تک نہیں پہنچتا، وہ عام آدمیوں کے محض باپ شریک بھائی ہیں۔ (فوائدِ عثمانی، سورۂ کہف)

یاجوج ماجوج کے متعلق بعض مفسرین کی رائے

یاجوج ماجوج کی قوم کے لیے ہماری بعض تفسیر کی کتابوں میں عجیب عجیب باتیں لکھی ہیں:

ہمارے قریب میں چین اور روس کے درمیان منگولیا (Mongolia) ایک ملک ہے بعض لوگوں نے تو اسی منگولین قوم کو یاجوج ماجوج قرار دیا ہے۔

ہمارے یہاں ایک صوبہ ''میگھالیہ (મેઘાલય)'' ہے اور وہاں میگھ خاندان کے لوگ رہتے ہیں تو ان قوموں کے متعلق بھی بعض لوگوں کا سمجھنا ہے کہ یہ یاجوج ماجوج کا ایک حصہ ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ: جو تاتاری قوم دنیا میں آئی تھی وہ بھی یاجوج ماجوج کا ایک حصہ تھی۔

بعض لوگ انگریز قوم کو بھی یاجوج ماجوج کا ایک حصہ بتاتے ہیں؛ چنانچہ علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے فیض الباری میں نقل فرمایا ہے کہ:

لا يبعد أن يكونوا أهل روسيا و بريطانية . (فيض الباري، تحت حديث زينب رضی اللہ عنہا: ويل للعرب)

ویسے برطانیہ میں ''ہاؤس آف لوڈ (House of lord)'' کے صدر گیٹ پر ''گوگ'' اور ''ماگوگ'' کے مجسمے رکھے ہوئے ہیں۔

یاجوج ماجوج کی تعداد

یاجوج ماجوج کی تعداد کا اندازہ لگانے کے لیے میں آپ کو ایک حدیث سناتا

ہوں،ان کی تعداد کے بارے میں یہ بخاری ومسلم کی عجیب وغریب حدیث ہے:

عن أَبي سعيد الخدري ﷺ عن النبي ﷺ قال : يقولُ اللّٰهُ تعالیٰ يا اٰدمُ ! فيقولُ : لبيك و سعديك و الخيرُ في يديك ! فيقولُ : أَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ . قال : و ما بَعْثُ النَّارِ ؟ قال : مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِأَةٍ وَّ تِسْعَةً وَّ تِسْعِيْنَ ، فعنده يَشِيْبُ الصغيرُ و تَضَعُ كُلُّ ذاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا و تَرىٰ الناسَ سُكارىٰ و ماهم بِسُكارىٰ ولٰكِنَّ عذابَ اللّٰهِ شديدٌ ، قالوا : يا رسولَ الله ! وَ أَيُّنَا ذٰلك الواحدُ ؟ قال : أَبْشِرُوْا ! فَإِنَّ منكم رجلا ومِنْ ياجوج وماجوج أَلفا .(البخاري)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری ﷺ سے روایت ہے کہ حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا کہ: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کوفرمائیں گے کہ: آپ اپنی اولاد میں سے جہنم میں جانے والوں کو اٹھایئے تو حضرت آدم علیہ السلام عرض کریں گے کہ: اے میرے رب! وہ کون لوگ ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملے گا کہ: ہر ایک ہزار (١٠٠٠) میں سے نوسو ننانوے (٩٩٩) (جہنم میں جانے کے لیے اور ایک جنت میں جانے کے لیے)۔بس یہ وہ وقت ہوگا (کہ انسان کو ایسا غم ہوگا) کہ بچے بھی اس وقت بوڑھے ہوجائیں گے اور تمام حمل والیاں اپنے حمل کو ڈال دیں گی اور لوگ تم کو نشے میں نظر آئیں گے؛ حالاں کہ وہ نشے میں نہیں ہوں گے؛لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت سخت ہوگا۔

صحابہ ﷺ نے (جب حضور ﷺ کی زبان سے یہ حدیث سنی تو گھبرا گئے اور) پوچھا کہ: اے اللہ کے رسول! (ان ہزار میں سے) وہ ایک جنتی کون ہوگا؟ حضرت نبیٔ

کریم ﷺ نے (عجیب بات) ارشاد فرمائی کہ: خوش ہوجاؤ؛ اس لیے کہ یہ (نوسوننانوے (۹۹۹) جہنمی) تم انسانوں میں سے ایک اور یاجوج ماجوج میں سے ایک ہزار کی نسبت سے ہوں گے۔

یعنی جہنم میں جانے والوں کی بڑی تعداد یاجوج ماجوج میں سے ہوگی۔

اب آپ اس سے ان کی تعداد کا اندازہ لگالو کہ ان کی تعداد انسانوں سے کتنی زیادہ ہوگی؟

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کے دس حصے کیے تو نو حصے یاجوج ماجوج کے ہیں، باقی ایک حصے میں ساری دنیا کے دوسرے انسان ہیں:

اَلْإِنْسُ عَشَرَةُ أَجْزَاءٍ ، تِسْعَةُ أَجْزَاءِ یاجوجَ و ماجوجَ وَ سَائِرُ النَّاسِ جُزْءٌ وَاحِدٌ . (اخرجه الحاكم عن عبد الله ابن عمر مرفوعا)

خلاصہ یہ کہ: یاجوج ماجوج عام انسانوں سے کئی گنا زیادہ ہیں، کم از کم ایک انسان کے مقابلے میں دس یاجوج ماجوج ہیں۔

امام قرطبیؒ نے نقل کیا کہ: ان کے بائیس خاندان ہیں، اس میں سے اکیس دیوار کے پیچھے ہیں اور ایک خاندان اس دنیا میں بچا ہوا رہ گیا ہے۔ (معارف القرآن:۶۴۹/۵)

یاجوج ماجوج کے دو طبقے

حضرت ذوالقرنین نے جو دیوار بنائی تھی وہ یاجوج ماجوج کی قوم کے دوسرے حصے کے لیے بنائی تھی، ایسا لگتا ہے کہ یاجوج ماجوج کی قوم کا ایک حصہ ایسے لوگوں کا ہے جو فسادی نہیں ہے اور دوسری بڑی تعداد ان کی فسادی لوگوں کی تھی، اس دوسری

بڑی تعداد کو دیوار کے پیچھے بند کرنا تھا۔

یاجوج ماجوج کے نکلنے کا زمانہ کونسا ہوگا؟

پہلے حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ظاہر ہوں گے، پھر دجال ظاہر ہوگا، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول ہوگا اور دنیا میں چالیس سال زندہ رہیں گے، حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی زندگی کا آخری زمانہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا شروع زمانہ؛ یعنی پانچ یا سات سال دنیا میں ایسے ہوں گے کہ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ہوں گے اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ بھی ہوں گے، اس وقت دنیا کے دو بڑے فتنے: ایک دجال کا اور دجال کے قتل کے بعد یاجوج ماجوج کا فتنہ شروع ہوگا، پہلے دجال مارا جائے گا، پھر یاجوج ماجوج کا فتنہ دنیا والوں کے سامنے آئے گا۔

ایمان والوں کے چہروں پر شفقت بھرا ہاتھ

جس زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے؛ چوں کہ دجال نے ایمان والوں پر بڑا ظلم کیا ہوگا؛ اس لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پوری دنیا میں سفر کر کے ایمان والوں کے چہروں پر شفقت بھرا ہاتھ پھرائیں گے اور خوش خبری سنائیں گے کہ: دجال کی وجہ سے تم ایمان والوں کو جو تکلیف پہنچی ہے اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ جنت میں اونچا مقام دیں گے۔

جن کا مقابلہ کرنے کی کسی میں طاقت نہیں ہوگی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ خوش خبری دے رہے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف

سے یہ پیغام آئے گا کہ: اب ہم اپنے ایسے بندوں کو دنیا میں نکالیں گے جن کا مقابلہ کرنے کی کسی میں طاقت نہیں ہوگی؛ لہذا تم ایمان والوں کو لے کر طور پہاڑ پر چلے جاؤ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایمان والوں کو لے کر طور پہاڑ پر چلے جائیں گے اور باقی دنیا میں جو ایمان والے ہوں گے وہ اپنے علاقے میں جو پہاڑ ہوں گے وہاں چلے جائیں گے، پھر یاجوج ماجوج کو اللہ تعالیٰ کھول دیں گے اور وہ پوری دنیا میں پھیل جائیں گے اور پوری دنیا میں فساد مچادیں گے۔

یاجوج ماجوج روزانہ دیوار توڑنے کی کوشش کرتے ہیں

ایک حدیث میں عجیب وغریب مضمون آیا ہے:

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّ يَأْجُوجَ وَ مَأْجُوجَ يَحْفِرُونَ كُلَّ يَوْمٍ، حَتَّى إِذَا كَادُوا يَرَوْنَ شُعَاعَ الشَّمْسِ، قَالَ الَّذِي عَلَيْهِمْ: ارْجِعُوا فَسَنَحْفِرُهُ غَدًا، فَيُعِيدُهُ اللهُ أَشَدَّ مَا كَانَ، حَتَّى إِذَا بَلَغَتْ مُدَّتُهُمْ، وَأَرَادَ اللهُ أَنْ يَبْعَثَهُمْ عَلَى النَّاسِ، حَفَرُوا، حَتَّى إِذَا كَادُوا يَرَوْنَ شُعَاعَ الشَّمْسِ، قَالَ الَّذِي عَلَيْهِمْ: ارْجِعُوا، فَسَتَحْفِرُونَهُ غَدًا ، إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالىٰ، وَاسْتَثْنَوْا، فَيَعُودُونَ إِلَيْهِ، وَهُوَ كَهَيْئَتِهِ حِينَ تَرَكُوهُ ، فَيَحْفِرُونَهُ وَيَخْرُجُونَ عَلَى النَّاسِ فَيُنْشِفُونَ الْمَاءَ، وَيَتَحَصَّنُ النَّاسُ مِنْهُمْ فِي حُصُونِهِمْ فَيَرْمُونَ بِسِهَامِهِمْ إِلىٰ السَّمَاءِ، فَتَرْجِعُ عَلَيْهَا الدَّمُ الَّذِي اجْفَظَّ، فَيَقُولُونَ: قَهَرْنَا أَهْلَ الأَرْضِ، وَعَلَوْنَا أَهْلَ السَّمَاءِ ، فَيَبْعَثُ اللهُ نَغَفًا فِي أَقْفَائِهِمْ فَيَقْتُلُهُمْ بِهَا ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ :

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ ! إِنَّ دَوَابَّ الأَرْضِ لَتَسْمَنُ وَ تَشْكَرُ شَكَرًا مِنْ لُحُومِهِمْ .(رواه ابن ماجة عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یاجوج وماجوج ہر روز (اپنی دیوار) کھودتے ہیں یہاں تک کہ جب قریب ہوتا ہے کہ سورج کی روشنی ان کو دکھائی دے تو جو شخص ان کا سردار ہوتا ہے وہ کہتا ہے: اب لوٹ چلو (باقی) کل کھودیں گے، پھر اللہ تعالیٰ اسے ویسی ہی مضبوط کر دیتے ہیں جیسی وہ پہلے تھی، یہاں تک کہ جب ان کی مدت پوری ہوجائے گی، اور اللہ تعالیٰ کو ان کا نکالنا منظور ہوگا، تو وہ (عادت کے مطابق) دیوار کھودیں گے، جب کھودتے کھودتے قریب ہوگا کہ سورج کی روشنی دیکھیں تو اس وقت ان کا سردار کہے گا کہ: اب لوٹ چلو، ان شاء اللہ! کل کھودیں گے، اور ان شاء اللہ کا لفظ کہیں گے، چنانچہ (اس دن) وہ لوٹ جائیں گے، اور دیوار اسی حال پر رہے گی، جیسے وہ چھوڑ گئے تھے، پھر وہ صبح آکر اسے کھودیں گے اور اسے کھود کر باہر نکلیں گے، اور سارا پانی پی کر ختم کر دیں گے، اور لوگ (اس وقت) بھاگ کر اپنے قلعوں میں محصور ہوجائیں گے، یہ لوگ (زمین پر پھیل کر) آسمان کی جانب اپنے تیر ماریں گے، تو ان کے تیر خون میں لت پت ان کے پاس لوٹیں گے، وہ کہیں گے کہ ہم نے زمین والوں کو تو مغلوب کیا، اور آسمان والوں پر بھی غالب ہوئے، پھر اللہ تعالیٰ ان کی گدیوں (گردنوں) میں کیڑے پیدا فرمائے گا جو انھیں مار ڈالیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! زمین کے جانور ان کا گوشت اور چربی کھا کر خوب موٹے ہوں گے۔

یاجوج ماجوج کی قوم اتنی طاقتور ہے کہ وہ دیوار توڑنے کی کوشش کرتے ہیں،

لگتا ایسا ہے کہ: ان کے پاس بڑی ٹیکنالوجی ہے، روزانہ ان کی ایک جماعت، اوزار اور مشینوں کو لے کر اس دیوار کو توڑنے کے لیے جاتے ہیں۔

اور جیسا کہ آپ نے سنا کہ وہ تو لوہے اور تانبے کی بنی ہوئی دیوار ہے، اس کو توڑنا آسان کام نہیں ہے؛ لیکن وہ روزانہ اس کو کھودتے رہتے ہیں اور کھودتے ہوئے لوہے کی دیوار کے آخری حصے تک اتنے قریب پہنچ جاتے ہیں کہ دوسری طرف کی روشنی نظر آنے لگتی ہے؛ یعنی شام تک دیوار اتنی پتلی ہوجاتی ہے کہ روشنی اس دیوار کے دوسری طرف دکھائی دیتی ہے۔ اتنے میں سورج غروب ہونے کے قریب آتا ہے تو یہ آپس میں بات کرتے ہیں کہ چلو! ننانوے فی صد تو دیوار توڑ ڈالی، ایک فی صد باقی رہی ہے، کل صبح اس کو توڑ ڈالیں گے۔

حدیث میں ارشاد فرمایا کہ: جب وہ دوسرے دن آکر دیکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے کل جیسی دیوار تھی ویسی درست اور پہلے سے زیادہ مضبوط کر دیتے ہیں، دوسرے روز اس کو کھودنے کی پھر نئی محنت کرتے ہیں، اس طرح روز کھودنا اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو درست کر دینا اس وقت تک برابر چلتا رہے گا جس وقت تک یاجوج ماجوج کو بند رکھنے کا ارادہ ہے۔

دیوار کی حفاظت کا اللہ کا عجیب غیبی نظام

یہاں اللہ کا نظام اور اس کی قدرت بھی سوچنے کے قابل ہے کہ اتنی طاقت والی اور اتنی مضبوط قوم ہونے کے باوجود ان کو ایک دن بھی یہ توفیق نہیں ہوتی کہ شام کو ایک گھنٹہ اور زیادہ کام کرلیں یا رات دن مسلسل کام کرلیں، یا بڑی قوم ہے تو رات دن کی

الگ الگ ڈیوٹی مقرر کرلیویں اور باقی دیوار توڑ ڈالیں۔

یہ ہے اللہ تعالیٰ کا غیبی نظام! اللہ تعالیٰ کو جب تک ان کو قید میں رکھنا منظور ہوگا اور جب تک اس دیوار کو سلامت رکھنا ہوگا وہاں تک ان کو یہ توفیق ہی نہیں ہوگی۔

یہاں ایک دوسری بات اور سوچنے جیسی ہے کہ یہ لوگ روزانہ آکر دیوار توڑتے ہیں اور پھر دوسرے دن اللہ تعالیٰ جیسی تھی ویسی ہی کر دیتے ہیں اور ان کے دل میں یہ خیال تک نہیں آتا کہ یہ توڑنے کی محنت چھوڑ دو اور دیوار کے اوپر چڑھ کر دوسری طرف چلے جاویں ویسی کوشش کرلیویں۔

ان شاء اللہ! آئندہ کل باقی دیوار توڑ ڈالیں گے

ایک تیسری عجیب بات جو حدیث میں آئی ہے کہ جس دن اللہ کے یہاں دیوار کا ٹوٹنا تقدیر میں لکھا ہوا ہے تو اس دن وہ شام کے وقت کہیں گے کہ: ان شاء اللہ! آئندہ کل باقی دیوار توڑ ڈالیں گے، پھر جب دوسرے دن آئیں گے تو وہ دیوار کل جتنی توڑی تھی ویسی ہی ہوگی اور وہ باقی دیوار توڑ کر پار کرلیں گے۔

یہاں ایک بات یہ بھی غور کرنے کی ہے کہ اتنے لمبے زمانے سے وہ دیوار کو توڑتے تھے؛ لیکن کبھی ان کو ان شاء اللہ! بولنے کی توفیق نہیں ملی؛ لیکن جس دن تقدیر میں دیوار کا ٹوٹنا لکھا ہوا ہوگا اس دن وہ ان شاء اللہ! بولیں گے۔

لگتا ایسا ہے کہ یاجوج ماجوج میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے وجود، ارادہ اور چاہت کو مانتے ہیں؛ گویا ان کو نبیوں کی دعوت پہنچی ہے۔

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بغیر کسی عقیدے کے ان کی زبان پر اللہ تعالیٰ کا یہ کلمہ جاری

ہوجائے گا اور اس کی برکت سے ان کا کام بن جائے گا۔

مسلمانوں کو ہر کام میں ''ان شاء اللہ'' کی تعلیم

اللہ تعالیٰ نے ہم کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے یہ تعلیم دی ہے کہ: ہم ہر کام سے پہلے ''ان شاء اللہ'' بولیں:

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ. (الکہف)

ترجمہ: اور تم (اے نبی!) کسی بھی کام کے بارے میں ایسا نہ کہا کرو کہ: میں یہ کام آئندہ کل کردوں گا ﴿۲۳﴾ ہاں! (یوں کہو کہ) اللہ تعالیٰ چاہے تو (کردوں گا)۔

بہت زیادہ کھانے پینے والی قوم

یاجوج ماجوج ایسی کھانے پینے والی قوم ہے کہ دنیا میں جتنا کھانا پینا ہے وہ سب یہ لوگ کھا جائیں گے، حدیث میں آتا ہے کہ جس وقت یاجوج ماجوج کے لشکر کا پہلا حصہ بحیرۂ طبریہ۔جس کا ذکر دجال والے واقعہ میں گزرا۔ کے پاس پہنچے گا تو اس کا سارا پانی پی جائے گا، اور ایسا لگتا ہے کہ وہ پہلے پانی پی جائیں گے پھر اس طرح کیچڑ سے پانی نکال لیں گے کہ پوری مٹی سوکھ جائے گی؛ یہاں تک کہ جب یاجوج ماجوج کے لشکر کا آخری حصہ اس طبریہ کے پاس پہنچے گا تو وہ لوگ کہیں گے کہ: کبھی یہاں پانی ہوگا۔ دوسری نہروں کا بھی یہی حال ہوگا۔ ایسی کھانے پینے والی یہ قوم ہوگی!

دیکھو! کوئی چیز مارکیٹ میں کم ہوتی ہے تو مہنگی ہوجاتی ہے، وہ اتنا کھائیں گے پئیں گے کہ دنیا میں کھانے پینے کا سامان اتنا مہنگا ہوجائے گا کہ گائے کا سر اگر کسی دکان پر لینے جائیں گے تو سو دینار (سونے کے سو سکے) سے بھی زیادہ مہنگا ہوگا۔

یعنی اس زمانے میں بھوک اور غریبی کی وجہ سے حالت یہ ہوگی کہ مسلمانوں کو بیل کا سر بھی مل جائے تو اتنا خوش ہوں گے جتنا اِس زمانے میں (یعنی حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں) سو دینار ملنے پر خوشی ہوتی ہے۔

آسمان والے کے قتل کی سازش

حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ: یاجوج ماجوج جس وقت دنیا میں آئیں گے اور پوری دنیا میں لوٹ مار کریں گے، پھر ایک دن وہ بات کریں گے کہ ساری دنیا میں ہم نے قتلِ عام مچادیا، ہم سب کھا گئے اور سب کو ہم نے مار ڈالا، دنیا والوں کو ہم نے ختم کردیا، اب آسمان والے اللہ کو بھی مار ڈالیں؛ چنانچہ بیت المقدس میں ایک پہاڑ ہے، اس کا نام ''جبل الخمر'' ہے، اس پر یہ یاجوج ماجوج کے لوگ چڑھیں گے اور ہاتھ میں تیر اور کمان لیں گے اور پوری طاقت سے آسمان کی طرف تیر چلائیں گے۔

اللہ کی شان بھی بڑی نرالی ہے! جب آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے تو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے اس کو خون والا کر کے واپس کریں گے (تاکہ یاجوج ماجوج خون والا تیر دیکھ کر کہیں کہ: ہم نے آسمان والے کو بھی ختم کردیا، کیسی عجیب نادانی ہے!)

انسان کو جب اپنی طاقت پر غرور ہوتا ہے تو کیسا غرور ہوتا ہے کہ زمین تو زمین آسمانوں پر انسان پہنچنے کی کوشش کرتا ہے، آج ہم دنیا والوں کو یہی سمجھانا چاہتے ہیں کہ دنیا کے مسائل تو تم سے حل نہیں ہورہے ہیں اور چاند پر کیا ہورہا ہے؟ سورج پر کیا ہورہا ہے؟ ان سب کے چکر میں پڑے ہو۔

بہر حال! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کچھ کھانے پینے کا سامان پہاڑ پر لے کر گئے

ہوں گے، وہ تھوڑے دنوں میں ختم ہوجائے گا، اتنی مہنگائی بڑھ جائے گی کہ ایک بیل کا سر سو دینار سے بہتر سمجھا جائے گا۔

دعا کی طاقت سے یاجوج ماجوج کا دنیا سے خاتمہ

بھوک کی وجہ سے سب پریشان ہوں گے تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے مسلمان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں گے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوگی اور یاجوج ماجوج پر اللہ تعالیٰ ان کی گردن پر کوئی کیڑا لگا دیں گے اور رات گذر کر صبح ہوگی اور سب یاجوج ماجوج ایک آدمی کی موت کی طرح مر چکے ہوں گے، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اطلاع ہوگی کہ یاجوج ماجوج مر گئے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایمان والوں کو لے کر پہاڑ سے نیچے اتریں گے۔

پرندے جے سی بی (JCB) کا کام دیں گے

اس وقت کیا منظر ہوگا؟ پوری دنیا کی زمین پر یاجوج ماجوج کی لاشیں پڑی ہوں گی، ایک بالشت بھی زمین کھالی نہیں ملے گی جہاں کوئی لاش پڑی ہوئی نہ ہو اور وہ لاشیں سڑ رہی ہوں گی، بڑی خطرناک بدبو نکل رہی ہوگی، اتنی خطرناک بدبو ہوگی کہ سب لوگ پریشان ہوجائیں گے۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے مسلمان اللہ کی بارگاہ میں دعا کریں گے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا قبول کریں گے اور بڑے بڑے پرندے بھیجیں گے، ان پرندوں کی گردن اونٹ کی طرح لمبی ہوگی، وہ آکر یاجوج ماجوج کی لاشیں اٹھا اٹھا کر دریا میں ڈال دیں گے۔

گویا یہ پرندے ایک قدرتی جی سی بی (JCB) کا کام دیں گے اور جب ساری لاشیں دریا میں ڈال دی جائیں گی اور پوری زمین صاف ہوجائے گی تو پھر اللہ تعالیٰ بارش برسائیں گے، شہر، جنگل ہر جگہ بارش برسے گی، جس کی وجہ سے زمین شیشے کی طرح صاف اور شفاف ہوجائے گی۔

مسلمانوں کے جانوروں کا یاجوج ماجوج کی نعشوں کا کھانا

اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ: یاجوج ماجوج کی لاشیں پڑی ہوں گی تو مسلمان اپنے جانوروں کو چرائیں گے اور جانوروں کے لیے اس وقت وہ کھانا ہوگا؛ گویا مسلمانوں کے جانور یاجوج ماجوج کا گوشت کھا کر موٹے ہوجائیں گے۔

فائدہ: گائے، بیل، بکری اور اونٹ وغیرہ گوشت نہیں کھاتے؛ مگر چارہ نہ ہونے کی وجہ سے یاجوج کا گوشت کھائیں گے اور کھا کر خوب موٹے ہوجائیں گے۔

دنیا کی ابتدا میں دعا کی طاقت، امتِ محمدیہ کے ابتدائی دور میں بھی دعا کی طاقت، آخری دور میں بھی دعا کی طاقت

حضرت آدم علیہ السلام پر آزمائشی حالات آئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی:

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ (الاعراف)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہم نے (آپ کے حکم کے خلاف کرکے) اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اور اگر آپ ہم کو معاف نہ کردیں اور (آپ) ہم پر رحم نہ فرمائیں

توہم ضرور نقصان میں پڑنے والوں میں سے ہوجاویں گے۔

اس دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی۔

بدر کی لڑائی کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رورو کر دعا کی:

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۞ (الانفال)

ترجمہ: (اے مسلمانو!) جب تم تمھارے رب سے مدد مانگ رہے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے تمھاری دعا قبول کرلی (جواب میں ارشاد فرمایا) کہ یقین رکھو! میں ایک ہزار لگاتار آنے والے فرشتوں سے تمھاری مدد کروں گا۔

فائدہ: بدر میں حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوب دعائیں مانگی اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے آمین کہی، اس دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کافروں کے مقابلے میں ایسی جیت عطا فرمائی کہ آج بھی دنیا حیران ہے کہ یہ کیسے ہوگیا؟

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو	اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

دعائیں حالات کو بدل دیتی ہے، آج مسلمانوں کو اپنے اس اصلی کامیاب ہتھیار کو اپنانے کی سخت ضرورت ہے۔ (از تیسیر القرآن)

آخری زمانے میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مؤمنین کی دعا سے ایمان والوں کا کام بنے گا۔ اس لیے دعا کی طاقت کو سمجھو اور دعا کا اہتمام کرو۔

زمین پر برکتوں کے دروازے کھول دیے جائیں گے

اس کے بعد پوری زمین پر اللہ تعالیٰ برکتوں کے دروازے کھول دیں گے،

اللہ تعالیٰ زمین کو حکم دیں گے کہ: اپنے پیٹ کے اندر سے پھلوں اور پھولوں کو اگا دے اور پھر برکتوں کو ظاہر کردے؛ چنانچہ ایسی برکتیں ظاہر ہوں گی کہ ایک انار ایک جماعت کے کھانے کے لیے کافی ہوجائے گا اور لوگ اس کے چھلکے کی چھتری بنا کر سایہ حاصل کریں گے اور دودھ میں اتنی برکت ہوگی کہ ایک اونٹنی کا دودھ ایک بہت بڑی جماعت کے لیے کافی ہوگا اور ایک گائے کا دودھ ایک قبیلے کے سارے لوگوں کے لیے کافی ہوجائے گا اور ایک بکری کا دودھ پوری برادری کو کافی ہوگا۔

یہ ساری برکتیں اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ایمان والوں کے لیے اتاریں گے؛ چوں کہ کافروں کو تو یاجوج ماجوج مار ڈالیں گے اور یاجوج ماجوج بھی مر جائیں گے، اب صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ایمان والے ہی زمین پر ہوں گے۔

حج اور عمرہ جاری رہیں گے

ایک بات یاد رکھو! دجال آئے یا یاجوج ماجوج آئے، حدیث شریف سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حج اور عمرہ جاری رہیں گے، اس پر کوئی اثر نہیں آئے گا:

لَيُحَجَّنَّ هٰذَا الْبَيْتُ وَ لَيُعْتَمَرَنَّ بَعْدَ خُرُوْجِ يَاجُوْجَ وَ مَاجُوْجَ . (صحیح ابن حبان:٦٨٢٨)

ترجمہ: یاجوج ماجوج کے نکلنے کے بعد بیت اللہ کا حج اور عمرہ کیا جائے گا۔

تورات میں یاجوج ماجوج کا ذکر

یاجوج ماجوج تو ایک ایسی عجیب وغریب قوم ہے کہ قرآن میں تو ان کا واقعہ ہے؛ لیکن قرآن سے بہت پہلے تورات۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ اللہ

تعالیٰ نے اس میں بھی یاجوج ماجوج کا ذکر کیا ہے کہ آخری زمانے میں یہ آئیں گے اور تورات میں یہ بھی لکھا ہے کہ: جو مظلوم لوگ ہوں گے؛ یعنی یاجوج ماجوج جن پر ظلم کریں گے اللہ تعالیٰ ایسے مظلوم لوگوں کی حفاظت فرمائیں گے۔

یہ بڑی طاقتور قوم ہوگی، ان کی تعداد بھی بہت ہوگی، فساد بھی بہت کریں گے، دنیا میں جہاں بھی ان کا قبضہ ہوجائے گا وہاں بربادی ہی بربادی کریں گے۔

نیک لوگوں کے ہوتے ہوئے ہلاکت کا آنا

اس خواب والی حدیث میں ایک بات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عجیب ارشاد فرمائی! ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ: حضور! جب ہمارے اندر نیک اور صالح لوگ موجود ہوں گے پھر بھی ہلاکت وبربادی دنیا میں آئے گی؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ہاں! ہلاک ہوسکتے ہیں جب دنیا میں شر زیادہ ہوجائے گا تو اس وقت نیک لوگوں کے ہوتے ہوئے بھی لوگ ہلاک کیے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ آخری دور کے سخت فتنوں سے ہماری حفاظت فرمائے اور عافیت سے اللہ تعالیٰ بڑے بڑے فتنوں کے موقع پر امت کے ایمان واسلام اور جان ومال کی بھی حفاظت فرمائے، آمین۔

ایک بڑا فتنہ اور آنے والا ہے جس کا ذکر قرآن میں بھی موجود ہے اور حدیث میں بھی ہے، اس فتنے کا نام ہے "دابۃ الارض"، یعنی زمین میں سے ایک جانور نکلے گا جو انسانوں سے بات کرے گا یہ بھی قیامت سے پہلے ہونے والا ہے۔

ان شاء اللہ! آئندہ مجلس میں اس کا قصہ تفصیل سے سنائیں گے۔

دابۃ الارض؛ یعنی زمین سے نکلنے والا ایک عجیب جانور

دابۃ الارض کا حلیہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں بڑی عجیب تفصیلات آئی ہیں، فرماتے ہیں کہ: اس جانور کے پیر میں بال ہوں گے، کھڑی ہوگی، ڈاڑھی بھی ہوگی؛ لیکن اس کی دم نہیں ہوگی۔ اتنا بڑا جانور ہوگا کہ تین دن میں چٹان سے اس کے بدن کا تہائی حصہ نکل سکے گا اور پورا باہر نکلنے میں تقریباً نو (۹) دن لگیں گے۔

حضرت ابوزبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

اس جانور کا سر بیل کے سر کی طرح ہوگا۔

اس کی آنکھیں خنزیر کی طرح ہوگی۔

اس کے کان ہاتھی جیسے ہوں گے۔

اس کے سینگ کی جگہ اونٹ کی طرح ہوگی۔

اس کی گردن شتر مرغ کی طرح ہوگی۔

اس کا سینہ شیر جیسا ہوگا۔

اس کا رنگ چیتے جیسا ہوگا۔

اس کی کمر بلی جیسی ہوگی۔

اس کی دم مینڈھے جیسی ہوگی۔

اور ہر دو جوڑ کے درمیان بارہ گز کا فاصلہ ہوگا، ایسا عجیب وغریب بدن والا یہ جانور ہوگا۔ (از تاریخ ابن کثیر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَ مَاکُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَا أَنْ ھَدَانَا اللّٰہُ وَ أَکْمَلَ لَنَا دِیْنَنَا وَ أَتَمَّ عَلَیْنَا نِعَمَہٗ وَ رَضِیَ لَنَا الْاِسْلَامَ دِیْناً، أَشْھَدُ أَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ، وَ أَشْھَدُ أَنَّ سَیِّدَنَا وَ شَفِیْعَنَا وَحَبِیْبَنَا وَ اِمَامَنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ، صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ أَصْحَابِہٖ وَ ذُرِّیَّاتِہٖ وَ أَھْلِ بَیْتِہٖ وَأَھْلِ طَاعَتِہٖ، وَبَارَکَ وَ سَلَّمَ تَسْلِیْمًاکَثِیْراً کَثِیْراً أَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْھِمْ اَخْرَجْنَا لَھُمْ دَآبَّۃً مِّنَ الْاَرْضِ تُکَلِّمُھُمْ ۙ اَنَّ النَّاسَ کَانُوْا بِاٰیٰتِنَا لَا یُوْقِنُوْنَ ﴿۸۲﴾ (النمل)

ترجمہ: اور جب ان لوگوں پر (ہماری) بات پوری ہونے کا وقت آپہنچے گا (یعنی قیامت قریب ہوگی) تو ہم ان کے لیے زمین سے ایک (عجیب) جانور نکالیں گے جو ان سے بات کرے گا ''اس واسطے کہ (کافر) لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں رکھتے تھے''۔ (از تیسیر القرآن)

قیامت کی ایک نشانی ''دابۃ الارض''

قیامت کی علامتوں کے سلسلے میں حدیثوں کا بیان چل رہا ہے، آج کی مجلس میں قیامت کی ایک علامت ''دابۃ الارض'' یعنی زمین سے نکلنے والے ایک جانور کے متعلق احادیث کی روشنی میں کچھ باتیں ذکر کی جاتی ہیں۔

قیامت سے پہلے جانور کے نکلنے پر ایمان رکھنا ضروری ہے

پہلی بات یہ کہ: قیامت سے پہلے اس جانور کا نکلنا یقینی ہے، اس پر ایمان رکھنا ضروری ہے؛ کیوں کہ یہ بات اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں سورۂ نمل کی بیاسی نمبر والی آیت میں بیان فرمائی ہے؛ اس لیے اس کا انکار اپنے ایمان کو خطرے میں ڈالنا ہے۔

آج کے زمانے میں بہت سارے لوگوں کے ذہن سائنس اور ٹیکنولوجی سے اس قدر متأثر ہیں کہ وہ ان جیسی باتوں کو جلدی مانتے نہیں ہیں اور انکار کر دیتے ہیں؛ لہٰذا صاف لفظوں میں سن لیجیے کہ: قیامت سے پہلے ایسے عجیب وغریب جانور کا نکلنا یہ قرآن کی آیت سے ثابت ہے؛ اس لیے جو آدمی اس کا انکار کرے گا اس کا ایمان خطرے میں پڑ جائے گا۔

اس جانور کے متعلق چند سوالات

سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ: یہ جانور کہاں سے نکلے گا؟

دوسرا سوال یہ ہے کہ: کس زمانے میں نکلے گا؟

تیسرا سوال یہ ہے کہ: اس جانور کا جسم کیسا ہوگا؟

چوتھا سوال یہ ہے کہ: اس جانور کے ساتھ کیا کیا چیزیں ہوں گی؟

پانچواں سوال یہ ہے کہ: وہ جانور دنیا میں نکل کر کیا کیا کام کرے گا؟

یہ سب سوالات بڑے عجیب وغریب ہیں، ان کے جوابات قرآنِ کریم اور احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں ترتیب سے آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

یہ جانور کہاں سے نکلے گا؟

یہ جانور کہاں سے نکلے گا؟ اس سلسلے امام المفسرین امام ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں بہت ساری روایتیں نقل فرمائی ہیں۔

پہلی روایت: تین مرتبہ نکلے گا

ابن کثیرؒ نے مسندِ ابوداوٗد طیالسی کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ مروی ہے کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دابۃ الارض کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ: ہ جانور تین مرتبہ نکلے گا:

پہلی مرتبہ وہ کسی دور دراز دیہات میں نکلے گا اور شہروں تک یہ جانور نہیں پہنچے گا اور مکہ والوں کو بھی پتہ نہیں چلے گا۔

پھر ایک لمبی مدت گزر جانے کے بعد دوبارہ وہ جانور ظاہر ہوگا اور اِس مرتبہ تو دنیا میں عام انسانوں کی زبانوں پر اسی کا چرچہ ہوگا کہ: وہ عجیب وغریب جانور۔ جو قیامت کی آخری بڑی نشانیوں میں سے ہے۔نکل آیا۔

پوری دنیا میں اس کی خبر پھیل جائے گی؛ یہاں تک کہ مکہ میں بھی یہ بات مشہور ہوجائے گی اور مکہ کے لوگ بھی اس جانور کو پہچاننے لگیں گے، پھر ایک دن ایسا ہوگا کہ دنیا کے بہت سے مسلمان سب سے زیادہ احترام اور عظمت والی مسجد؛ یعنی کعبۃ اللہ میں ہوں گے اس وقت اچانک لوگوں کو یہ جانور طرف حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے بیچ والی جگہ میں نظر آئے گا۔

حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے بیچ والی جگہ

یہ جگہ؛ یعنی حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے بیچ والی جگہ بڑی عجیب وغریب ہے؛ اس وجہ سے کہ سب سے پہلے اسی جگہ وہ جانور نظر آئے گا اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے ظاہر ہونے کے موقع پر ان کے ہاتھ پر سب سے پہلے ہونے والی بیعت بھی اسی جگہ ہوگی؛ گویا یہ جگہ بڑی اہمیت وعظمت اور برکت والی ہے۔

اس کے سر پر مٹی لگی ہوگی، وہ سر ہلا کر اپنے سر سے مٹی جھاڑ رہا ہوگا، جب لوگ اس جانور کو دیکھیں گے تو ادھر ادھر بھاگنے لگیں گے۔ (از تاریخ ابن کثیر)

آپ تصور کرو کہ: ہم سب حرم میں بیٹھے ہوں، اچانک کوئی جانور نکل آئے تو ہم بھی بھاگیں گے یا نہیں؟

دوسری روایت: مکہ کے کسی جنگل سے نکلے گا

اس جانور کے نکلنے کی جگہ کے بارے میں ایک دوسری حدیث ابن ماجہ شریف میں ہے، حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے ساتھ لے کر مکہ کے پاس ایک جنگل میں تشریف لے گئے، ہم نے وہاں دیکھا کہ ایک سوکھی زمین ہے اور اس زمین کے ارد گرد ریت ہے، حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بریدہ! اسی جگہ سے وہ جانور نکلے گا۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: کئی سالوں کے بعد میں حج کے لیے گیا (یعنی حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد) تو مجھے وہ جگہ میری لکڑی

کے اتنے حصے کے برابر تھی۔ (مطلب ان کا یہ تھا کہ مسلسل اس جگہ میں اضافہ ہوتا جائے گا؛ یہاں تک کہ اس جانور کے کے نکلنے کا وقت آجائے)۔ (از تاریخ ابن کثیر)

اِس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ کے قریب والے کسی جنگل سے یہ جانور نکلے گا، یہ دوسری روایت ہوگئی۔

تیسری روایت: اجیاد محلے کی ایک چٹان سے نکلے گا

ایک تیسری روایت حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ہے، ان سے لوگوں نے سوال کیا کہ: وہ بڑا بھاری جانور کہاں ہے جو قیامت سے پہلے نکلنے والا ہے؟ اور کہاں سے نکلے گا؟

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اجیاد محلے کی ایک چٹان میں وہ جانور ہے۔اجیاد مکہ کا ایک محلہ ہے۔، پھر ارشاد فرمایا کہ: اگر میں اجیاد محلے میں ہوتا تو تم کو وہ چٹان دکھلاتا۔

پھر ارشاد فرمایا کہ: سنو! وہ جانور اس چٹان کے نیچے سے نکل کر سب سے پہلے مشرق کی طرف رُخ کرے گا اور اتنی زور سے وہ آواز نکالے گا کہ اس کی آواز سب جگہ پہنچ جائے گی۔

اندازہ لگاؤ! اس کی آواز کتنی اونچی اور بھاری ہوگی!

پھر وہ ملکِ شام کی طرف رخ کرے گا اور زور سے آواز نکالے گا، پھر یمن کی طرف رخ کرے گا اور آواز نکالے گا، پھر مکہ مکرمہ سے چل کر ''عسفان'' نام کی ایک جگہ پہنچ جائے گا، یہ تیسری روایت ہوگئی۔

چوتھی روایت: سدوم شہر سے نکلے گا

چوتھی روایت یہ ہے کہ: سدوم شہر کے نیچے سے یہ جانور نکلے گا۔

سدوم ایک شہر کا نام ہے جو اس وقت جورڈن میں فلسطین کی بورڈر پر واقع ہے، ایک زمانے میں یہ بہت بڑا شہر تھا، سدوم راجدھانی تھی، اس کے آس پاس عمورہ، صبوبیم، ادمہ وغیرہ تقریباً پانچ بستیاں تھیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مبارک زمانے میں یہ شہر آباد تھا اور وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام دین کی تبلیغ کرتے تھے، وہاں کے لوگوں نے نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ کا زبردست عذاب آیا اور ان پانچوں شہروں کو اللہ تعالیٰ نے پلٹ دیا اور وہ شہر ویران ہو گئے اور ایسے ویران ہوئے کہ آج ہزاروں سال گزر جانے کے بعد بھی وہاں کوئی جاتا ہے تو ڈر لگتا ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی یہاں اللہ کا عذاب آیا ہے، یہ صرف سنی سنائی اور پڑھی ہوئی باتیں نہیں ہیں؛ بلکہ میں خود وہاں گیا ہوں، دل میں عجیب گھبراہٹ اور بے چینی محسوس ہوتی ہے۔

نوٹ: تفصیل کے لیے "دیکھی ہوئی دنیا جلد: ۳، ص: ۱۹۴" ملاحظہ فرمایئے۔

اس جانور کی بھیانک آواز

وہ جانور اتنی زور سے آواز لگائے گا کہ اس کی آواز سب سنیں گے اور اس کی آواز اتنی بھیانک ہوگی کہ:

حمل والی عورتوں کے پیٹ میں سے بچے وقت سے پہلے نکل جائیں گے؛

یعنی حمل گر جائیں گے۔
میٹھا پانی کڑوا ہو جائے گا۔
دوست دشمن بن جائیں گے۔
حکمت جل جائے گی اور علم اٹھ جائے گا۔
گویا دنیا میں جہالت عام ہو جائے گی ایسے دور میں یہ جانور نکلے گا۔
اور نیچے کی زمین بھی انسان سے بولے گی، قرآن میں سورۂ زلزال میں ہے:
يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۝٤ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ۝٥
ترجمہ: اس روز زمین اپنی ساری باتیں (اور خبریں) بتا دے گی ﴿۴﴾ اس لیے کہ تمھارے رب نے اس کو یہی حکم دیا ہوگا۔
زمین کا بولنا تو قرآن سے ثابت ہے، وہ کب بولے گی؟ اس کی تفصیل یہ ہے:
ایک تو قیامت میں بولے گی اور یہ دابۃ الارض کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ جب یہ جانور نکلے گا اس زمانے میں بولے گی۔
ایسے عجیب و غریب حالات دنیا میں آئیں گے، انسان کی وہ تمنائیں ہوں گی جو کبھی پوری نہیں ہوگی۔

کیا اس جانور کے نکلنے کا زمانہ قریب نہیں ہے؟

آپ سوچ لو! کیا اس جانور کے نکلنے کا زمانہ قریب نہیں ہے؟
آج ہم کیسی کیسی تمنائیں کرتے ہیں، ان میں سے بہت سی تمنائیں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ پوری ہوتی ہی نہیں؛ بلکہ پوری ہونے کے لائق بھی نہیں ہوا کرتی۔

عام انسانوں کا حال: انسان ایسی چیزوں کی کوشش کرے گا جو کبھی اس کو حاصل نہ ہوگی۔

آج یہ سب ہو رہا ہے کہ: ایک ہفتے میں کڑور پتی بن جاؤں، ایک سودے میں کڑور پتی بن جاؤں۔

پھر آگے عجیب بات روایت میں ہے کہ: دنیا کی چیزوں کے بارے میں ایسے کام کریں گے جس کو وہ نہیں کھائیں گے۔

بتاؤ! آج لوگ محنت کر کے کتنی دولتیں جمع کرنے کے چکر میں رہتے ہیں؛ لیکن وہ کھانے کو بھی نصیب نہیں ہوتی، وہ دولت کس کام کی جو انسان کو کھانے پینے اور استعمال کرنے کو نصیب نہ ہو؟

اسی طرح جو لوگ سوِز بینک میں کڑوروں روپے رکھتے ہیں ان لوگوں سے پوچھو! ذرا نکال کر استعمال کرو، نکال کر استعمال کرنے کی ان کی طاقت ہے؟

الحمد للہ! ہمارے حضرت شیخ مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیہ کی معیت میں سوزرلینڈ جانا ہوا ہے، دینی بھائیوں نے وہاں کے جو قانون بتلائے ہیں وہ عجیب وغریب ہیں کہ:

یہاں جن کی دولتیں جمع ہیں وہ یہاں آئیں اور یہاں شوپنگ کریں، ہر ایک دولت کو باہر نہیں لے جاسکتے، کچھ مقدار اور شرائط ہیں۔

یہی بات روایت میں ارشاد فرمایا کہ: لوگ ایسی چیزوں کے بارے میں محنت کریں گے اور کمائیں گے جس کو استعمال بھی نہیں کریں گے۔

ایک اور روایت: صفا پہاڑی سے نکلے گا

بعض حدیثوں میں صاف موجود ہے کہ حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے صفا پہاڑ پر اپنی لکڑی مبارک ماری یا کسی صحابی کی روایت میں ہے کہ انھوں نے صفا پہاڑ پر اپنی لکڑی ماری اور ارشاد فرمایا کہ: وہ جانور اندر سے میری لکڑی کی آواز سن رہا ہے۔

روایتوں میں تطبیق

غرض ان تمام حدیثوں کو سامنے رکھ کر اندازہ یہ ہوتا ہے کہ پہلے کسی جنگل سے نکلے گا، پھر مکہ مکرمہ میں صفا پہاڑ کی چٹان سے باہر نکلے گا، پھر ہوسکتا ہے کہ وہ سدوم کی طرف بھی جائے، پھر دنیا کے مختلف علاقوں میں جائے۔

وہ جانور کس زمانے میں نکلے گا؟

دوسرا سوال یہ ہے کہ وہ جانور کس زمانے میں نکلے گا؟

بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے مبارک زمانے میں نکلے گا اور دوسری بعض روایتوں سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انتقال کے بعد دنیا کے بالکل آخری وقت میں نکلے گا۔

ایک روایت کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کعبہ کا طواف کر رہے ہوں گے اسی وقت یہ جانور نکلے گا اور کہتے ہیں کہ: وہ مزدلفہ کی رات ؛یعنی نویں ذی الحجہ اور دسویں ذی الحجہ کے بیچ والی رات ہوگی۔

اسی طرح حدیث میں آتا ہے کہ: وہ زمانہ ایسا ہوگا کہ لوگوں میں بگاڑ، گناہ اور فساد عام ہوگا، لوگ دین کو چھوڑ چکے ہوں گے۔

بعض روایات میں یہ آیا ہے کہ دین کو بدل چکے ہوں گے۔

آج مسلمان بھی دین کو بدلنے کا کام کرتے ہیں، حرام کو حلال، ناجائز کو جائز بتلاتے ہیں۔

اس کا جسم کیسا ہوگا؟

اس کے جسم کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک بڑی دل چسپ روایت ہے، فرماتے ہیں کہ: اس جانور کے بدن پر ہر قسم کے رنگ ہوں گے۔

ہم نے جنگل میں بعض جانور ایسے دیکھے ہیں جن میں دو کلر، تین کلر یا چار کلر ہوتے ہیں؛ لیکن اس جانور کے بدن میں تمام کلر ہوں گے۔

آگے ارشاد فرماتے ہیں کہ: اس کے دونوں سینگوں کے درمیان سوار کے لیے ایک فرسخ (یعنی تقریباً پانچ کلومٹر) جتنا فاصلہ ہوگا۔

اندازہ لگاؤ! وہ جانور کتنا بڑا ہوگا!

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق وہ جانور موٹے نیزے (بھالے) کی طرح ہوگا۔

اس جانور کے جسم کے بارے میں عجیب تفصیلات

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں بڑی عجیب تفصیلات آئی ہیں، فرماتے ہیں کہ:

اس جانور کے پیر میں بال ہوں گے، کھڑی ہوگی، ڈاڑھی بھی ہوگی؛ لیکن اس کی دم نہیں ہوگی۔

اتنا بڑا جانور ہوگا کہ تین دن میں چٹان سے اس کے بدن کا تہائی حصہ نکل سکے گا اور پورا باہر نکلنے میں تقریباً نو (۹) دن لگیں گے۔

اس سے اندازہ لگاؤ کہ یہ کتنا بڑا جانور ہوگا!

وہ جانور تیز گھوڑے کی طرح چلتا ہوگا۔

حضرت ابوزبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

اس جانور کا سر بیل کے سر کی طرح ہوگا۔

اس کی آنکھیں خنزیر کی طرح ہوگی۔

اس کے کان ہاتھی جیسے ہوں گے۔

اس کے سینگ کی جگہ اونٹ کی طرح ہوگی۔

اس کی گردن شترمرغ کی طرح ہوگی۔

اس کا سینہ شیر جیسا ہوگا۔

اس کا رنگ چیتے جیسا ہوگا۔

اس کی کمر بلی جیسی ہوگی۔

اس کی دم مینڈھے جیسی ہوگی۔

اور ہر دو جوڑ کے درمیان بارہ گز کا فاصلہ ہوگا، ایسا عجیب وغریب بدن والا یہ جانور ہوگا۔ (از تاریخ ابن کثیر)

اس جانور کے ساتھ کیا کیا چیزیں ہوں گی؟

ایک روایت میں ہے کہ: وہ جانور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مشہور لکڑی لے کر آئے گا، اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی بھی ساتھ لے کر آئے گا اور اس قسم کی اور عجیب وغریب چیزیں جو دنیا میں پہلے تھیں وہ سب اپنے ساتھ لے کر آئے گا؛ گویا پرانے زمانے کے نبیوں کی برکتی چیزیں۔ جس کا اس وقت ہمیں علم نہیں کہ وہ کہاں ہیں؟ وہ سب۔ اپنے ساتھ لے کر نکلے گا، یہ ابن کثیرؒ نے روایت نقل کی ہے۔

وہ جانور دنیا میں آکر کیا کرے گا؟

وہ جانور پوری دنیا میں چکّر لگائے گا اور ہر ایک انسان پر نشانی لگا دے گا، جس کی وجہ سے ایمان والوں کے چہرے سفید چمکتے ہوئے اور کافروں کے چہرے کالے ہوجائیں گے، کوئی انسان اس جانور سے چھپ نہیں سکے گا، بھاگ بھی نہیں سکے گا، ہر ایک کے پاس وہ جانور پہنچے گا؛ چنانچہ جب ایک آدمی کے پاس وہ جانور پہنچے گا تو اس سے گھبرا کر وہ نماز کی نیت باندھ لے گا تو وہ جانور پیچھے سے آکر کہے گا اب نماز میں کھڑا ہوا؟ اب تک تو نماز کی توفیق نہیں ہوئی تھی؟ پھر اس کی پیشانی پر نشان لگا کر چلا جائے گا۔

کہتے ہیں کہ: کافروں کی ناک پر لکڑی سے مہر لگائے گا اور ایمان والوں کے منہ پر انگوٹھی سے نشان لگائے گا۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: وہ جانور جب نکلے گا تو لوگوں کے ناک پر ایسا داغ لگائے گا کہ سب لوگوں کو

پتہ چلے گا کہ یہ اس جانور کا لگایا ہوا داغ ہے؛ چنانچہ ایک داغ والا آدمی اونٹ خریدنے جائے گا تو کوئی اس کو پوچھے گا کہ: یہ اونٹ تونے کس سے خریدا؟ تو وہ کہے گا کہ: اس آدمی سے جس کی ناک پر داغ لگا ہوا ہے۔

مسلم شریف کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ: دو نشانیاں: ایک سورج کا مغرب سے نکلنا اور جانور کا زمین سے نکلنا، ان میں سے کوئی ایک نشانی پہلے ہوگی اور اس کے بعد قیامت قائم ہو جائے گی۔

ایمان والے اور کافروں کے درمیان اتنا فرق ہو جائے گا کہ:

مؤمن کافر کو کہے گا: اے کافر! میرا حق ادا کر۔

کافر مؤمن کو کہے گا: اے مؤمن! میرا حق ادا کر۔ (از تاریخ ابن کثیر)

وہ جانور انسانوں سے بات کرے گا

یہ جانور انسانوں سے بات کرے گا، قرآن میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ ﴿٨٢﴾

ترجمہ: اور جب ان لوگوں پر (ہماری) بات پوری ہونے کا وقت آپہنچے گا تو ہم ان کے لیے زمین سے ایک (عجیب) جانور نکالیں گے جو ان سے بات کرے گا "اس واسطے کہ (کافر) لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں رکھتے تھے"۔

بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ: ایک انسان دوسرے انسان سے جس طرح بات کرتا ہے ایسی عام بات وہ جانور کرے گا۔

آج دنیا میں بہت سارے جانور ایسے ہیں جو انسانوں کی طرح باتیں کرتے ہیں

دنیا میں کوّے کے قد جیسا ایک پرندہ ہوتا ہے کہ آٹھ سال کے بچے کی عقل جتنی اس کی عقل ہوتی ہے، وہ بولتا بھی ہے، یہ سنی سنائی باتیں نہیں ہیں؛ بلکہ میں نے خود دیکھا ہے اور سنا بھی ہے اور ایسے ایک نہیں، کئی پرندے کینیڈا، ساؤتھ افریقہ میں دیکھے ہیں، بہت مہنگے، دو دو ہزار ڈالر میں بکتے ہیں۔

نیز ان کے کردار بھی عجیب ہوتے ہیں، آپ اگر ان کے گھر جاؤ تو گھر والے کچھ کہیں اس سے پہلے وہ خود ''السلام علیکم'' کہے گا، آپ سے پوچھے گا کہ: چائے پئیں گے یا ٹھنڈا پئیں گے؟

گھر میں انگلش بولنے کا ماحول ہو تو انگلش میں بولے گا، گجراتی بولنے کا ماحول ہو تو گجراتی میں بولے گا اور اردو کا ماحول ہو تو اردو میں بولے گا۔

بیرون ملک کا ایک جگہ عجیب لطیفہ

بیرون ملک میں ایک جگہ عجیب لطیفہ ہو گیا، انڈیا سے ایک مشہور ادارے کے لوگ وہاں چندہ کے لیے گئے ہوئے تھے، ایک مقامی ساتھی ان کو لے کر کسی کے گھر چندے کے لیے گئے، مقامی ساتھی اور جو یہاں سے گئے تھے وہ دونوں سیٹنگ روم میں بیٹھے ہوئے تھے اور میزبان گھر میں چائے پانی لینے گئے ہوئے تھے، یہ دونوں آپس میں بات کر رہے ہیں کہ:

یہ بھائی تو بہت بخیل آدمی ہے، لگتا نہیں ہے کہ کچھ چندہ دے اور اگر دے گا بھی تو پچاس سوڈالر دے کر ہم کو روانہ کر دے گا۔

وہاں ایک پرندہ تھا، ان کو معلوم نہیں تھا کہ وہ پرندہ سب بولتا ہے، سنتا ہے اور یاد رکھتا ہے، وہ بیٹھ کر اس کی غیبت کر رہے ہیں، وہ چائے ناشتہ کر کے چلے گئے، ان کے چلے جانے کے بعد اس پرندے نے اپنے مالک کو ساری باتیں سنادی، اس نے ان لوگوں کو فون کیا اور کہا کہ: تم لوگ میرے خلاف کیا بکواس کر کے گئے؟

اب وہ حیران کہ اس کو کیسے پتہ چلا؟

بعد میں معلوم ہوا کہ آگے والے روم میں جو پرندہ تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو قدرت دے رکھی ہے، اسی نے سب بتادیا۔

یہاں تک تو دنیا پہنچ چکی ہے، اب دابۃ الارض کے نکلنے کا زمانہ قریب ہے۔

''تُكَلِّمُهُمْ'' کی ایک اور تفسیر

''تُكَلِّمُهُمْ'' کی ایک تفسیر ''زخمی کرنے'' کی ہے؛ یعنی وہ جانور لوگوں کے چہروں اور پیشانیوں کو زخمی کرے گا۔

اس وقت دنیا جس انداز سے چل رہی ہے لگتا ایسا ہے کہ وہ زمانہ کوئی زیادہ دور نہیں ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کو قیامت کی نشانیوں پر یقین عطا فرمائے اور ہم سب کو آخرت کی تیاری کی توفیق عطا فرمائے اور قیامت سے پہلے جتنے فتنے آنے والے ہیں ان سب سے ہماری حفاظت فرمائے، آمین۔

نوٹ: اکثر روایات تاریخ ابن کثیر اور تفسیرِ قرطبی سے نقل کی گئی ہیں۔

حمد

تعریف اس خدا کی جس نے جہاں بنایا	کیسی زمیں بنائی ! کیا آسماں بنایا !
پاؤں تلے بچھایا کیا خوب فرشِ خاکی!	اور سر پہ لاجوردی اک سائباں بنایا!
مٹی سے بیل بوٹے کیا خوش نما اگائے!	پہنا کے سبز خلعت ان کو جواں بنایا!
خوش رنگ اور خوشبو گل پھول ہیں کھلائے!	اس خاک کے کھنڈر کو کیا گلستاں بنایا!
میوے لگائے کیا کیا خوش ذائقہ رسیلے!	چکھنے سے جن کے مجھ کو شیریں دہاں بنایا
سورج بنا کے تو نے رونق جہاں کو بخشی	رہنے کو یہ ہمارے اچھا مکاں بنایا
پیاسی زمیں کے منہ میں مینہ کا چوایا پانی	اور بادلوں کو تو نے مینہ کا نشاں بنایا
یہ پیاری پیاری چڑیاں پھرتی ہیں جو چہکتی	قدرت نے تیری ان کو تسبیح خواں بنایا
تنکے اٹھا اٹھا کر لائیں کہاں کہاں سے	کس خوبصورتی سے پھر آشیاں بنایا!
اونچی اڑیں ہوا میں بچوں کو پر نہ بھولیں	ان بے پروں کا ان کو روزی رساں بنایا
کیا دودھ دینے والی گائیں بنائیں تو نے	چڑھنے کو میرے گھوڑا کیا خوش عناں بنایا
رحمت سے تیری کیا کیا ہیں نعمتیں میسر	ان نعمتوں کا مجھ کو ہے قدر داں بنایا
آبِ رواں کے اندر مچھلی بنائی تو نے	مچھلی کے تیرنے کو آبِ رواں بنایا
ہر چیز سے ہے تیری کاری گری ٹپکتی	یہ کارخانہ تو نے کب رائیگاں بنایا؟

دخان؛ یعنی دھوئیں کا نکلنا

اس دھوئیں کی کچھ خاص باتیں

قیامت کے قریب اٹھنے والے دھوئیں کی ایک خاص بات یہ ہوگی کہ:

① آسمان اور زمین کے درمیان جتنی بھی خالی جگہیں ہیں وہ تمام اس دھوئیں کی وجہ سے بھر جائیں گی اور اس کی وجہ سے کوئی چیز بھی انسان نہیں دیکھ پائے گا۔

② یہ دھواں ایمان والوں کے لیے ایک زکام (سردی) کی طرح ہوگا؛ یعنی ایمان والوں کو یہ دھواں بہت معمولی تکلیف پہنچائے گا۔

③ کافروں کے لیے یہ دھواں اتنا خطرناک ہوگا کہ ان کے بدن میں جتنے بھی جوڑ ہوں گے ان سب کو وہ دھواں پھاڑ دے گا اور ان کے دماغوں میں گھس کر ان کو بے ہوش کر ڈالے گا۔

④ یہ دھواں چالیس دن اور چالیس رات تک لگاتار دنیا میں باقی رہے گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ وَ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا
اللّٰهُ وَ أَكْمَلَ لَنَا دِيْنَنَا وَ أَتَمَّ عَلَيْنَا نِعَمَهُ وَ رَضِيَ لَنَا الْإِسْلَامَ دِيْناً، أَشْهدُ
أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَه لَا شَرِيْكَ لَهُ ، وَ أَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَ شَفِيْعَنَا وَحَبِيْبَنَا
وَ إِمَامَنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُه وَ رَسُوْلُهُ ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى
عَلَيْهِ وَ عَلٰى اٰلِهِ وَ أَصْحَابِهِ وَ ذُرِّيَّاتِه وَ أَهْلِ بَيْتِهِ وَأَهْلِ طَاعَتِهِ ، وَبَارَكَ وَ
سَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْراً كَثِيْراً أَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥
حٰمٓ ① وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ② اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا
مُنْذِرِيْنَ ③ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ④ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ؕ اِنَّا كُنَّا
مُرْسِلِيْنَ ⑤ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ⑥ رَبِّ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۘ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ⑦ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ
رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ⑧ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ ⑨ فَارْتَقِبْ يَوْمَ
تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ⑩ يَّغْشَى النَّاسَ ؕ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ⑪

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

خم ﴿۱﴾ قسم ہے اس کتاب کی جو (حق کو) واضح (یعنی ظاہر) کرنے والی ہے ﴿۲﴾ یقیناً ہم نے اس (قرآن) کو ایک مبارک رات (یعنی شبِ قدر) میں اتارا ہے؛ (کیوں کہ) ہم ہی (لوگوں کو) خبر دار کرنے والے تھے ﴿۳﴾ اس (رات) میں ہر

حکیمانہ کام ہمارے حکم سے طے کردیا جاتا ہے ﴿۴﴾ یقیناً ہم ہی (نبی محمد ﷺ کو) بھیجنے والے ہیں ﴿۵﴾ تمھارے رب کی (طرف سے جو) رحمت (ہوتی ہے اس کی وجہ) سے، یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) باتوں کو سننے والے، بڑے جاننے والے ہیں ﴿۶﴾ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہیں ان کے رب ہیں، اگر تم واقعی یقین کرتے ہو ﴿۷﴾ اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہی زندگی دیتے ہیں اور وہی موت دیتے ہیں، تمھارے بھی رب ہیں اور تمھارے اگلے باپ دادوں کے بھی رب ہیں۔

سورۂ دخان کی فضیلت

یہ آیات پچیسویں پارے میں سورۂ دخان کی ہیں، اس سورت کی فضیلت یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

مَنْ قَرَءَ الدُّخَانَ فِيْ لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ غُفِرَ لَهُ .(الترمذي)

ترجمہ: جو آدمی جمعہ کی رات میں سورۂ دخان پڑھتا ہے تو صبح تک میں اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔

دوسری فضیلت بھی بڑی پیاری ہے، حدیث میں آتا ہے کہ:

عن ابي أُمامة الباهِلي رضي الله عنه، قال رسولُ الله ﷺ : من قرء حم الدخان في ليلة الجمعة أو يوم الجمعة بَنٰى اللهُ له بيتاً في الجنة .

(الترغيب والرهيب)

جو آدمی جمعہ کی رات میں سورۂ دخان پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لیے ایک گھر بناتے ہیں۔

دخان کس کو کہتے ہیں؟

دخان کے معنیٰ آتا ہے: دھواں، اس سورت میں دخان یعنی دھواں کا ذکر آیا ہے۔ اس سے مراد کونسا دھواں ہے؟ اس سلسلہ میں الگ الگ روایتیں ہیں۔

اس دھوئیں کے بارے میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم رائیں:

(۱) یہ دھواں ظاہر ہو چکا ہے

بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ: یہ دھواں حضرت نبیٔ کریم ﷺ کے زمانے میں ظاہر ہو چکا، جب قریش کے کافروں نے بہت سختی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات ماننے سے انکار کیا تو ان پر قحط سالی مسلط کر دی گئی جس کی وجہ سے وہ اتنے کمزور ہو گئے کہ جب بھی آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھتے تو کمزوری کی وجہ سے آنکھوں کے سامنے ایک بادل اور دھواں سا نظر آتا۔

انسان جب بھوکا ہوتا ہے تو بدن میں کمزوری آتی ہے اور آنکھ میں بھی کمزوری آتی ہے اور جب آنکھ میں کمزوری آتی ہے اور آدمی آسمان کی طرف دیکھتا ہے تو صاف نظر نہیں آتا، ایسا لگتا ہے کہ دھواں ہے، حقیقت میں وہ دھواں نہیں ہوتا؛ لیکن کمزوری کی وجہ سے ایسا لگتا ہے۔

كما وردَ في الحديث عن مسروق قال: كنَّا جلوسًا عندَ عبدالله وهو مضطجعٌ بينَنا فأتاه رجلٌ فقال : يا ابا عبد الرحمن !إنَّ قاصًّا يقصُّ عندَ أبوابِ كِندةَ و يزعمُ أنَّ آيةَ الدُّخانِ تجيء فتأخذُ

بأنفَاسِ الكفارِ ويأخذُ المؤمِنينَ منهُ كهيئةِ الزُّكام فجلسَ عبد الله و هو غضبَانُ فقالَ : يا أيُّهَا الناسُ ! اتقوا الله ، من علمَ منكُم شَيئًا فليقُلْ بما يعلم ومن لم يعلمْ فليقُل : الله أعلمُ ؛ فإنَّهُ أعلمُ لأحدِكم أنْ يَقول لمَا لا يعلمُ : اللهُ أعلمُ ؛ فإن الله -عز و جلَّ- قال لنَبيِّه -صلَّى اللهُ عَليه وسلَّم-: "قُلْ مَا اَسْاَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ"، إنّ رسُولَ الله -صلَّى اللهُ عليه وسلَّم- لمَّا رأى مِنَ الناسِ إدبارًا قالَ: "اللَّهمّ سَبعًا كسَبعِ يوسُفَ"، قال : فأخَذتهم سنةٌ حصّت كل شيء حتَّى أكلُوا الجلود و الميتةَ و يَنظرُ أحدُهُم إلى السَّماءِ فيرى كَهيئةِ الدخانِ فاتاه أبو سُفيانَ فقالَ : يا محمَّد ! إنَّكَ جئتَ تأمرُ بطَاعةِ اللهِ وبصلَةِ الرَّحم وإنَّ قومَكَ قد هلَكُوا فادْعُ اللهَ لهم . قال اللهُ -جلَّ وعلا-: "فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ"، إلى قولِه : (انكم عائدون) ، قال : أفَيُكشفُ عذابُ الآخرة ؟ (يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى إِنَّا مُنْتَقِمُونَ) ، فالبَطشةُ يومُ بدرٍ ، وقد مضت آيَة الدُّخان والبَطشةُ واللِّزامُ و آيةُ الرُّومِ" . (رواه البخاري والمسلم واللفظ للمسلم)

ترجمہ: حضرت مسروقؒ فرماتے ہیں کہ: ہم عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور آپ ہمارے درمیان لیٹے ہوئے تھے کہ آپ کے پاس ایک آدمی نے آکر کہا کہ: اے ابو عبد الرحمن! ایک شخص ''کندہ'' کے دروازوں کے پاس بیٹھ کر بیان کررہا ہے اور گمان کررہا ہے کہ: قرآن میں جو دھوئیں کی آیت ہے وہ دھواں آنے

والا ہے؛ سو وہ دھواں کافروں کی سانسوں کو روک لے گا اور مؤمنوں کو اس کی وجہ سے زکام کی طرح ہو جائے گا۔

(یہ سن کر) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ غصے میں اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: اے لوگو! اللہ سے ڈرو! تم میں سے جو شخص کچھ جانتا ہو تو وہ اپنے علم کے مطابق بیان کرے اور جسے معلوم نہ ہو اسے صرف یہ کہنا چاہیے ''اللہ ہی زیادہ جاننے والے ہیں''؛ اس لیے کہ تم میں سب سے بڑا عالم وہی ہے جو جس بات کو نہ جانتا ہو اس کے بارے میں کہے: اللہ ہی بہتر جانتے ہیں؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی سے فرمایا کہ: (اے نبی!) تم (ان سے) کہو: میں تم سے اس (دعوت کے کام) پر کوئی بدلہ نہیں مانگتا ہوں اور میں بناوٹ کرنے والے لوگوں میں سے بھی نہیں ہوں۔

(سنو! میں تمھیں اس آیت کا صحیح مطلب بتاتا ہوں) جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (مکہ کے) لوگوں کی (اسلام سے) روگردانی دیکھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے خلاف بد دعا فرمائی کہ: اے اللہ! ان پر اسی طرح (سات سالہ) قحط اتار جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں قحط اتارا تھا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: پھر ان پر ایک قحط آیا جس نے ان کی ہر چیز کو ہلاک کر دیا؛ یہاں تک کہ بھوک کی وجہ سے ہڈیاں اور مردار کھانے لگے اور (زیادہ بھوک کی وجہ سے ان کا حال یہ ہو گیا کہ) ان میں سے جو کوئی آسمان کی طرف نظر کرتا تھا تو دھواں جیسا دکھائی دیتا تھا۔

اس کے بعد ابو سفیان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا کہ: اے محمد! آپ تو اللہ کی اطاعت اور صلہ رحمی کرنے کا حکم دینے کے لیے تشریف لائے ہیں اور آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے، آپ اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے دعا فرمائیے۔

(چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی) (اسی کا بیان اس آیت میں ہے) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ.

ترجمہ: لہذا تم (اے نبی!) اس دن کا انتظار کرو جب آسمان سے ایک کھلا ہوا (یعنی نظر آنے والا) دھواں ظاہر ہوگا۔ باری تعالیٰ کا فرمان ''انکم عائدون'' تک۔ تو انھوں نے کہا کہ: کیا آخرت کا عذاب دور کیا جا سکتا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جس دن ہم پکڑیں گے بڑی پکڑ کے ساتھ، بے شک ہم بدلہ لینے والے ہوں گے۔ پس اس پکڑ سے مراد بدر کے دن کی پکڑ ہے اور دھوئیں، پکڑ، لزام اور روم کی نشانیاں گزر چکی ہیں۔

(۲) قیامت کے قریب ظاہر ہوگا

دوسری طرف حضرت عبداللہ ابن عباس، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عمر اور بہت سارے صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین یہ کہتے ہیں کہ:

وہ دھواں مراد ہے جو قیامت سے پہلے ظاہر ہوگا اور قیامت کی آخری علامتوں میں سے ہوگا، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے:

عن حذيفة بن أسيد الغفاري رضي الله عنه قال : اِطَّلَعَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ السَّاعَةَ فَقَالَ : مَا تَذَاكَرُوْنَ ؟ قُلْنَا : نَذْكُرُ السَّاعَةَ ، قَالَ : إِنَّهَا لَنْ تَقُوْمَ حَتّٰى تَرَوْا قَبْلَهَا عَشْرَ اٰيَاتٍ فَذَكَرَ الدُّخَانَ وَ الدَّجَّالَ وَ الدَّابَّةَ . (المسلم)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ایک مرتبہ ہم آپس میں قیامت کا

تذکرہ کر رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ: آپ لوگ کس چیز کا تذکرہ کر رہے ہیں؟ ہم نے کہا کہ: ہم قیامت کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم دس نشانیوں کو دیکھ نہ لو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دھوئیں اور دجال اور جانور کا ذکر فرمایا۔

اِس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ دھواں قیامت کے قریب ظاہر ہوگا۔

(۳) دھوئیں دو ہیں

بعض حضرات کا خیال ہے کہ: دھوئیں کے دو حصے ہیں، ایک حصہ وہ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں گذر گیا اور دوسرا حصہ وہ ہے جو قیامت کے قریب ظاہر ہوگا۔

وقد ذهب بعض العلماء إلى الجمع بين هذه الآثار بأن قالوا: هما دخانان : ظهر أحدهما و بقي الآخر الذي سيقع في آخر الزمان فأما الآية الأولى التي ظهرت فهي ما كانت قريش تراه كهيئة الدخان وهذا الدخان غير الدخان الحقيقي الذي يكون عند ظهور الآيات التي هي من أشراط الساعة . قال القرطبي -رحمه الله- : قال مجاهد: كان ابن مسعود يقول: هما دخانان قد مضى أحدهما، والذي بقي يملأ ما بين السماء والأرض ولا يجد المؤمن إلا كالزكمة وأما الكافر فتثقب مسامعه. (التذكرة للقرطبي)

ترجمہ: اور بعض علما ان حدیثوں کے درمیان جوڑ بیان کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ: دو دھوئیں ہیں، ان میں سے ایک ظاہر ہوگیا اور دوسرا باقی ہے جو آخری زمانے

میں ظاہر ہوگا، سو وہ پہلی نشانی جو ظاہر ہو چکی وہ قریش نے دھوئیں کی شکل میں دیکھا تھا اور یہ دھواں اس حقیقی دھوئیں کے علاوہ تھا جو قیامت کی آخری علامتوں میں سے ہوگا۔

امام قرطبیؒ امام مجاہدؒ سے نقل فرماتے ہیں کہ: حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ: دو دھوئیں ہیں، ان میں سے ایک گزر گیا اور وہ جو باقی ہے وہ آسمان اور زمین کے درمیان کی خالی جگہ کو بھر دے گا اور مؤمن کے لیے زکام کی طرح ہوگا اور کافروں کے بدن کے ایک ایک حصے میں داخل ہو جائے گا۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پوری رات نیند نہیں آئی

عن عبد الله بن أبي مليكة قال: غدوت على ابن عباس رضي الله عنهما ذات يوم فقال : ما نمت البارحة حتى أصبحت ، قلت: لم ؟ قال : قالوا : طلع الكوكب ذو الذنب ، فخشيت أن يكون الدخان قد طرق ، فما نمت حتى أصبحت . (أخرجه ابن جرير في تفسيره وذكره ابن كثير في تفسيره)

حضرت عبد اللہ بن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ: ایک دن میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس گیا تو انھوں نے مجھے کہا کہ: آج رات بھر میں سو نہیں سکا اور صبح ہو گئی۔

میں نے پوچھا کہ: آپ کو کیوں نیند نہیں آئی؟

آپ رضی اللہ عنہ ارشاد فرمایا کہ: لوگوں نے مجھے بتایا کہ دُم والا ستارہ آج آسمان پر

طلوع ہوا، مجھے یہ خطرہ ہوا کہ کہیں وہ دھواں نہ آ گیا ہو؛ یعنی وہ دھواں جو قیامت کی نشانی ہے، بس! اس خیال میں آج پوری رات مجھے نیند نہیں آئی۔

اس کا اندازہ لگاؤ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم قیامت سے کتنے ڈرتے ہوں گے!

اللہ تعالیٰ ہمیں قیامت کی ایسی فکر عطا فرمائے، آمین۔

وہ دھواں پوری دنیا میں پھیل جائے گا

وہ دھواں کیسا ہوگا؟

حضرت حذیفہ ابن الیمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ: دخان کیا چیز ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی (یوم تاتی السما الخ) اور پھر فرمایا:

یملأ ما بین المشرق والمغرب ، یمکث اربعین یوما و لیلة ، أما المؤمن فیصیبه منه کهیئة الزکام و أما الکافر فیکون بمنزلة السکران یخرج من منخریه و أذنیه و دبره .(تفسیر الطبری)

ترجمہ: وہ دھواں آسمان اور زمین کے درمیان کی خالی جگہ کو بھر دے گا، چالیس دن اور رات رہے گا، مؤمن کے لیے زکام کی طرح ہوگا اور کافر نشے کی حالت جیسا ہو جائے گا اور اس کے ناک، کان اور پیچھے کی جگہ سے نکلے گا۔

قیامت کے قریب اٹھنے والے دھوئیں کی ایک خاص بات یہ ہوگی کہ آسمان اور زمین کے درمیان جتنی بھی خالی جگہیں ہیں وہ تمام اس دھوئیں کی وجہ سے بھر جائیں گی اور اس کی وجہ سے کوئی چیز بھی انسان نہیں دیکھ پائے گا۔

جیسا کہ آپ کو اس بات کا خوب تجربہ ہوا ہوگا کہ سردیوں کے موسم میں جب شبنم (دھند) گرتی ہے تو وہ اتنی خطرناک ہوتی ہے کہ آہستہ آہستہ بھی گاڑیاں چلانا مشکل ہوجاتا ہے، ہوائی جہاز اور ٹرینیں رکوادینی پڑتی ہیں۔

وہ دھواں ایمان والوں کے لیے زکام کے مانند ہوگا

دوسری بات حدیث سے یہ معلوم ہوئی کہ: یہ دھواں ایمان والوں کے لیے ایک زکام (سردی) کی طرح ہوگا؛ یعنی ایمان والوں کو یہ دھواں بہت معمولی تکلیف پہنچائے گا، زیادہ تکلیف نہیں پہنچائے گا۔

یہ ایک عجیب بات ہے کہ قیامت کی جتنی بھی خطرناک نشانیاں ہیں ان کو اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے حق میں آسان بنادیں گے۔

وہ دھواں کافروں کے لیے خطرناک ہوگا

تیسری بات یہ کہ: کافروں کے لیے یہ دھواں بڑا خطرناک اور بہت ہی سخت ہوگا، اتنا خطرناک ہوگا کہ ان کے بدن میں جتنے بھی جوڑ ہوں گے ان سب کو وہ دھواں پھاڑ دے گا۔

اسی وقت اللہ تعالیٰ یمن کی طرف سے ایک جنوبی ہوا چلائیں گے جو ہر ایمان والے کی روح قبض کرنے کا ذریعہ بنے گی۔

جب یہ ہوا یمن کی طرف سے چلے گی تو پوری دنیا میں جتنے بھی ایمان والے ہوں گے ان سب کا انتقال ہوجائے گا اور زمین پر صرف کافر، بدمعاش اور ظالم لوگ رہیں گے اور انھیں لوگوں پر اللہ تعالیٰ قیامت قائم فرمائیں گے:

لا تقوم الساعة حتى لا يُقالَ فى الأرض:الله الله.(مسلم ۱/۸۴)

یعنی قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک روئے زمین پر اللہ کا نام لیا جاتا رہے گا۔اور دوسری روایت میں ہے:

لا تقوم الساعة إلّا على شرارِ الناس .(المسلم:باب قرب الساعة)

جب تک ایک ایمان والا زندہ رہے گا قیامت نہیں آئے گی

اِس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ زمین پر جب تک ایک بھی ایمان والا رہے گا، اللہ اللہ کہنے والا رہے گا اس وقت تک اللہ تعالیٰ قیامت قائم نہیں فرمائیں گے۔

اس لیے ہم ان حکومت والوں کو کہتے ہیں کہ:

یہ جو اللہ اللہ کہتے ہیں ان کو کہنے دو!

ان کو قرآن پڑھانے دو!

ان کا وجود، ان کا قرآن پڑھنا، پڑھانا، ان کا حدیث پڑھنا یہ تو قیامت کو روکنے والی چیز ہے، جس دن یہ نہیں رہیں گے دنیا میں قیامت آجائے گی اور اس پوری دنیا کو اللہ تعالیٰ ختم کردیں گے۔

مسلمانوں کے لیے چھینک کی طرح اور کافروں کے لیے!!!

ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ: یہ دھواں اتنا خطرناک ہوگا کہ تمام انسانوں کو گھیر لے گا، کوئی انسان اس دھوئیں سے بچنے والا نہیں ہے؛ البتہ مؤمن کے لیے اتنا ہلکا ہوگا کہ ان کو صرف نزلے کی چھینک معلوم ہوگی۔اور کافر اور منافق کے لیے بہت سخت ہوگا؛ چنانچہ وہ ان کے دماغوں میں گھس جائے گا اور ان کو بے ہوش کر ڈالے گا۔

ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ: مشرق سے مغرب تک پوری دنیا میں یہ دھواں چھا جائے گا اور چالیس دن اور چالیس رات تک لگا تار یہ دھواں دنیا میں باقی رہے گا، ایک دو گھنٹے کا مسئلہ نہیں ہے؛ بلکہ چالیس دن اور چالیس راتیں لگا تار یہ دھواں پوری دنیا میں باقی رہے گا۔

کافروں کے بدن کا پھولنا

ایک اور حدیث میں ہے:

قال النبي ﷺ: إن ربكم أنذركم ثلاثا : الدخان يأخذ المؤمن كالزكمة ويأخذ الكافر فينتفخ حتى يخرج من كل مسمع منه ، و الثانية : الدابة ، و الثالثة : الدجال . (أخرجه ابن جرير في تفسيره عن أبي مالك الأشعري و ذكره ابن كثير في تفسيره وقال: رواه ابن جرير الطبري وإسناده جيد)

ترجمہ: حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: تمھارے رب نے تمھیں تین چیزوں سے ڈرایا:

① دھواں جو مؤمن کو زکام کر دے گا اور کافر کا پورا بدن پھلا دے گا؛ یہاں تک کہ اس کے روئیں روئیں سے دھواں اٹھے گا۔

② جانور (جو زمین سے نکلے گا)

③ دجال) کا نکلنا۔

بہر حال! ایسا خطرناک دھواں دنیا میں آنے والا ہے اور یہ بھی قیامت کے قریب کی بڑی نشانیوں میں سے ہوگا۔

آگ کا نکلنا

اقتباس

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ: اور ایک آگ عدن کے ایک گاؤں ''ابین'' کے کنویں سے ظاہر ہوگی جو لوگوں کو محشر کی طرف ہانک کر لے جائے گی، جہاں لوگ رات گزاریں گے وہ آگ ان کے ساتھ رات گزارے گی اور جب لوگ قیلولہ کریں گے تو وہ آگ بھی ان کے ساتھ قیلولہ کرے گی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں کو قیامت کے میدان میں تین طریقے سے لایا جائے گا: بعض لوگ خوشی خوشی آئیں گے اور کچھ لوگ ایک اونٹ پر دو دو، تین تین، چار چار، دس دس بیٹھ کر آئیں گے اور کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کو آگ لائے گی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی.اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ ۚ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ ؕ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ۟﴿۳۴﴾

ترجمہ: یقیناً قیامت کی خبر تو اس (اللہ تعالیٰ ہی) کے پاس ہے اور وہ بارش برساتے ہیں اور (ماؤں کے) پیٹوں میں جو کچھ بھی ہے اس کو وہی جانتے ہیں اور کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ وہ خود کل کیا (عمل) کرے گا اور کسی شخص کو یہ معلوم نہیں کہ کس زمین پر اس کی موت آئے گی، یقیناً اللہ تعالیٰ بڑے جاننے والے (ہر چیز کی) پوری خبر رکھتے ہیں۔

قیامت کی ایک بڑی نشانی آگ کا نکلنا

قیامت کے قریب کی جو بڑی بڑی نشانیاں ہیں اس کے متعلق حدیثوں کا سلسلہ چل رہا ہے، قیامت کی آخری اور بڑی نشانیوں میں سے ایک بڑی خطرناک نشانی ''آگ کا نکلنا'' ہے، یہ بالکل آخری زمانے میں ہونے والی عجیب وغریب نشانی ہے، اس کے متعلق بخاری شریف میں ایک لمبی حدیث ہے جو اس سے پہلے آپ حضرات کو سنائی تھی؛ چوں کہ اس کا تعلق اِس نشانی سے ہے؛ اس لیے مختصراً اس حدیث کو پہلے آپ کی خدمت میں سنا دیتا ہوں۔

حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تین سوال

حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ جو پہلے بہت بڑے یہودی عالم تھے، پھر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے انھوں نے اسلام قبول کرلیا، انھوں نے جب اسلام قبول کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انھوں نے تین سوال کیے اور کہا کہ: اگر آپ واقعتاً سچے نبی ہیں تو میرے سوال کے جواب دے پائیں گے۔

ایک سوال: قیامت کی سب سے پہلی نشانی کیا ہوگی؟

ان تین سوال میں ایک سوال یہ تھا کہ:

قال عبد الله بن سلام رضي الله عنه: إني سائلك عن ثلاث لا يعلمهن إلا نبي ، ما أول أشراط الساعة ؟ (البخاري)

قیامت کی سب سے پہلی نشانی کیا ہوگی؟

قال النبي صلى الله عليه وسلم : أما أول أشراط الساعة فنار تحشرهم من المشرق إلى المغرب .(البخاري)

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو جواب میں کہا کہ: مشرق کی طرف سے ایک بھیانک آگ نکلے گی اور لوگوں کو بھگائے گی اور مغرب کے علاقوں میں لے جا کر اکٹھا کردے گی۔

دوسری حدیث سے وضاحت ہوتی ہے کہ مغرب سے مراد ملکِ شام کا علاقہ ہے، جس کے ایک حصے کو فلسطین کہتے ہیں، اس علاقے میں دنیا کے انسانوں کو لے جا کر وہ آگ اکٹھا کردے گی۔

یہ قیامت کے آخری زمانے کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

حجاز سے نکلنے والی آگ

اب ایک آگ جس کے متعلق حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا اس کے بارے میں بخاری شریف کی ایک حدیث سنیے، ارشاد فرمایا کہ: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ حجاز سے ایک آگ نکلے گی۔

حجاز موجودہ سعودی عرب کے ایک صوبے کا نام ہے؛ جیسے گجرات ایک صوبہ ہے، اس حجاز صوبے میں مکہ، مدینہ آتا ہے۔

توحضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

عن ابي هريرة رضي الله عنه قال : قال النبي ﷺ :لا تقوم الساعة حتى تخرج نار من ارض الحجاز تضيء اعناقَ الابل ببصرىٰ . (البخاري)

قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ حجاز کی زمین سے ایک آگ نہ نکلے جو بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں روشن کردے گی۔ بصریٰ ملکِ شام کے ایک شہر کا نام ہے۔

مدینہ میں حرّہ نامی جگہ سے یہ آگ نکل چکی ہے

حدیث میں یہ جو آگ کا ذکر آیا ہے تو اس کے بارے میں بہت سارے حضرات کا کہنا ہے کہ وہ آگ نکل چکی ہے۔

۳/ جمادی الاخریٰ ۶۵۴ھ میں بدھ کی رات تھی، مدینہ منورہ کے لوگوں نے ایک بھیانک، خطرناک اور ڈرانے والی آواز سنی، پھر زلزلہ آیا، مدینہ کے مکانوں کی دیوار

اور چھت اور لکڑیاں سب جلنے لگیں، بدھ سے یہ سلسلہ شروع ہوکر جمعہ تک جاری رہا۔

مدینہ میں ایک جگہ ہے جس کا نام ''حرّہ'' ہے، اسی حرّہ کے قریب حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک زمانے میں بنوقریظہ کے یہودیوں کا ایک قلعہ تھا۔

اسی حرّہ نامی جگہ سے ایک خطرناک آگ نکلی، وہ اتنی خطرناک آگ تھی کہ مدینہ کی عورتیں اس آگ کی روشنی میں بیٹھ کر سوت کاتنے کا کام کرتی تھیں؛ یعنی دھاگے بنانے کا کام کرتی تھیں؛ حالاں کہ چھوٹے چھوٹے دھاگوں کو پیرونے کے لیے تو بہت روشنی اور لائٹ چاہیے، اندازہ لگاؤ! یہ آگ کتنی بھیانک اور کتنی خطرناک ہوگی!

وہ آگ ایسی بھیانک تھی کہ مدینہ والے یوں کہہ رہے تھے کہ: ہم کو ایسا لگ رہا تھا کہ وہ آگ ہمارے بالکل قریب ہے۔

دور دور تک اس آگ کی روشنی پھیلی اور لوگوں کو اس میں اونٹ کی گردنیں چمکتی ہوئی نظر آئیں۔ (ابن کثیر وقرطبی)

بہرحال! حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حجاز سے نکلنے والی اس آگ کے متعلق جو حدیث میں فرمایا تھا تو بہت سے حضرات کہتے ہیں کہ: وہ آگ تو نکل چکی ہے، اب ایک آخری آگ نکلنے والی ہے۔

آخری زمانے میں یمن سے نکلنے والی آگ

مسلم شریف میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی روایت ہے، اس میں ہے کہ:

ونار تخرج من قعر عدن ابين تسوق الناس الى المحشر تبيت معهم اذا باتوا وتقيل معهم اذا قالوا . (المسلم والترمذي)

ترجمہ: اور ایک آگ عدن کے ایک گاؤں ''ابین'' کے کنویں سے ظاہر ہوگی جو لوگوں کو محشر کی طرف ہانک کر لے جائے گی، جہاں لوگ رات گزاریں گے وہ آگ ان کے ساتھ رات گزارے گی اور جب لوگ قیلولہ کریں گے تو وہ آگ بھی ان کے ساتھ قیلولہ کرے گی۔

اس وقت ایک بھی اللہ اللہ کہنے والا نہیں ہوگا

یہ آگ اتنی بھاری ہوگی کہ وہ انسانوں کو بھگائے گی اور اس وقت زمانہ اتنا خطرناک ہوگا کہ حدیث میں آتا ہے کہ پوری زمین پر ایک انسان بھی اللہ اللہ کہنے والا نہیں ہوگا؛ گویا دنیا کے ختم ہونے کے بالکل آخری دن ہوں گے۔

اس زمانے میں لوگ رہنے کے لیے شام کی طرف نکل جائیں گے؛ اس لیے کہ پوری دنیا میں مہنگائی ہوگی اور فلسطین اور شام کے علاقوں میں مہنگائی نہیں ہوگی اور وہاں بڑا امن کا ماحول ہوگا۔

وہ آگ سب کو قیامت کے میدان کی طرف لے جائے گی

بہر حال! یہ آگ یمن سے نکلے گی اور لوگوں کو بھگانے کا کام کرے گی؛ اس لیے کہ انسان کی طبیعت ہے کہ کوئی بھی خطرے والی چیز نظر آتی ہے تو وہ اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرتا ہے اور یہ تو اتنی بڑی آگ ہوگی کہ آسمان تک خوب اونچی ہوگی، ظاہر بات ہے کہ ہر انسان کو اپنی جان بچانے کی فکر ہوگی اور تمام انسان آگ کی وجہ سے بھاگیں گے۔

لوگ جب اس آگ سے بھاگتے بھاگتے تھک جائیں گے اور تھوڑی دیر

آرام کرنے کے لیے کسی جگہ رُکیں گے تو آگ بھی رک جائے گی، پھر آرام کر کے لوگ تیار ہو جائیں گے تو پھر آگ لوگوں کو چلائے گی، اور ان کو جہاں قیامت کا میدان قائم ہونے والا وہاں لے جائے گی اور وہاں لے جا کر لوگوں کو جمع کر دے گی۔

قیامت کا میدان کہاں ہوگا؟

یاد رکھو! قیامت کا میدان فلسطین میں مسجدِ اقصیٰ کے اطراف میں قائم ہوگا۔

بیت المقدس کا پورا علاقہ قیامت کا میدان ہوگا، وہاں باقاعدہ نشانات بھی بنے ہوئے ہیں کہ اس جگہ نبیوں کی روحیں ہوں گی، اس جگہ شہیدوں کی روحیں ہوں گی، اس جگہ امت کے عام لوگوں کی روحیں ہوں گی، ایسے نشانات بھی بنے ہوئے ہیں۔

پھر کچھ آگے جاتے ہیں تو ایک جگہ آتی ہے، کہا جاتا ہے کہ: قیامت کے دن یہاں گنہگاروں اور کافروں کی روحیں ہوں گی۔

ایک روایت: حضر موت سے آگ نکلے گی

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک روایت یہ ہے کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: قیامت سے پہلے حضر موت کے سمندر سے یا حضر موت شہر سے ایک آگ نکلے گی۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ: حضور! آپ ہمیں کس بات کا حکم دیتے ہیں؟ یعنی اگر آگ نکلے تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ایسے وقت تم ملکِ شام رہنے کے لیے چلے جانا۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں:

أَنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قال : سَتَخْرُجُ نَارٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ أَوْ مِنْ نَحْوِ بَحْرِ حَضْرَمَوْتَ قَبْلَ يَوْمِ القِيَامَةِ ، تَحْشُرُ النَّاسَ . قَالُوا : يَا رَسُولَ اللهِ ، فَمَا تَأْمُرُنَا ؟ قَالَ : عَلَيْكُمْ بِالشَّامِ . (أخرجه الترمذي)

اس زمانے میں عرب بہت کم ہوں گے

ایک حدیث میں تو ایک عجیب بات آئی ہے، بڑا ڈر لگتا ہے، وہ یہ کہ: اس آخری زمانے میں عرب بہت کم ہوں گے۔

فَقَالَتْ أُمُّ شَرِيكٍ رضی اللہ عنہا: يَا رَسُولَ اللهِ ! فَأَيْنَ الْعَرَبُ يَوْمَئِذٍ ؟ قَالَ: هُمْ يَوْمَئِذٍ قَلِيلٌ ، وَجُلُّهُمْ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ، وَإِمَامُهُمْ رَجُلٌ صَالِحٌ .

ترجمہ: حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ: اللہ کے رسول! اس دن عرب کہاں ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس روز عرب بہت کم ہوں گے اور ان میں سے اکثر بیت المقدس میں ایک صالح امام کے ماتحت ہوں گے۔ (ابن ماجۃ)

آج بھی آپ مکہ مکرمہ میں، سعودیہ میں دیکھ لو، اصلی عرب بہت کم ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کی اولاد بہت کم ہیں۔ یہ تو سو، دوسو، تین سو سال پہلے جو وہاں جا کر بس گئے، اس میں اپنے انڈیا کے بھی ہیں، پاکستان کے بھی ہیں، بنگال کے بھی ہیں، برما کے بھی ہیں، وہ سعودی بن گئے، وہ اصلی عرب نہیں ہیں، سعودی ہونا الگ ہے اور عرب ہونا الگ ہے، دونوں میں فرق ہے، سعودی کا مطلب اس ملک کی نیشنالٹی مل گئی، اور عرب جو اصلاً عرب کے رہنے والے اور وہ اِس وقت مکہ، مدینہ میں بہت کم ہیں۔

بہر حال! حدیث میں آتا ہے کہ عرب اس زمانے میں بہت کم ہوں گے اور

جوتھوڑے بہت عرب ہوں گے وہ مسجدِ اقصیٰ کے اردگرد رہتے ہوں گے۔

حدیث میں آخری زمانے میں جو بڑی بڑی جنگوں کی باتیں آتی ہیں تو لگتا ایسا ہے کہ اس میں زیادہ سے زیادہ عرب لوگ کام آئیں گے، ان کی جانیں جائیں گی؛ اس لیے ان کی تعداد بہت معمولی اور کم رہ جائے گی۔

عرب لوگ امت کا پٹرول

عالمِ اسلامی کے مشہور داعی حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالنپوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ: عرب لوگ یہ اسلام کا پٹرول ہیں؛ یعنی دین کی محنت کسی بھی شعبے سے ہو اس میں عرب لوگ ہر طرح کی قربانی دے کر عام طور پر آگے آگے رہتے ہیں؛ اسی لیے دین کے جتنے دشمن ہیں انھوں نے عرب ہی کو نشانہ بنایا کہ سب سے پہلے عربوں ہی میں سے دینی جذبات کو ختم کیا جائے تو باقی دنیا کے دوسرے مسلمانوں کو دین کے اعتبار سے کمزور کرنا آسان ہوجائے گا۔

اس لیے دین کی خاطر جو قربانیاں اہلِ عرب نے دیں وہ بڑی بے مثال ہیں۔

لوگ قیامت کے میدان میں تین طریقے سے لائے جائیں گے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں کو قیامت کے میدان میں تین طریقے سے لایا جائے گا: بعض لوگ خوشی خوشی آئیں گے اور کچھ لوگ ایک اونٹ پر دو دو، تین تین، چار چار، دس دس بیٹھ کر آئیں گے اور کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کو آگ لائے گی۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى

ثَلاَثِ طَرَائِقَ : رَاغِبِينَ ، رَاهِبِينَ ، وَ اثْنَانِ عَلٰى بَعِيرٍ ، وَ ثَلاَثَةٌ عَلٰى بَعِيرٍ ، وَ أَرْبَعَةٌ عَلٰى بَعِيرٍ ، وَ عَشَرَةٌ عَلٰى بَعِيرٍ ، وَ يَحْشُرُ بَقِيَّتَهُمُ النَّارُ ، تَقِيلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوا ، وَ تَبِيتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوا ، وَ تُصْبِحُ مَعَهُمْ حَيْثُ أَصْبَحُوا ، وَ تُمْسِيْ مَعَهُمْ حَيْثُ أَمْسَوْا . (أخرجه البخاري ومسلم)

اللہ تعالیٰ ہم کو خوش وخرم قیامت کے میدان میں جمع ہونا نصیب فرمائے اور خوش وخرم جمع ہونے کی سب سے بڑی نشانی یہ ہوگی:

وُجُوْهٌ يَّوْمَىٕذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿۳۸﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿۳۹﴾

ترجمہ: اس دن کتنے چہرے چمکتے ہوں گے؟ ہنستے خوشی مناتے ہوں گے۔

وضو کی برکت سے چہرے کی چمک اور خوشی

اس دن چہرے کی چمک اور خوشی وضو کی برکت سے ملے گی، کوئی آدمی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو کہ دنیا میں کسی کا رنگ بہت گورا اور سفید ہے تو قیامت میں بھی اس کا رنگ گورا اور سفید ہوگا۔ وضو کے پانی کو معمولی مت سمجھو! یہ بہت قیمتی پانی ہے، حدیث میں آتا ہے جس کا خلاصہ یہ کہ: جب کوئی آدمی وضو کی نیت کر کے بسم اللہ پڑھتا ہے اور وضو کے لیے منہ پر پانی ڈالتا ہے تو اس کے چہرے، آنکھ اور ناک کے گناہ پانی کے ساتھ صاف ہو کر نکل جاتے ہیں۔ یہ پانی اتنا قیمتی ہے۔

وضو کے متعلق ایک عجیب دعا

میں آپ کو ایک دعا بتلاتا ہوں، آج ہی سے اس کو پڑھنا شروع کر دو، حدیث میں آتا ہے، حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

جو آدمی وضو شروع کرنے سے پہلے یہ دعا: ''بسم اللہ والحمد للہ'' پڑھ لیوے تو جب تک اس کا وضو سلامت رہے گا اللہ کے فرشتے مسلسل اس کے لیے نیکیاں لکھیں گے۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : يا أبا هريرة ! إذا تَوَضَّأْتَ فَقُلْ : بِسْمِ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلهِ ، فَإِنَّ حَفَظَتَكَ لَا تَسْتَرِيْحُ تَكْتُبُ لَكَ حَسَنَاتٍ حَتّٰى تَفْرُغَ مِنْ ذٰلِكَ الْوُضُوْءِ . (ابن الجوزي)

آج اگر ہم سے کوئی یوں کہہ دیوے کہ: آپ دو گھنٹے تک وضو سنبھال کر رکھو، ہر منٹ کے آپ کے لیے سو روپیے لکھے جائیں گے تو آدمی ڈاکٹر کے پاس جائے گا اور کہے گا کہ: گیس نہ نکلے ایسی کوئی دوا دو، ہر منٹ پر سو روپیے ملنے والے ہیں اور یہ آخرت کا ثواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا، کتنی زبردست بات ہے!

وضو کے بعد کی دعا کی فضیلت

ایک دوسری دعا بتلاتا ہوں:

قال النبي ﷺ : من توضأ فأحسن الوضوء ثم قال: أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَه لَاشَرِيْكَ لَه ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُه وَرَسُوْلُه ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ فُتِحَتْ لَهُ أبوابُ الجنةِ ، يَدخلُ مِنْ أَيِّها شاءَ .(الترمذي،باب مايقال بعد الوضوء)

حضرت نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی پورے اطمینان سے اچھی طرح وضو کرے اور وضو کے بعد آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے یہ دعا پڑھے: أشهدأن إلخ

(یعنی مَیں گواہی دیتا ہوں کہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے، کوئی اُس کا شریک نہیں، اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ: محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔ اے اللہ! مجھے خوب توبہ کرنے والوں میں شامل فرما، اور مجھے پاک صاف رہنے والوں میں سے بنا) تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو قیامت کے دن فرمائیں گے: جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس دروازے سے تجھے جنت میں جانا ہو چلا جا۔ اللہ اکبر!

ایک خطرناک ہوا چلے گی

مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ: ایسی ہوا چلے گی کہ جو لوگوں کو سمندر میں ڈال دے گی، بعض مرتبہ ہم سنتے ہیں کہ ایسی تیز اور خطرناک ہوائیں چلتی ہیں کہ انسان کو اڑا دیتی ہیں، قرآن میں اللہ تعالیٰ قومِ عاد کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝

ترجمہ: اور (قوم) عاد کے لوگ تو ایسی طوفانی بے قابو ہوا سے ہلاک کر دیے گئے ﴿۶﴾ جس کو اس (اللہ تعالیٰ) نے ان پر سات رات اور آٹھ دن تک لگاتار مسلط کر دیا تھا، سو تم (اگر وہاں ہوتے تو) دیکھتے کہ وہاں لوگ کھجور کے (گرے ہوئے) کھوکھلے تنوں کی طرح پچھاڑے ہوئے پڑے تھے ﴿۷﴾

ہوا کی طاقت

گاڑیوں میں ایک ٹینک ہوتی ہے، اس میں سے ہوا نکلتی ہے، ہوا سے بریک (Brake) لگتی ہو تو اس پر ایک کنٹرول ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قومِ عاد پر اپنے ہوا

کے خزانے سے عذاب بھیجا، اس وقت کتنی مقدار میں ہوا بھیجی؟

حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان نافرمانوں پر ہوا کا عذاب بھیجنے کا ارادہ کیا تو ہوا کے خزانے کے ذمے دار فرشتے نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ: پورا دروازہ کھولوں؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نہیں۔ فرشتے نے پوچھا کہ: کتنا کھولوں؟

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملا کہ: بیل کی ناک میں رسی ڈالنے کے لیے جتنا سوراخ ہوتا ہے اتنا ہوا کے خزانے کا دروازہ کھولو۔

اس زمانے میں نوے (۹۰) فٹ کی لمبائی کے انسان ہوتے تھے؛ چنانچہ ایسے بڑے بڑے طاقتور انسانوں کو ہوا میں اڑایا گیا اور پھر زمین اس طرح پڑکا جیسے کھجور کے درخت کاٹ کر زمین پر ڈال دیے جاتے ہیں:

كَاَنَّهُمۡ اَعۡجَازُ نَخۡلٍ خَاوِيَةٍ ۞

ترجمہ: سوتم (اگر وہاں ہوتے تو) دیکھتے کہ وہاں لوگ کھجور کے (گرے ہوئے) کھوکھلے تنوں کی طرح پچھاڑے ہوئے پڑے تھے۔

اندازہ لگاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے ہواؤں کے خزانے کتنے بھاری بھر کم ہوں گے؟

بہر حال! قیامت کے قریب ایک ہوا چلے گی جو انسانوں کو سمندر میں ڈالے گی، یہ بھیانک آگ اور ہوا یہ بالکل قیامت کے آخری دنوں کی نشانیوں میں سے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان فتنوں سے ہماری حفاظت فرمائے، آمین۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

زمین میں دھنسنا

گذشتہ زمانے میں دھنسنے کے واقعات

گذرے ہوئے زمانے میں دنیا میں زمین میں دھنسائے جانے کے بہت سارے واقعات ہوئے ہیں:

① قارون کا زمین میں دھنسنا۔

② مصر کے ظالم بادشاہ کا زمین میں دھنسنا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مصر کے ظالم بادشاہ نے غلط کام کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے زمین پھٹی وہ زمین میں دھنسنے لگا۔

③ سراقہ ابن مالک کے گھوڑے کا زمین میں دھنسنا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کر کے روانہ ہوئے تو انعام کی لالچ میں سراقہ بن مالک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تلاش کرتے کرتے بالکل قریب پہنچ گیا، اس وقت اللہ تعالیٰ نے زمین کو پھاڑا اور سراقہ کا گھوڑا سخت پتھر والی زمین میں دھنسنے لگا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِيْ هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ وَ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللّٰہُ وَ أَكْمَلَ لَنَا دِيْنَنَا وَ أَتَمَّ عَلَيْنَا نِعمَهُ وَ رَضِيَ لَنَا الْإِسْلَامَ دِيْناً، أَشْهدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَه لَا شَرِيْكَ لَهُ ، وَ أَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَ شَفِيْعَنَا وَحَبِيْبَنَا وَ إِمَامَنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُه وَ رَسُوْلُهُ ، صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلَيْهِ وَ عَلٰى اٰلِهِ وَ أَصْحَابِهِ وَ ذُرِّيَّاتِه وَ أَهْلِ بَيْتِهِ وَأَهْلِ طَاعَتِهِ ، وَبَارَكَ وَ سَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْراً كَثِيْراً أَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۰﴾ يَّغْشَى النَّاسَ ؕ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱﴾ (سورۃ الدخان)

ترجمہ: لہذا تم (اے نبی!) اس دن کا انتظار کرو جب آسمان سے ایک کھلا ہوا (یعنی نظر آنے والا) دھواں ظاہر ہوگا﴿۱۰﴾ جو (ان) سب لوگوں پر چھا جائے گا، یہ (دھواں) ایک دردناک سزا ہے۔

تمہیدی بات

قیامت کے متعلق جو حدیثیں آئی ہیں ان حدیثوں کو آپ کی خدمت میں سنانے کا مبارک سلسلہ چل رہا ہے، آج کی مجلس میں زمین میں دھنسائے جانے کے متعلق حدیثیں سنانی ہے۔

پہلی حدیث حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ پیارے آقا حضرت رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أُسِيدٍ رضي الله عنه قَالَ: إن السَّاعَةَ لن تَقُومَ حَتَّى تَرون قبلها عَشْرَ آيَاتٍ: فذكر :الدُّخَانَ وَالدَّجَّالَ وَالدَّابَّةَ و طُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَ خُرُوجَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَام وَ يَأْجُوجَ وَ مَأْجُوجَ وَثَلَاثَةُ خُسُوفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَ خَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَ خَسْفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَ آخِرُ ذَلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ ، تَطْرُدُ النَّاسَ إِلَى مَحْشَرِهِمْ .(المسلم)

ترجمہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک اس سے پہلے تم لوگ دس نشانیاں نہ دیکھ لو: پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذکر کیا: دجال، دھواں، دابۃ الارض (چوپایا)، سورج کا پچھم سے نکلنا، عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نزول، دجال، یاجوج ماجوج، تین بار زمین کا خسف (دھنسنا): ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک جزیرۃ العرب میں، اور آخر میں ایک آگ یمن سے ظاہر ہوگی جو لوگوں کو محشر کی جانب ہانک کر لے جائے گی۔

یہ حدیث کی کتاب مسلم شریف کی روایت ہے۔

گذشتہ زمانے میں دھنسنے کے واقعات

اِس حدیث کو سمجھنے سے پہلے ایک اہم بات سمجھو! گذرے ہوئے زمانے میں دنیا میں زمین میں دھنسائے جانے کے بہت سارے واقعات ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سارے انسانوں کو زمین میں دھنسا دیا، اس کو ماننا ہمارے لیے ضروری ہے۔

قارون کا زمین میں دھنسنا

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے قارون کا واقعہ بیان فرمایا ہے:

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ .(القصص)

ترجمہ: یقیناً قارون موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم کا (ایک شخص) تھا، پھر وہ ان (بنی اسرائیل) پر زیادتی کرنے لگا۔

قارون اپنے مال و دولت کے گھمنڈ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مخالف اور دشمن بن گیا تھا؛ حالاں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا تھا؛ لیکن فرعون کی طرف سے اس کو مال اور عہدہ ملا اور یہ مال اور عہدہ۔ جب انسان صحیح قدر نہیں کرتا ہے۔ تو انسان کو بگاڑنے کا ذریعہ بن جاتا ہے، اس مال اور عہدے نے قارون کو بگاڑا، اللہ تعالیٰ نے اس پر عذاب بھیجا، وہ شاہی ٹھاٹ میں جلوس لے کر نکلا، اللہ تعالیٰ نے زمین کو پھاڑا اور قارون کو اپنے جلوس کے ساتھ زمین میں دھنسا کر ختم کر دیا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ۣ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۤ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿٨١﴾ (القصص)

ترجمہ: پھر ہم نے اس (قارون) کو اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا، پھر کوئی جماعت ایسی نہیں تھی جو اللہ تعالیٰ کے سوا اس کی مدد کرتی اور وہ خود کو بھی بچا نہیں سکا۔

مصر کے ظالم بادشاہ کا زمین میں دھنسنا

ایک اور قصہ ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کا ہے، مصر

کے ظالم بادشاہ نے ان کے ساتھ غلط کام کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے زمین پھٹی اور مصر کا ظالم بادشاہ زمین میں دھنسنے لگا۔

نوٹ: اس واقعہ کی مزید تفصیل کے لیے ''قرآن میں آئے خواتین کے واقعات، جلد: اول'' ملاحظہ فرمائیں۔

سراقہ ابن مالک کے گھوڑے کا زمین میں دھنسنا

اِس امت میں بھی ایسا واقعہ ہوا ہے، جب پیارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کر کے روانہ ہوئے تو مکہ کے کافروں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکڑ کر لانے والے کے لیے سو اونٹ کا انعام رکھا تھا، بہت سے لوگ انعام کی لالچ میں دوڑے، ایک آدمی -جس کا نام سراقہ تھا- وہ بھی تلاش کرنے نکلا اور تلاش کرتے کرتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالکل قریب پہنچ گیا، اس وقت اللہ تعالیٰ نے زمین کو پھاڑا اور اس سراقہ کا گھوڑا سخت پتھر والی زمین میں دھنسنے لگا، اس نے فوراً حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معافی مانگی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو فوراً معاف کر دیا اور اس کا گھوڑا زمین سے باہر نکل گیا، بعد میں وہ ایمان لے آئے اور صحابی بن گئے۔

بہر حال! یہ تو گذرے ہوئے زمانے میں زمین میں دھنسنے کے کچھ نمونے پیش کیے گئے؛ لیکن آنے والے زمانے میں قیامت کے قریب زمین میں دھنسانے کا عذاب آئے گا۔

قیامت سے پہلے زمین میں دھنسانے کے تین واقعات

مسلم شریف کی جو حدیث ذکر کی گئی اس میں حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

ارشادفرمایا: قیامت سے پہلے دنیا میں تین جگہ بڑے بڑے زمین میں دھنسانے کے واقعات ہوں گے:

① مشرق کی جانب۔

② مغرب کی جانب۔

③ عرب میں۔

جب زمین میں دھنسانے کے یہ تین واقعات ہوجائیں توسمجھ لینا کہ قیامت بالکل قریب ہے۔

بعض خاندان کوان کے گھروں کے ساتھ زمین میں دھنسادیا جانا

ایک اور حدیث میں حضورصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا:

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : يَبِيتُ قَوْمٌ مِنْ هٰذِهِ الأُمَّةِ عَلَى طُعْمٍ وَشُرْبٍ وَلَهْو وَلَعِبٍ ، فَيُصْبِحُونَ قَدْ مُسِخُوا قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ ، وَلَيُصِيبَنَّهُمْ خَسْفٌ وَقَذْفٌ ، حَتَّى يُصْبِحَ النَّاسُ ، فَيَقُولُ : خُسِفَ اللَّيْلَةَ بِبَنِي فُلانٍ ، وَخُسِفَ اللَّيْلَةَ بِدَارِ فُلانٍ خَوَاصَّ .(اخرجه ابو داؤد واحمد)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: میری امت میں سے ایک قوم کھانے پینے اور کھیل کود پر رات گزارے گی، جب وہ صبح بیدار ہوں گے تو ان کے چہرے بندر اور خنزیر جیسے بن چکے ہوں گے اور ان میں سے بعض زمین میں دھنس جائیں گے، جب وہ صبح بیدار ہوں گے تو کہیں گے کہ: فلاں قبیلہ

والے اور فلاں گھر والے رات کو زمین میں دھنسا دیے گئے،

اس حدیث میں ہے کہ ''اس امت کے بعض خاندان کو ان کے گھروں کے ساتھ زمین میں دھنسا دیا جائے گا'' یہ چیز ہم نے دیکھی ہے، جب ہمارے یہاں گجرات کے کچھ میں زلزلہ آیا تو زمین پھٹی اور دو دو، تین تین، چار چار منزلے کی بلڈنگیں زمین میں دھنس گئیں۔

نوٹ: کچھ کے زلزلے کے متعلق پوری تفصیل ''خطباتِ محمود، جلد: آٹھ (۸)'' میں مذکور ہے۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جب پورے پورے خاندان کو گھروں کے ساتھ زمین میں دھنسا دیا جائے گا تو صبح لوگ باتیں کریں گے کہ: آج رات فلاں خاندان کو زمین میں دھنسا دیا گیا۔

''صبح لوگ باتیں کریں گے'' اس میں ایک اشارہ

حدیث کے اس جملے: ''صبح لوگ باتیں کریں گے'' اس میں یہ اشارہ بھی سمجھ میں آ رہا ہے کہ ''صبح اخبارات میں لوگ پڑھیں گے اور نیوز پر لوگ سنیں گے اور دیکھیں گے۔

آج کل یہی ہوتا ہے کہ ہم صبح صبح اخبار ہاتھ میں لیتے ہیں تو اس طرح خطرناک خبریں ہم کو پڑھنے اور سننے کو ملتی ہیں۔

ایک شخص کو قیامت تک زمین دھنسایا جانا

بخاری شریف کی ایک دوسری بڑی عجیب وغریب روایت ہے، حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بَيْنَمَا رَجُلٌ يَجُرُّ اِزَارَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ خُسِفَ بِهِ فَهُوَ يَتَجَلَّلُ فِيْ الْاَرْضِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ . (البخاري)

ترجمہ: ایک آدمی تکبر کے انداز میں اپنی چادر زمین پر گھسیٹتے ہوئے چل رہا تھا، اس کو زمین میں دھنسا دیا گیا اور قیامت تک وہ زمین میں دھنستا ہی چلا جائے گا۔

زمین پر کپڑا گھسیٹنے کا مطلب: اتنا نیچا کپڑا پہنے کہ وہ کپڑا چلتے وقت زمین کے ساتھ لگ رہا ہو، آج لوگ اس کو فیشن سمجھتے ہیں۔

اس میں ازار، پینٹ، عربی جبے اور لونگی سب چیزیں آگئیں، اگر وہ اتنی نیچی ہے کہ زمین کے ساتھ لگتی ہے تو وہ اس حدیث میں جو وعید آئی ہے اس کا مصداق ہے۔

دیکھو! بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جو لگاتار ہوتے رہتے ہیں، اس میں سے ایک ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکانا ہے کہ جب تک ازار پہنے ہوئے رہے گا وہ گناہ میں مبتلا رہے گا۔

اس لیے تھوڑا سا اپنے آپ پر رحم کرو، ازار، جبہ وغیرہ کو ٹخنوں سے اوپر پہننے کی عادت ڈالو۔

یہ دنیا فیشن کی دیوانی ہے
کہاں گیا ہمارا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا دعویٰ؟

یہ دنیا فیشن کی دیوانی ہے، پہلے علمائے کرام لوگوں سے کہتے تھے کہ: ازار اونچی کرو تو لوگ مانتے نہیں تھے؛ لیکن اب فیشن کے نام پر آدھی (ہاف) پینٹ پہن کر نکلتے ہیں، اس میں گھٹنے بھی کھلے ہوئے ہوتے ہیں، اللہ کے نبی کے کہنے پر ٹخنے نہیں

کھولے اور دشمنوں کے کہنے پر گھٹنے کھول دیے۔

کہاں گیا ہمارا ایمان؟

کہاں گئی ہماری دین داری؟

کہاں گئی نبی سے ہماری محبت؟

اس لیے تھوڑا سا اپنا مزاج اور سوچ بدلو، ہمیں یہ کام حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت اور آپ کی بات کو مانتے ہوئے کرنا ہے۔

ایک حدیث شریف کا خلاصہ

ایک اور حدیث سنیے! بہت پیاری حدیث ہے:

عَنْ أَنس رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : يا أَنَسُ ! إنَّ الناسَ يُمَصِّرُونَ أَمْصَارًا ، وإنَّ مِصْرًا منها يُقالُ لها البَصْرَةُ -أو البصيرةُ- فإن مَرَرْتَ بها -و دَخَلْتَها ، فإياكَ وسِبَاخَها و كِلاءَها و سُوقَها و بابَ أُمَرَائِها ، و عليكَ بضَواحِيها فإنه يكونُ بها خَسْفٌ وقَذْفٌ ورَجْفٌ ، وقومٌ يَبِيتُونَ يُصْبِحُونَ قِرَدَةً وخَنازِيرَ . (ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے انس! لوگ کچھ نئے شہر بسائیں گے اور ان شہروں میں ایک شہر کا نام بصرہ یا بصیرہ ہوگا، سو اگر تم اس شہر کے پاس سے گزرو یا اس شہر میں جاؤ تو اس کے اس علاقے کے قریب بھی نہ جانا جہاں کھاری زمین ہے، نہ ان جگہوں کے قریب جانا جن کو کلاء کہا جاتا ہے، اسی طرح وہاں کی کھجوروں، وہاں کے بازار، وہاں کے بادشاہوں اور سرداروں

کے دروازوں سے بھی دور رہنا، صرف اس شہر کے کنارے کے حصے میں کہ جس کو ضواحی کہا جاتا ہے پڑے رہنا؛ کیوں کہ جن جگہوں پر جانے سے تمھیں منع کر رہا ہوں وہاں، زمین میں دھنسا دیے جانے، پتھر برسائے جانے اور سخت زلزلوں کا عذاب نازل ہوگا، نیز ان علاقوں میں ایک ایسی قوم ہوگی جس کے افراد ایک دن رات میں عیش و راحت کی نیند سوئیں گے؛ لیکن جب صبح اٹھیں گے تو ان کی صورتیں بندر اور سؤر جیسی ہوں گی۔

فائدہ: " سباخ " اصل میں ''سبخۃ'' کی جمع ہے جس کے معنی اس زمین کے ہیں جو کھاری اور بنجر ہو۔

کہا جاتا ہے کہ: ''سباخ'' بصرہ کے اس علاقہ کا نام بھی ہے جہاں کی زمین کھاری اور بنجر ہے۔

اسی طرح ''کلاء'' کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ: یہ بھی بصرہ کے بعض مقامات کا نام ہے۔

لفظ ''کلاء'' کاف کے زبر اور لام کی تشدید کے ساتھ بھی منقول ہے۔

ایک شارح نے کہا ہے کہ: اس سے مراد بصرہ کے ساحلی علاقہ کی وہ جگہ ہے جہاں جہاز اور کشتیاں لنگر ڈالتی ہیں۔

اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ: کلاء سے مراد بصرہ کا وہ علاقہ ہے جہاں جانوروں کی چراگاہ ہے۔

''ضواحی'' ضاحیۃ کی جمع ہے، جس کے معنی شہر کا کنارہ اور شہر کی نواحی بستیاں ہیں، ویسے ضاحیۃ البصر بصرہ کی ایک نواحی بستی کا نام بھی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو بصرہ کے ضواحی میں پڑے رہنے کا جو

حکم دیا وہ دراصل گوشہ نشینی اور کنارہ کشی اختیار کرنے کے حکم میں تھا۔

جہاں گناہ عام ہوں ایسے شہروں میں نہیں رہنا چاہیے

حدیث سے ایک سبق یہ ملا کہ: جہاں گناہ عام ہوں ایسے شہروں میں نہیں رہنا چاہیے؛ بلکہ شہر کے باہر کے ایسے علاقے جہاں گناہوں کا ماحول نہیں ہوتا ہے وہاں رہنا چاہیے۔

شہر کے کنارے پر رہنے والے

سورۂ یاسین میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ۝۲۰

ترجمہ: اور شہر کے کنارے سے ایک (مسلمان) آدمی دوڑتا ہوا آیا، کہنے لگا: اے میری قوم! تم (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) بھیجے ہوئے لوگوں کے راستے پر چلو۔

اس آیت کی تفسیر میں تیسیر القرآن میں عجیب نکتہ لکھا ہے:

قدیم زمانے سے عام طور پر یہ مشاہدہ رہا ہے کہ شہر کے کنارے پر رہنے والوں کو شہر کی گندی سیاست اور برے ماحول کا اثر نہیں ہوتا ہے، دیکھا یہ گیا ہے کہ وہاں رہنے والے بھولے بھالے، صاف دل کے اور مخلص ہوا کرتے ہیں؛ اگرچہ اس دور میں اس سلسلے میں کمی ہوتی ہوئی نظر آرہی ہے۔ (از تیسیر القرآن)

آج کل کے حالات کے اعتبار سے ایسی جگہوں پر رہنے کا ایک فائدہ یہ ہوگا کہ ہوا صاف ستھری ملے گی، ماحول بھی اچھا ملے گا اور ایسی جگہ رہنے کی برکت سے اللہ

تعالیٰ اس طرح کے خسف کے عذاب سے حفاظت فرمائیں گے۔

مقامِ بیداء میں دھنسنے کا واقعہ

زمین میں دھنسائے جانے کے متعلق ایک حدیث اور ہے، وہ بھی بالکل قیامت کے قریب زمانے میں ہوگی:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قالت : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : يَعُوذُ عَائِذٌ بِالْبَيْتِ فَيُبْعَثُ إِلَيْهِ بَعْثٌ فَإِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الأَرْضِ خُسِفَ بِهِمْ . فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ ! فَكَيْفَ بِمَنْ كَانَ كَارِهًا ؟ قَالَ : يُخْسَفُ بِهِ مَعَهُمْ وَلَكِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى نِيَّتِهِ .(المسلم)

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک پناہ لینے والا بیت اللہ کی پناہ لے گا، اس کی طرف ایک لشکر بھیجا جائے گا، جب وہ لشکر ہموار زمین میں پہنچے گا تو اس کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا، میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! جو اس لشکر میں زبردستی بھیجا گیا ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو بھی دھنسا دیا جائے گا؛ لیکن قیامت کے دن اس کو اس کی نیت کے مطابق اٹھایا جائے گا۔

مکہ اور مدینہ کے درمیان ’’بیداء‘‘ ایک میدان کا نام ہے، حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ کا ایک نیک بندہ کعبہ شریف کے پاس ہوگا اور ایک بہت بڑا لشکر اس نیک بندے کو پکڑنے کے لیے نکلے گا تو اللہ تعالیٰ اس پورے لشکر کو اس ’’بیدا‘‘ والے میدان میں زمین میں ڈھنسا دیں گے۔

اندازہ یہ ہے کہ اللہ کے یہ نیک بندے حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ہوں گے۔

پھر پوری دنیا میں یہ خبر پھیل جائے گی کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کو پکڑنے کے لیے جو لشکر جارہا تھا وہ زمین میں دھنس گیا۔

یہ بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

بس دعا کرو کہ: اللہ تعالیٰ ایسے عذاب سے ہماری حفاظت فرمائے؛ کیوں کہ یہ قیامت کے قریب کا زمانہ چل رہا ہے۔

حالات دجال کے قتل پر ختم ہوں گے

آج کل ایک بات میں لوگوں سے عرض کرتا ہوں: بھائیو! ہم حالات سنتے ہیں کہ یہ ہو رہا ہے، وہ ہو رہا ہوں، اندازہ یہ ہے کہ: یہ حالات اب دجال کے ختم پر پورے ہوں گے، ہمیں یہ اندازہ ہے کہ یہ سب دجالی فتنوں کی ابتدا ہے اور جس دن وہ اصلی دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قتل ہوگا اس دن پوری دنیا میں امن و امان کا ماحول قائم ہوگا۔

عجیب عجیب فتنے دنیا میں ہم سن رہے ہیں؛ لیکن درد اور دکھ اس بات کا ہے کہ اتنے سارے حالات اور فتنے سننے کے بعد بھی ہمارے اندر کوئی تبدیلی نہیں آرہی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں اصلاح کی توفیق عنایت فرماوے، آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

سورج کا مغرب سے نکلنا

قیامت کی سب سے پہلی نشانی

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

ظاہر ہونے کے اعتبار سے قیامت کی سب سے پہلی نشانی (یعنی بڑی نشانیوں میں سے) سورج کا مغرب کی طرف سے نکلنا ہے اور چاشت کے وقت زمین کے جانور کا لوگوں پر نکلنا ہے، ان میں سے جو نشانی پہلے ظاہر ہوگی اس کے فوراً بعد دوسری بھی ظاہر ہوگی۔

یعنی دوسری نشانیوں کے درمیان وقت کے مقابلے میں ان دونوں نشانیوں کے ظاہر ہونے کے درمیان وقت بہت کم ہوگا۔

بسم الله الرحمن الرحيم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ وَ مَاكُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللّٰهُ وَ أَكْمَلَ لَنَا دِيْنَنَا وَ أَتَمَّ عَلَيْنَا نِعَمَهُ وَ رَضِيَ لَنَا الْإِسْلَامَ دِيْناً، أَشْهدُ أَنْ لَّاإِلٰهَ إِلَّااللّٰهُ وَحْدَه لَاشَرِيْكَ لَهُ ، وَ أَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَ شَفِيْعَنَا وَحَبِيْبَنَا وَ إِمَامَنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُه وَ رَسُوْلُهُ ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالىٰ عَلَيْهِ وَ عَلىٰ اٰلِهِ وَ أَصْحَابِهِ وَ ذُرِّيَّاتِه وَ أَهْلِ بَيْتِهِ وَأَهْلِ طَاعَتِهِ ، وَبَارَكَ وَ سَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْراً كَثِيْراً أَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥

وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ. (يس:۳۸)

ترجمہ: اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے، یہ اس (اللہ تعالیٰ) کا مقرر کیا ہوا نظام ہے جو بڑے زبردست ہیں، بڑے جاننے والے ہیں۔

عن ابي ذر الغفاري قال ؛ قال رسولُ الله ﷺ :أَتَدْرُوْنَ أَيْنَ تَذْهَبُ هٰذِهِ الشَّمْسُ ؟ قَالُوْا : اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ أَعْلَمُ . قَالَ : إِنَّ هٰذِهِ تَجْرِيْ حَتّٰى تَنْتَهِيَ إِلىٰ مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَخِرُّ سَاجِدَةً فَلَا تَزَالُ كَذَالِكَ حَتّٰى يُقَالَ لَهَا : اِرْتَفِعِيْ ، اِرْجِعِيْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَرْجِعُ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَطْلِعِهَا ، ثُمَّ تَجْرِيْ حَتّٰى تَنْتَهِيَ إِلىٰ مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَخِرُّ سَاجِدَةً وَلَا تَزَالُ كَذَالِكَ حَتّٰى يُقَالَ لَهَا: اِرْتَفِعِيْ ، اِرْجِعِيْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَرْجِعُ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَطْلِعِهَا ثُمَّ تَجْرِيْ لايستنكر الناسَ منها شيًا حَتّٰى تَنْتَهِيَ إِلىٰ مُسْتَقَرِّهَا ذَاكَ تَحْتَ الْعَرْشِ

فَيُقَالَ لَهَا : اِرْتَفِعِيْ ، اصبحي طالعة من مغربك فتصبح طالعة من مغربها ، فقال رسول الله ﷺ : أَتَدْرُوْنَ متى ذاكُمْ ؟ ذاك حين ﴿لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِن قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا. (الأنعام:۱۵۸)﴾ (المسلم)

آیت کا ترجمہ: ایسے شخص کو اس کا ایمان لانا فائدہ نہیں دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو یا (پہلے ایمان تو لایا ہو؛ لیکن) اپنے ایمان میں کوئی نیکی کا کام نہ کیا ہو۔

وفي رواية قال النبي ﷺ لابي ذر حين غربت الشمس : أَتَدْرِي أَيْنَ تَذْهَبُ (هٰذِهِ الشَّمْسُ) ؟ قُلتُ : اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ أَعْلَمُ . قَالَ : فإِنَّها تذهب حَتّٰى تسجد تَحْتَ الْعَرْشِ فَتستاذن فيوذن لها و يوشك ان تسجد فلا يقبل منها و تستاذن فلا يوذن لها ، يقال لها : اِرْجِعِيْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فتطلع من مغربها فذلك قوله تعالىٰ: ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿٣٨﴾﴾ (البخاري)

حدیث کا ترجمہ مع وضاحت آگے آرہا ہے۔

”مُسْتَقَرّ“ کا مطلب

حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورج روزانہ چلتا رہتا ہے اور ہر روز عرش کے نیچے پہنچ کر سجدہ کرتا ہے اور نئے دورے کی اجازت مانگتا ہے، اجازت ملتے ہی نیا دورہ فوراً شروع کرتا ہے اور ذرہ برابر بھی وقفہ نہیں لیتا، اسی طرح اس کا سلسلہ جاری رہے گا، جیسے ایک ٹرین ہوتی ہے چلتی بھی رہتی ہے اور سگنل لائٹ کے کلر کی تبدیلی

سے اجازت بھی پاتی رہتی ہے۔قیامت کے بالکل قریب سورج اپنے معمول کے مطابق ایک روز سجدہ کر کے نئے دورے کی اجازت مانگے گا تو اس کو نئے دورے کی اجازت نہیں ملے گی اور اس کو حکم ہوگا کہ جس طرف سے تو آیا ہے اسی طرف سے لوٹ جا، ڈوبنے کی جگہ مغرب کی جانب سے پھر طلوع ہوجا اور یہ چیز قیامت کی آخری بڑی نشانیوں میں سے ہوگی اس کے بعد کسی کافر کا ایمان اور گنہگار کی توبہ قبول نہیں ہوگی (یہ مستقرِ مکانی ہوا اور مستقرِ زمانی یعنی قیامت تک چلتا رہے گا)

دوسرا مطلب آیت کا یہ بھی ہے کہ سورج کے لیے اللہ کی طرف سے ایک راستہ متعین کیا گیا ہے، سورج اپنے اسی متعین مدار میں ایک مضبوط نظام سے چل رہا ہے، جس دن قیامت آئے گی اس کے چلنے کا نظام ختم ہوجائے گا، گویا قیامت کے آنے تک وہ اللہ کی طرف سے بنائے ہوئے نظام کے مطابق برابر چلتا رہے گا۔(از تیسیر القرآن)

قیامت کی ایک نشانی: سورج کا مغرب کی طرف سے نکلنا

قیامت کی آخری بڑی نشانیوں میں سے ایک بہت بڑی نشانی ''سورج کا مغرب کی جانب سے نکلنا'' ہے، آج اس نشانی کے سلسلے میں کچھ حدیثیں آپ کو سنائی جائیں گی۔

خلاصہ میں اتنا سمجھنا چاہیے کہ قیامت سے پہلے اس دنیا میں زمین کا نظام بدلنے والا ہے، اسی طرح آسمان کا بھی پورا نظام بدلنے والا ہے،

جیسے سورج جو آسمان کا ایک بہت بڑا ستارہ ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ بہت بڑی تبدیلی کردیں گے، آسمان میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار ستارے پیدا فرمائے ہیں،

ان تمام ستاروں میں دو ستارے ہمیں بڑے نظر آتے ہیں: ایک سورج اور دوسرا چاند۔ قیامت سے پہلے اللہ تعالیٰ ان کے نظاموں کو بھی بدل دیں گے۔

سورج کے نظام بدلنے کا حال

اب آسمان پر جو سورج کا پورا نظام بدل جائے گا تو اس کی کیسی حالت ہوگی؟ مسلم شریف کی روایت ہے:

عن أبي هريرة رضي الله عنه أنه قال : لا تقوم الساعة حتى تطلع الشمس من مغربها ، فإذا طلعت فرآها الناس آمنوا أجمعون فذلك حين لا ينفع نفس أو كسبت في إيمانها خيرا ، ولتقومن الساعة وقد نشر الرجلان ثوبهما بينهما فلا يتباعيانه و لا يطويانه ، و لتقومن الساعة و قد انصرف الرجل بلبن لقحته فلا يطعمه و لتقومن الساعة وهو يليط حوضه فلا يسقي فيه ، ولتقومن الساعة و قد رفع أكلته إلى فيه فلا يطعمها .(رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جب تک سورج مغرب سے نہ نکلے وہاں تک قیامت نہیں آئے گی، جب وہ مغرب سے نکلے گا اور سب لوگ اس کو دیکھ لیں گے تو اس کے بعد سب لوگ ایمان لے آئیں گے؛ لیکن اس وقت کسی کا ایمان ان کو فائدہ نہیں دے گا۔

قیامت اچانک آجائے گی

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آگے ارشاد فرمایا: قیامت ایسے حالات میں قائم

ہوگی جب دو آدمیوں نے اپنا کپڑا پھیلا دیا ہوگا اور وہ خرید نہیں سکے گا اور وہ بیچ نہیں سکے گا اور کپڑے کو لپیٹ بھی نہیں سکیں گے اور اچانک قیامت آجائے گی۔

(یعنی لوگ کاروبار کرتے ہوں گے، ابھی سودا پورا نہیں ہوا ہوگا اور اچانک قیامت آجائے گی)۔

آگے ارشاد فرمایا: ایک آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ نکالے گا اور اس دودھ میں سے ایک گھونٹ بھی نہیں پی سکے گا اور قیامت آجائے گی۔

ایک آدمی حوض بنا رہا ہوگا اور اس میں سے جانور کو پانی نہیں پلا سکے گا اور قیامت آجائے گی۔

حدیث کا آخری لفظ تو عجیب ہے: ایک آدمی نے دسترخوان پر بیٹھ کر لقمہ اٹھایا ہوگا اور وہ لقمہ منہ میں پہنچے اس سے پہلے قیامت آجائے گی۔ اتنی اچانک قیامت آئے گی۔

یہ سورج روزانہ کہاں جاتا ہے؟

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عجیب سوال کیا:

ابوذر! تم جانتے ہو یہ سورج روزانہ کہاں جاتا ہے؟

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ سورج روزانہ اللہ کے عرش کے نیچے پہنچتا ہے اور اللہ کے عرش کے سامنے سجدہ کرتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا

ہے: جہاں سے تم آئے تھے وہیں جاؤ؛ یعنی دنیا میں واپس جاؤ۔

سورج کب اجازت لیتا ہے؟ ایک مثال سے وضاحت

اب آپ لوگ سوچتے ہوں گے کہ یہ سورج اللہ کے عرش کے سامنے کب گیا؟ اور کب سجدہ کیا؟ اور کب اللہ تعالیٰ نے اس کو حکم دیا؟

اس لیے کہ ہم دنیا میں چوبیس گھنٹے کا نظام دیکھتے ہیں، دنیا کا نظام ایسا ہے کہ کہیں نہ کہیں سورج موجود ہوتا ہے، وہ ایک ملک کے اعتبار سے ڈوبتا ہے تو دوسرے ملک کے اعتبار سے طلوع ہوتا ہے، تو وہ سجدہ کب کرتا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس پر ہمارا ایمان ہے؛ لیکن اس کو ایک آسان مثال سے سمجھیے! یہ جو سپر فاسٹ ٹرینیں ہوتی ہیں وہ چھوٹے اسٹیشنوں پر رُکتی نہیں ہیں؛ لیکن چھوٹے اسٹیشنوں سے بھی اجازت لے کر وہ چلتی ہیں اور وہ اجازت کیسے ہوتی ہے؟ اس اسٹیشن کا ماسٹر نکل کر باہر کھڑا ہوتا ہے اور ہری جھنڈی یا ہری لائٹ دکھا کر اجازت دیتا ہے۔

دیکھو! وہ ٹرین اجازت لے بھی رہی ہے اور چل بھی رہی ہے، دونوں کام ایک ساتھ ہوتے ہیں۔

یہ معقول تعبیر میرے استاذ محترم شیخ الحدیث مولانا احمد خان صاحب مرحوم نے سمجھائی تھی۔

ایک دن سورج کو اجازت نہیں ملے گی

آگے ارشاد فرمایا: سورج اپنے معمول کے مطابق روزانہ اسی طرح چلتا ہے؛

لیکن ایک دن آئے گا وہ اللہ کے عرش کے سامنے سجدہ کرے گا اور پھر اجازت چاہے گا؛ لیکن اس دن اس کو اجازت نہیں ملے گی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا کہ: جہاں سے آیا ہے وہیں واپس چلا جا؛ یعنی آج مغرب سے نکلنا ہے۔

چناں چہ اس دن صبح سورج مغرب کی جانب سے نکل کر آئے گا۔

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جانتے ہو یہ کب ہوگا؟

یہ اس وقت ہوگا جب کسی انسان کو جو آج تک ایمان نہیں لایا تھا اس کا ایمان اس کو فائدہ نہیں دے گا اور اس کا نیک عمل بھی اس کو فائدہ نہیں دے گا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ یٰس والی آیت تلاوت فرمائی:

وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝۳۸

ترجمہ: اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے، یہ اس (اللہ تعالیٰ) کا مقرر کیا ہوا نظام ہے جو بڑے زبردست ہیں، بڑے جاننے والے ہیں۔

سورج جیسی مخلوق سجدہ کرتی ہے تو پھر ہمیں بھی!!!

زمین سے کئی گنا بڑا سورج ہے؛ لیکن روزانہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتا ہے، کاش کہ ہم مسلمان بھی روزانہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کرنے والے بن جائیں!

سورج جیسی مخلوق اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کرے اور یہ انسان جس کو اللہ تعالیٰ نے عقل دی، سمجھ دی وہ سجدہ نہ کرے تو یہ کتنی بڑی نادانی کی بات ہے!

توبہ کا دروازہ اور اس کی چوڑائی

حضرت صفوان رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے، حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مغرب کی طرف توبہ کا ایک دروازہ بنایا ہے، اس کا نام "بابُ التوبة" یعنی توبہ کا دروازہ ہے۔ یہ توبہ کا دروازہ اتنا چوڑا ہے کہ ایک طرف سے دوسری طرف تم جاؤ تو ستر سال میں تم پہنچ سکو۔

ہمارے یہاں جو دروازہ ہوتا ہے اس کی ایک طرف سے دوسری طرف جانے میں پانچ چھ سکنڈ لگتے ہیں۔

اس سے اندازہ لگاؤ! وہ توبہ کا دروازہ کتنا چوڑا ہوگا!

فرمایا: اس دروازے کو اللہ تعالیٰ کھلا رکھتے ہیں، جو بھی توبہ کرنا چاہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کرتے ہیں؛ لیکن جس دن سورج مغرب سے نکلے گا اس دن اللہ تعالیٰ توبہ کے دروازے کو بند کر دیں گے، پھر کبھی نہیں کھولیں گے۔ (ابن کثیر بحوالہ مسند احمد و ترمذی)

قیامت کی سب سے پہلی نشانی

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا:

عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما قال : سمعتُ رسول الله ﷺ يقول : إنّ أَول الآياتِ خروجاً طلوعُ الشمس من مغربها و خروجُ الدابة على الناس ضُحًى و أَيُّهُمَا ماكانت قبلَ صاحبتها فالأُخرىٰ علىٰ إِثْرِهَا قريباً. (المسلم)

ترجمہ: حضرت نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ظاہر ہونے کے اعتبار سے قیامت کی سب سے پہلی نشانی (یعنی بڑی نشانیوں میں سے) سورج کا مغرب کی طرف سے نکلنا ہے اور چاشت کے وقت زمین کے جانور کا لوگوں پر نکلنا ہے، ان میں

سے جو نشانی پہلے ظاہر ہوگی اس کے فوراً بعد دوسری بھی ظاہر ہوگی۔

یعنی دوسری نشانیوں کے درمیان وقت کے مقابلے میں ان دونوں نشانیوں کے ظاہر ہونے کے درمیان وقت بہت کم ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کی عجیب مہربانی!

عن أبي موسى الأشعري رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن الله يبسط يده بالليل ليتوب مسيء النهار، و يبسط يده بالنهار ليتوب مسيء الليل حتى تطلع الشمس من مغربها . (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: یقیناً اللہ تعالیٰ رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتے ہیں (یعنی اپنی رحمت کے ہاتھ پھیلاتے ہیں؛ کیوں پھیلاتے ہیں؟) تاکہ دن میں گناہ کرنے والے رات میں توبہ کرلیوے، پھر اللہ تعالیٰ دن میں بھی اپنے رحمت کے ہاتھ پھیلاتے ہیں؛ تاکہ رات میں گناہ کرنے والے توبہ کرلیوے؛ یہاں تک کہ سورج مغرب سے نکل جائے۔

دعا قبول ہونے کے دو وقت

دو وقت میں اللہ تعالیٰ کے یہاں دعا ضرور قبول ہوجاتی ہے، اس کا خاص دھیان رکھو! ایک رات کے آخری حصے میں صبح صادق سے پہلے۔

اور دوسرا وقت حدیث میں آتا ہے: ہر فرض نماز کے بعد مانگی ہوئی دعا اللہ ضرور قبول فرمالیتے ہیں۔

لہذا ان دو وقت کی قدر کرلو اور ان دو وقتوں میں خوب اہتمام کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔

اس کے علاوہ اور بھی دعا کی قبولیت کے اوقات اور مواقع ہیں۔

جس رات کے بعد سورج مغرب سے نکلے گا اس رات کی تین نشانیاں:

(۱) وہ رات بہت لمبی ہوگی

جس رات کے بعد صبح میں سورج مغرب سے نکلے گا اس رات کی ایک عجیب نشانی بھی حدیث میں آئی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

وہ رات بہت لمبی ہوگی، اتنی لمبی کہ رات میں چلنے والے مسافر چل چل کر گھبرا جائیں گے اور تھک جائیں گے کہ یہ رات ختم ہی نہیں ہو رہی، اور بچے سوتے سوتے اکتا جائیں گے اور جانور جنگل میں جانے کے لیے چلانا شروع کر دیں گے؛ لیکن سورج نہیں نکلے گا؛ یہاں تک کہ لوگ گھبرا جائیں گے اور بے قرار ہو کر رونا شروع کر دیں گے کہ آج کیا ہوا؟ سورج نکل نہیں رہا ہے، خوب روئیں گے اور توبہ کریں گے۔ یہ رات تقریباً تین یا چار راتوں کے برابر لمبی رات ہوگی۔

(۲) سورج کی روشنی بہت کم ہوگی

لوگ سخت گھبراہٹ کی وجہ سے چراغ اور ٹارچ وغیرہ لے کر سورج کو ڈھونڈنے

نکلیں گے ،اس کے بعد سورج مغرب کی طرف سے نکلے گا؛ لیکن روشنی بہت کم ہوگی، جیسے سورج گرہن کے وقت سورج کی روشنی ہوتی ہے ایسی روشنی کے ساتھ سورج نکلے گا۔

(۳) سورج آسمان کے درمیان سے واپس لوٹ جائے گا

پھر آہستہ آہستہ اوپر چڑھے گا اور آسمان کے بیچ تک آئے گا اور بیچ میں سے ہی واپس لوٹ کر مغرب میں ڈوب جائے گا۔

یہ تین بڑی اور اہم نشانی یاد رکھنی چاہیے:

① رات لمبی ہوگی۔

② سورج نکلنے کے بعد روشنی بہت کم ہوگی۔

③ آسمان کے بیچ میں ہی سے واپس ہوکر غروب ہوجائے گا۔

پھر حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی آیت بھی شہادت کے طور پر پڑھ کر سنائی:

وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ﴿۳۸﴾

اتنا بڑا سورج کا نظام اللہ تعالیٰ چلا رہے ہیں اس کا ایک وقت ہے، اس وقت تک چلائیں گے اور جب وہ وقت آجائے گا تو اللہ تعالیٰ اس نظام کو بدل دیں گے۔

اِس وقت دنیا کا حال

اس وقت ہر چیز کے نظام میں تبدیلی نظر آرہی ہے، پہلے بہت امن اور سکون سے دنیا چلتی تھی، پرانے زمانے میں اگرچہ آج کی طرح اتنی ایڈوانس ترقی نہیں تھی،

اتنی گاڑیاں نہیں تھیں، اتنے عالی شان مکان نہیں تھے؛ لیکن نظام میں کوئی گڑبڑی نہیں تھی، سب نظام ٹھیک چلتے تھے اور اب دنیا میں ہر چیز کے نظام میں آپ کو کچھ نہ کچھ گربڑی اور فساد نظر آئے گا، بازار سے لے کر گھر تک، گھر سے لے کر مسجد تک، ہر جگہ نظام میں کچھ نہ کچھ گڑبڑی ہم کو ملے گی، یہ پورے نظام کی گڑبڑی قیامت کی علامتوں کا مقدمہ ہے؛ اس لیے کہ جب کوئی بڑی مشین بگڑنے والی ہوتی ہے تو آہستہ آہستہ اس میں کچھ نہ کچھ مینٹنس (مرمت) شروع ہوتا ہے اور اخیر میں جا کر وہ مشین خراب ہوجاتی ہے۔

بس! لگتا ایسا ہے کہ یہ دنیا کا نظام اب اللہ تعالیٰ کو زیادہ چلانا منظور نہیں ہے، یہ سارے نظام کی تبدیلی اس کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اب اس نظام کو ختم کردیں گے۔

اللہ تعالیٰ آخری دنوں میں ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے، ہماری نسلوں کی ایمان کی حفاظت فرمائے، تمام اہلِ ایمان کے ایمان کی حفاظت فرمائے، آمین۔



قیامت کی بعض متفرق علامتیں

شیخ الحدیث حضرت مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم کی قیمتی نصیحتیں

ارشاد فرمایا:

بھائی! فطرت کا قانون ہے: دنیا میں تم کسی کو بے چین کروگے تو تم خود چین سے زندگی نہیں گزار سکتے۔

فرمایا:

جس نے بھی میراث اور رشتے داروں کے معاملے میں جھگڑا ختم کرنے کے لیے یا جھگڑے سے بچنے کے لیے ایثار سے کام لیا، شرعی حصے سے بھی کچھ کم لے کر راضی ہو گیا اور جھگڑے کو بند کرنے کی محنت کی تو اللہ تعالیٰ اس کو مال و دولت میں عجیب و غریب برکت سے نوازتے ہیں، فرماتے ہیں کہ: اس کا خوب مشاہدہ ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِيْ هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ وَ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللّٰهُ وَ أَكْمَلَ لَنَا دِيْنَنَا وَ أَتَمَّ عَلَيْنَا نِعَمَهُ وَ رَضِيَ لَنَا الْإِسْلَامَ دِيْناً، أَشْهدُ أَنْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَه لَاشَرِيْكَ لَهُ ، وَ أَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَ شَفِيْعَنَا وَحَبِيْبَنَا وَ إِمَامَنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُه وَ رَسُوْلُهُ ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلَيْهِ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ أَصْحَابِهٖ وَ ذُرِّيَّاتِه وَ أَهْلِ بَيْتِهٖ وَأَهْلِ طَاعَتِهٖ ، وَبَارَكَ وَ سَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْراً كَثِيْراً أَمَّا بَعْدُ!

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ ﷛ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: يَدْرُسُ الْإِسْلَامُ كَمَا يَدْرُسُ وَشْيُ الثَّوْبِ ، حَتَّى لَا يُدْرٰى مَا صِيَامٌ وَ لَا صَلَاةٌ وَ لَا نُسُكٌ وَ لَا صَدَقَةٌ وَ لَيُسْرٰى عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي لَيْلَةٍ ، فَلَا يَبْقٰى فِي الْأَرْضِ مِنْهُ آيَةٌ ، وَ تَبْقٰى طَوَائِفُ مِنَ النَّاسِ : الشَّيْخُ الْكَبِيرُ وَ الْعَجُوزُ ، يَقُولُونَ: أَدْرَكْنَا آبَاءَنَا عَلَى هٰذِهِ الْكَلِمَةِ : "لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ " فَنَحْنُ نَقُولُهَا ، فَقَالَ لَهُ صِلَةُ : مَا تُغْنِي عَنْهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَهُمْ لَا يَدْرُونَ مَا صَلَاةٌ وَلَاصِيَامٌ وَلَانُسُكٌ وَلَاصَدَقَةٌ ؟ فَأَعْرَضَ عَنْهُ حُذَيْفَةُ ، ثُمَّ رَدَّهَا عَلَيْهِ ثَلَاثًا ، كُلَّ ذٰلِكَ يُعْرِضُ عَنْهُ حُذَيْفَةُ ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِ فِي الثَّالِثَةِ ، فَقَالَ: يَا صِلَةُ ! تُنْجِيهِمْ مِنَ النَّارِ ، ثَلاثًا. (سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن ،رقم الحدیث:4049)

حدیث کا ترجمہ اور مطلب

(یَدْرُس) کا معنیٰ ہے: معدوم کردیا جائے گا اور مٹا دیا جائے گا، حتیٰ کہ

اسلام کی کوئی چیز باقی نہ بچے گی۔ مطلب یہ ہے کہ لوگوں میں اسلام کے تمام ظاہری شعار اور نشانات ختم ہو جائیں گے۔

(وَشْيُ الثَّوْبِ) کپڑوں کے نقش ونگار جو مختلف رنگوں سے کپڑے پر بنائے جاتے ہیں؛ مگر زیادہ استعمال اور بار بار دھونے سے وہ آہستہ آہستہ مٹ جاتے ہیں۔

(وَلَيُسْرَى عَلَى كِتَابِ اللهِ) یعنی قرآنِ مجید کو سینوں اور مصاحف سے اٹھالیا جائے گا اور یہ ایسے وقت میں ہوگا جب لوگ قرآن سے غفلت کریں گے، اس کی تلاوت اور اس کے ذریعے عبادت کرنا چھوڑ دیں گے۔

اسلام کا اثر آہستہ آہستہ ختم ہو جائے گا

حضرت حذیفہ ابن الیمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اسلام کا اثر اس طرح (آہستہ آہستہ) ختم ہو جائے گا جیسا کہ کپڑوں (سے بیل بوٹوں) کے نشانات (ختم ہو جاتے ہیں)۔ (تاریخ ابن کثیر، ج:۱۵، ص:۵۸۳)

یعنی ایک کپڑا پرانا ہو جائے تو لوگ اس پرانے کپڑے کو ادھر ادھر کر دیتے ہیں، کوئی اس کی طرف دھیان نہیں دیتا ہے، اگر کوئی سمجھ دار ہے تو پرانے کپڑے کسی غریب کو دے دیتا ہے، اور بعض لوگ پرانے کپڑے بیچ دیتے ہیں یا پھاڑ کر گھر اور کیچن کی صفائی میں استعمال کرتے ہیں۔

بالکل یہی حال قیامت سے پہلے دین کے بارے میں لوگوں کا ہونے والا ہے۔

دین سے ناواقفیت بڑھ جائے گی

حدیث میں آگے فرمایا: دنیا میں ایسے حالات آئیں گے کہ کسی کو یہ بھی پتہ نہیں

ہوگا کہ: روزہ کیا ہوتا ہے؟

نماز کیا ہوتی ہے؟

قربانی کیا ہوتی ہے؟

اور صدقہ کیا ہوتا ہے؟ (تاریخ ابن کثیر، ج:۱۵،ص: ۵۸۳)

چوں کہ گجرات کی دینی اعتبار سے کمزور (بنجر) بستیوں میں الحمد للہ! آنا جانا رہتا ہے، ایک جگہ جانا ہوا، پینسٹھ (۶۵) سال کے ایک مسلمان سے بات چیت ہوئی، اس بے چارے نے زندگی میں پہلی مرتبہ سنا کہ قرآن کوئی چیز ہے، تب یہ حدیث سمجھ میں آتی ہے کہ: قیامت سے پہلے نماز کیا ہے؟ روزہ کیا ہے؟ قربانی کیا ہے؟ صدقہ کیا ہے؟ لوگ اس کو بھی نہیں جانیں گے۔

نوجوانوں سے دین بالکل نکل جائے گا

حدیث میں آگے ارشاد فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ کی کتاب یعنی قرآن کو ایک رات میں بھلا دیا جائے گا؛ چنانچہ زمین پر ایک آیت بھی باقی نہیں رہے گی، زمین پر امت کا صرف ایک حصہ؛ یعنی بڑی عمر کے مرد اور بڑی عمر کی عورتیں باقی رہ جائیں گی جو یوں کہیں گے کہ: ہم نے اپنے باپ داداؤں کو یہ الفاظ ''لا الہ الا اللہ'' پڑھتے ہوئے سنا تھا اور انھیں معلوم نہیں ہوگا کہ نماز، روزہ، عبادت اور صدقہ کیا ہے؟ (از تاریخ ابن کثیر، ج: ۱۵، ص: ۵۸۳)

یعنی تھوڑا بہت دین جاننے والے جو بچیں گے وہ بڑی عمر کے ہوں گے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ نوجوانوں میں سے دین بالکل نکل جائے گا۔

حدیث میں فرمائی ہوئی بات جیسا حال

پہلی مرتبہ ۱۹۹۹ء میں سینٹرل امریکہ کے پناما ملک کا سفر ہوا تو میں نے وہاں لوگوں سے پوچھا کہ: اس ملک میں آپ کی معلومات کے مطابق سب سے پہلے اسلام کب آیا ہے؟ یا اس ملک میں مسلمانوں کی آمد کب ہوئی؟

انھوں نے عجیب بات سنائی کہ: سوسال پہلے ۱۸۰۰ء میں جب پناما نہر کھودی گئی جو اٹلانٹک (Atlantic) اور پیسفک (Pacific) سمندر کو جوڑتی ہے اس وقت ہندوستان سے بہت سارے مزدور نہر کھودنے کے لیے آئے تھے، ان مزدوروں میں ایک بہت بڑی تعداد مسلمانوں کی بھی تھی، پھر وہ یہاں پیسے کمانے اور مزدوری میں لگ گئے، پھر پہلے آئے ہوئے مسلمان آہستہ آہستہ انتقال کر گئے، پھر ان کی اولاد آئی، کوئی مسجد نہیں، کوئی مدرسہ نہیں۔

کہا کہ: ایک وقت وہ آیا کہ جب ان کی تیسری نسل آئی۔ اس تیسری نسل کو دیکھنے والے مسلمان اس وقت موجود ہیں۔ اور ہمارے انڈیا سے دوسرے مسلمان پہنچے تو وہ دیہاتوں میں پھیری (یعنی گھوم پھر کر مختلف سامان بیچنے) کا کام کرتے تھے، جب دوپہر میں نماز کا وقت ہوتا تھا تو پہلے چھوٹے چھوٹے گاؤں میں عبادت خانے نہیں تھے، کسی سے کہا کہ: ذرا پانی دو اور ایک جگہ دو، دو تین آدمی مل کر ہم جماعت کر کے نماز پڑھ لیویں، انھوں نے وضو کیا، چادر بچھائی، اذان دی اور نماز پڑھی تو ستر (۷۰)، اسّی (۸۰) سال کی بڑی بوڑھی عورتیں اور مرد آ کر یوں کہتے تھے کہ: جب ہمارے باپ دادا زندہ تھے تو وہ ایسا کام کرتے تھے جو کام تم کر رہے ہو؛ گویا نسل کے اعتبار سے وہ

مسلمان تھے؛لیکن نعوذ باللہ! محنت نہیں ہوئی تو وہ سب اسلام سے نکل گئے۔

جو بات اوپر حدیث میں فرمائی گئی اس طرح کا یہ منظر ہے۔

صرف زبان سے کلمہ پڑھنا بھی کافی ہو جائے گا

پھر راوی حضرت صلہ بن زفرؒ نے پوچھا کہ: صرف زبان سے ”لا الہ الا اللہ“ کہنے کا کیا فائدہ جب کہ وہ نماز، روزہ، قربانی اور صدقہ کچھ نہیں جانتے؟

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ جو اس حدیث کے راوی ہیں انھوں نے اس سوال کرنے والے کی طرف سے منہ ہٹالیا کہ: یہ کیسا سوال تم کرتے ہو؟

دوسری مرتبہ اس آدمی نے سوال کیا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پھر اپنا منہ ہٹالیا، پھر اس نے تیسری مرتبہ سوال کیا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ: جانتے ہو کہ ان مسلمانوں کے لیے بھی یہ کلمہ جہنم سے نجات کا ذریعہ بنے گا۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا تھا، تاریخ ابن کثیر میں ہے:

پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ: صرف زبان سے ”لا الہ الا اللہ“ کہنے کا کیا فائدہ جب کہ وہ نماز، روزہ، قربانی اور صدقہ کچھ نہیں جانتے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہی جواب دیا۔

پھر دوسری مرتبہ سوال کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہی جواب دیا۔

جب تیسری مرتبہ سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: ان مسلمانوں کے لیے یہی کلمہ پڑھنا جہنم سے نجات کا ذریعہ بنے گا۔ (از تاریخ ابن کثیر، ج:۱۵، ص:۵۸۳)

اس حدیث میں ایک طرف خوش خبری کی بات ہے کہ کلمہ کی برکت سے نجات ہوگی تو دوسری طرف ڈر کی بات بھی ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ نماز، قربانی، حج اور صدقہ وغیرہ کچھ نہیں جانتے ہوں گے اور کلمہ بھی پڑھیں گے تو وہ صرف اپنے باپ دادا کی نقل کر کے پڑھیں گے، کلمہ کی حقیقت کو نہیں جانتے ہوں گے۔

دیکھو! یہ حدیثیں ہمیں اس لیے سننی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا مصداق بننے سے ہماری اور ہماری نسلوں کی حفاظت فرمائے، آمین۔

معاملات میں بخیلی کے سوا کچھ نہیں ہوگا

ابن ماجہ شریف کی ایک دوسری حدیث میں عجیب مضمون آیا ہے، حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: معاملات میں کنجوسی کے سوائے اور کچھ نہیں ہوگا۔

یعنی امت میں ایک دور ایسا آئے گا کہ لوگ جو معاملات کریں گے تو اس میں آپس میں بخیل بن جائیں گے۔

غریبی بہت بڑھ جائے گی

آگے ارشاد فرمایا: دنیا میں غریبی بہت بڑھ جائے گی۔

اس وقت دنیا کا حال یہی ہے کہ غریب غریبی میں بڑھتے جارہے ہیں اور چند مال دار مال داری میں بڑھتے چلے جارہے ہیں۔

آگے فرمایا: اور قیامت سب سے خراب لوگوں پر آئے گی اور اس وقت ہدایت کی بات کہنے والا کوئی نہیں ہوگا، صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام آکر آسمان سے ہدایت

کی بات بتائیں گے، جب عیسیٰ علیہ السلام انتقال کر جائیں گے تو پھر اس کے بعد دنیا کے حالات اور بھی زیادہ کمزور ہو جائیں گے؛ یعنی ہدایت اور اصلاحی سلسلے کمزور ہو جاویں گے یا رک جائیں گے۔

فرات ندی سے سونے کا پہاڑ نکلے گا

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ : لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَحْسِرَ الْفُرَاتُ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ يَقْتَتِلُ النَّاسُ عَلَيْهِ فَيُقْتَلُ مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وَّ تِسْعُونَ وَ يَقُولُ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ : لَعَلِّي أَكُونُ أَنَا الَّذِيْ أَنْجُو .[المسلم: كتاب الفتن وأشراط الساعة ، رقم الحديث/2894]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ دریائے فرات سے سونے کا پہاڑ نکل آئے جس پر لوگوں کا قتل وقتال ہوگا اور ہر سو میں سے ناوے آدمی قتل کیے جائیں گے اور ان میں سے ہر آدمی کہے گا: شاید میں ہی وہ ہوں جسے نجات حاصل ہوگی (اور یہ خزانہ میرے قبضے میں رہ جائے گا)۔

فرات ندی بغداد اور عراق سے بہتی ہے، اس ندی کی لمبائی تقریباً ۲۸۰۰ کلو میٹر ہے۔

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کا حاصل یہ ہے کہ ندی کا پانی سوکھ جائے گا۔ اِس وقت تو فرات ندی میں پانی ہے؛ لیکن قیامت سے پہلے ایک وقت آئے گا کہ پوری ندی کا پانی سوکھ جائے گا اور اندر سے سونے کا پہاڑ نکلے گا۔

سونا حاصل کرنے کے لیے لڑائی اور ننانوے فی صد لوگوں کا قتل ہونا

جب سونے کا پہاڑ نکلے گا تو اس کو حاصل کرنے کے لیے لوگ لڑائی کریں گے اور اس لڑائی میں اتنے زیادہ لوگ مارے جائیں گے کہ سو میں سے ننانوے آدمی قتل ہوں گے، یہ ہر سو میں سے ننانوے کی مقدار ہے، یہ نہیں کہ صرف سو میں سے ننانوے مریں گے اور ایک زندہ رہے گا؛ بلکہ جتنے لوگ لڑنے کے لیے جائیں گے ان میں سے ہر سو میں سے ننانوے مریں گے اور صرف ایک آدمی ان میں زندہ بچے گا؛ گویا ننانوے فی صد (پرسنٹ) آدمی مر جائیں گے اور ایک فی صد آدمی زندہ بچیں گے، کیسا عجیب فتنے کا دور آئے گا!

ہر آدمی کی لالچ

یہ لڑائی صرف سونے کے خاطر ہوگی اور ہر آدمی جب لڑائی میں آگے بڑھے گا تو وہ یہ لالچ کرے گا کہ شاید میں بچ جاؤں اور سارے لوگ مارے جائیں اور میرے ہاتھ میں سونے کا پہاڑ آجائے۔

آج دنیا میں بہت سارے لوگوں کی یہی آرزو ہوتی ہے کہ سامنے والا آدمی ناکام ہو جائے اور میں کامیاب ہو جاؤں، سامنے والا آدمی مر جائے اور میں زندہ رہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنی بڑی پیشین گوئی ([illegible]) فرمائی کہ: جو بھی آدمی سونا لینے جائے گا تو ہر ایک کی دل کی یہ آرزو ہوگی کہ سامنے والے مر جائیں اور

میں زندہ رہ جاؤں!

یہ انسان کتنا غرض پرست ہے کہ سونے کے لیے دوسرے کی موت کی آرزو کرے گا!

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اپنی امت کو لالچ سے بچنے کی تاکید

آگے روایت میں ہے کہ ہم مسلمانوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصیحت فرمائی کہ: اگر تم لوگ تمھاری زندگی میں وہ زمانہ پاؤ کہ فرات ندی سے سونے کے پہاڑ ظاہر ہو جائیں اور سونے کے خزانے کھل جائیں تو تم اس میں سے کچھ مت لینا۔

اللہ تعالیٰ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہم سب کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے کہ انھوں نے ہم کو نصیحت فرمادی کہ ایسے لڑائی جھگڑے والے خزانے کو حاصل کرنے کے پیچھے مت پڑنا۔ یہ بہت بڑی خیر خواہی ہے

آج کے دور میں بھی ہمارے لیے یہی بڑی نصیحت ہے کہ جو مال و دولت اطمینان کے ساتھ حاصل ہو اس میں اللہ سکون عطا فرماتے ہیں۔

دل کا سکون کہاں؟

ابھی کچھ دن پہلے ہمارے تعلق رکھنے والوں میں سے ایک صاحب کا معاملہ تھا تو میں نے اس بھائی سے پوچھا کہ: آج سے بیس سال پہلے ہر مہینے دس ہزار روپے کماتے تھے اور آج شاید دس لاکھ روپے کماتے ہوں گے تو بتاؤ کہ دونوں میں سکون والی زندگی کونسی تھی؟

انھوں نے اقرار کیا کہ: واقعتاً آپ نے صحیح سوال کیا، بیس سال پہلے میں دس

ہزار روپے کما کر جس سکون سے زندگی گزارتا تھا، آج دس لاکھ سے بھی زیادہ ماہانہ کما کر بھی وہ سکون نہیں ہے؛ بلکہ سکون ختم ہو گیا ہے۔

وہ دولت کس کام کی جس دولت کے ساتھ آدمی کو سکون نہ ملتا ہو اور ہر وقت ٹینشن لگا رہتا ہو؟

اللہ تعالیٰ مال و دولت کی حرص اور لالچ سے ہم سب کے دلوں کو پاک صاف فرمائے، آمین۔

دوسرے کو بے چین کر کے انسان خود چین سے نہیں رہ سکتا

ابھی چند ہی روز پہلے ہمارے ایک بہت ہی قریبی تعلق رکھنے والے بھائی کا اپنی بیوی سے کچھ معاملہ ہو گیا، انھوں نے غصے میں بیوی پر ہاتھ چلا دیا، گھر میں چین و سکون کا جو ماحول تھا وہ رُک گیا اور بے چینی کا ماحول ہو گیا، ان کو میرے حضرت شیخ الحدیث مفتی احمد صاحب خانپوری مدظلہ العالی نے نصیحت فرماتے ہوئے ایک عجیب جملہ ارشاد فرمایا:

بھائی! فطرت کا قانون ہے: دنیا میں تم کسی کو بے چین کرو تو دوسرے کو بے چین کر کے تم خود چین سے زندگی نہیں گزار سکتے۔

جو لوگ رات دن دوسروں کا سکون ختم کرنے کے چکر میں رہتے ہیں وہ خود بھی ایسی ہی بے چینی والی بے مزہ زندگی گزارتے ہیں؛ اس لیے خود بھی چین سے رہو اور دوسروں کو بھی چین سے رہنے دو، صرف مال و دولت، دنیوی عہدہ، فانی و عارضی عزت حاصل کرنے کے لیے دوسروں کے چین و سکون کو ختم نہ کرو۔

میراث اور رشتے داروں کے معاملہ میں وسیع دل رکھنے کے برکات

جب میراث کی تقسیم وغیرہ کا موقع ہوتا ہے تو بعض لوگ بہت سختی اور ضد سے کام لیتے ہیں اور گھر اور رشتے داروں میں جھگڑے کرتے ہیں اور لڑائی جھگڑے بہت سی مرتبہ انسان کو بہرہ گونگا بنا دیتے ہیں، انسان صحیح اور مناسب بات بھی سمجھنے کے لیے تیار نہیں ہوتا، قرآن میں اس کی طرف اشارہ فرمایا:

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ﴿٢٢﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ﴿٢٣﴾

(محمد)

ترجمہ: پھر کیا تم سے (ایسی) توقع (لگائی جا سکتی) ہے کہ اگر تم کو حکومت مل جاوے تو تم زمین میں فساد مچاؤ اور اپنے رشتوں کو کاٹ ڈالو ﴿۲۲﴾ یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دور کر دیا، پھر ان کو (اللہ تعالیٰ کی باتیں سننے سے) بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں اندھی کر دی۔

حالاں کہ کوشش ایسی ہونی چاہیے کہ میراث اور دوسرے معاملات میں نرمی برتیں، سخاوت اور دریا دلی سے کام لیں، اس کی برکت سے خاندان میں جوڑ اور محبت ہوتی ہے۔

ہمارے حضرت مفتی احمد صاحب خانپوری مدظلہ العالی اس سلسلے میں ایک بہت ہی اہم نصیحت فرماتے ہیں کہ:

جس نے بھی میراث اور رشتے داروں کے معاملے میں جھگڑا ختم کرنے کے

لیے یا جھگڑے سے بچنے کے لیے ایثار سے کام لیا، شرعی حصے سے بھی کچھ کم لے کر راضی ہوگیا اور جھگڑے کو بند کرنے کی محنت کی تو اللہ تعالیٰ اس کو مال و دولت میں عجیب و غریب برکت سے نوازتے ہیں، فرماتے ہیں کہ: اس کا خوب مشاہدہ ہوا۔

اس لیے مال و دولت کی لالچ دل سے نکالو، اور جھگڑے، فتنے سے بچنے کی پوری کوشش کرو۔

نوٹ: دیکھو! اس وقت فرات ندی جہاں بہتی ہے اس علاقے میں کیسے سیاسی حالات چل رہے ہیں، لگتا ایسا ہے کہ وہ سونے کا پہاڑ نکلنے کا وقت قریب آ گیا ہے اور اس پر قبضہ کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔

قیامت کے قریب ٹینشن انتہا کو پہنچ جائے گا

عن أَبی هريرة رضی اللہ عنہ قال قَالَ رسولُ اللهِ ﷺ : والَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتَّى يَمُرَّ الرجُلُ على القَبْرِ ، فَيَتَمَرَّغَ عَلَيْهِ وَ يَقُولُ : يَالَيْتَنِي كُنْتُ مَكَانَ صَاحِبِ هذَا القَبْرِ ! وَلَيْسَ بِهِ الدِّينُ ، ما بِهِ إلاَّ البَلاَءُ . (متفق عليه)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! دنیا ختم نہیں ہوگی؛ یہاں تک کہ کوئی آدمی قبر پر سے گزرے گا تو اُس قبر پر لوٹے گا اور کہے گا: کاش! اس قبر والے کی جگہ پر مَیں ہوتا! (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں) اس کی یہ تمنا دین داری کی وجہ سے نہیں ہوگی؛ بلکہ آزمائش اور ٹینشن کی وجہ سے ہوگی۔

بعض مرتبہ آدمی موت کی تمنّا اس لیے کرتا ہے کہ وہ ایسے ماحول میں زندگی گزار رہا ہوتا ہے کہ اس کو ایمان کا اندیشہ ہوتا ہے، تو دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! میرے ایمان پر آنچ آوے اس سے پہلے مجھے دنیا سے اُٹھا لے؛ یہ تمنّا تو پسندیدہ ہے؛ لیکن کسی مصیبت کی وجہ سے ایسی تمنّا کرنا ناپسندیدہ ہے۔

آج کل ہر آدمی ٹینشن میں ہے اور قیامت کے قریب ٹینشن انتہا کو پہنچ جائے گا، ہر چیز ہونے کے باوجود آدمی اتنے ٹینشن میں ہوگا کہ کسی قبر پر سے گزرے گا تو اس پر لوٹے گا۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اُس وقت حالات کیسے سخت ہوں گے!

لوٹنے کا مطلب ''الٹ پلٹ ہونا'' جیسے کسی کو پیٹ میں پتھری کا درد ہو تو وہ کیسا زمین پر الٹ پلٹ کرتا ہے؟

یہ حدیث آج کے حالات پر بڑی زبردست ہے، اگر ہم غور کریں تو ہمیں یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی صحیح اور سچی بات بتلائی تھی، میں آپ کو صحیح اور سچی بات بتلاؤں! میں آج کل اپنے کانوں سے بڑے بڑے لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنتا ہوں اور ان کے منہ اور زبان کو روکنا پڑتا ہے، وہ یوں کہتے ہیں کہ: کاش ہم مر گئے ہوتے اور قبر میں ہوتے!

ایسے ٹینش کے دور سے انسان گذر رہا ہے اور یہ بھی سمجھ لو کہ یہ ٹینشن کوئی غریبی کی وجہ سے نہیں ہوتا، عام طور پر آپ کو کوئی غریب ٹینشن میں نظر نہیں آئے گا، اس کو دو روٹی ملی تو کھا کر کھلے راستے پر یا ریلوے اسٹیشن پر میٹھی نیند سو رہا ہوتا ہے، یہ وہ لوگ آپ کو ملیں گے جو دنیا میں بڑے مال و دولت والے کہے جاتے ہیں، وہ ایسے فتنے کی

وجہ سے دنیا میں پریشان ہیں، حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: قیامت کے قریب اتنے خطرناک ٹینشن عام ہونے والے ہیں۔

اس کی وجہ: بس ہائے دنیا ہائے دنیا ہے، کیسے میرا مال بڑھے اور مال سلامت رہے اسی چکر میں انسان رہتا ہے، وہ دولت کس کام کی جس میں آدمی کو سکون نہ ملے، کامیابی تو سکون کا نام ہے، جس کامیابی میں سکون نہ ہو وہ کس کام کی؟

کوئی زکوۃ اور صدقہ لینے والا نہیں ہوگا

ایک اور حدیث سن لیجیے!

عن أَبي موسىٰ الأَشعريِّ رضي الله عنه : أَنَّ النبيَّ ﷺ قال: لَيَأْتِيَنَّ عَلىٰ النَّاسِ زَمَانٌ يَطُوفُ الرَّجُلُ فِيهِ بِالصَّدَقَةِ مِنَ الذَّهَبِ فَلاَ يَجِدُ أَحَداً يَأْخُذُهَا مِنهُ، وَيُرَى الرَّجُلُ الوَاحِدُ يَتْبَعُهُ أَرْبَعُونَ امْرَأَةً يَلُذْنَ بِهِ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَاءِ. (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی صدقہ کے طور پر دینے کے لیے اپنا سونا لے کر پھرے گا اور کوئی ایک آدمی بھی ایسا نہیں پائے گا جو اس کو قبول کرے۔ (یعنی ہر ایک منع کردے گا کہ مجھے ضرورت نہیں ہے) اور مردوں کی کمی اور عورتوں کے زیادہ ہونے کی وجہ سے (ایسا حال ہوگا کہ) ایک آدمی کے پاس چالیس چالیس عورتیں پناہ حاصل کر رہی ہوں گی۔

اسی لیے میں کہا کرتا ہوں کہ: بھائی! یہ مدرسوں کے سفیر جو آپ کے پاس آپ

کے صدقات وزکوۃ کی رقم لینے آتے ہیں، یہ اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے کہ وہ آپ کے دروازے پر لینے آتے ہیں، ان کا شکر یہ ادا کرو؛ حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت سے پہلے ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ کوئی لینے تو نہیں آئے گا، ہم خود دینے جائیں گے تب بھی کوئی نہیں لے گا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان پر ہمارا ایمان ہے، یہ دنیا میں ہونا ہے۔

قیامت کے قریب مَردوں کے مقابلے میں عورتیں زیادہ ہوں گی

دوسری بات اوپر والی حدیث میں یہ ارشاد فرمائی کہ: مردوں کی کمی اور عورتوں کی تعداد اتنی ہو جائے گی کہ ایک آدمی کے پاس چالیس چالیس عورتیں پناہ لے گی۔

اس حدیث کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ قیامت سے پہلے دنیا میں جنگیں اور لڑائیاں اتنی ہوں گی کہ اس میں بہت سارے مرد مر کر ختم ہو جائیں گے اور عورتیں باقی رہیں گی اور جو چند مرد باقی رہیں گے ان کو سب عورتوں کی ذمے داری اٹھانی پڑے گی۔

دوسرا مطلب حدیث کا یہ بھی ہے کہ: عورتوں کی پیدائش بڑھ جائے گی؛ یعنی لڑکے کم پیدا ہوں گے اور لڑکیاں زیادہ پیدا ہوں گی، ظاہر ہے کہ لڑکے کم پیدا ہوں گے اور لڑکیاں زیادہ پیدا ہوں گی تو ایک مرد کے ذمے میں چالیس چالیس عورتیں ہوں گی۔

صبح خنزیر کی شکل میں

ایک دوسری حدیث سنیے! حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ کھانے پینے اور کھیل تماشے میں رات گزاریں گے، جب صبح ہو گی تو سب کے سب خنزیر بن چکے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ایسے حالات سے حفاظت فرمائے، آمین۔

زنا، شراب اور گانے بجانے کو حلال سمجھنے والوں پر عذاب

دوسری ایک اہم بات ایک حدیث سنا کر عرض کرتا ہوں، حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: میری امت میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو زنا کرنا، ریشم کے کپڑے پہننا، شراب پینا، گانے بجانے کو حلال سمجھ لیں گے اور ان میں سے کچھ لوگ پہاڑوں پر رہنے چلے جائیں گے، ان کے چرانے والے صبح وشام جانور لے کر ان کے پاس جائیں گے، پھر لے آئیں گے، ان کے پاس کوئی فقیر اپنی حاجت کے لیے جائے گا تو وہ ٹال مٹول کریں گے؛ لیکن اللہ تعالیٰ رات میں ان لوگوں کو ہلاک کر دیں گے۔

یعنی زنا، شراب اور گانے بجانے میں پیسے خرچ کرنا ان کے لیے آسان ہوگا؛ لیکن اللہ کے دین کے کاموں کے لیے کوئی مانگنے جائے تو ٹال مٹول کرے اور کہے کہ: کل آنا۔ اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں کی کوئی ضرورت نہیں، کل آنے سے پہلے رات ہی کو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہلاک کر دیں گے، پہاڑ ان پر گرائیں گے اور بچنے والوں کو اللہ تعالیٰ قیامت تک بندر اور خنزیر کی صورتوں میں بدل دیں گے۔ یہ سب چیزیں حضور ﷺ کی فرمائی ہوئی ہیں اور اس کے مطابق دنیا میں ہونا طے ہے۔

اللہ کو ناراض کرنے کی وجہ سے حالات

ایک بات سن لو! یہ دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتا

ہے، ہم نے اللہ کو ناراض کر رکھا ہے؛ اس لیے یہ حالات ہم پر آ رہے ہیں۔

حالات دور کرنے کا طریقہ: استغفار کی کثرت

اب یہ حالات کیسے دور ہوں گے؟

قرآن کی ایک آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمادیا:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۝۳۳ (الانفال)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کی یہ شان بھی نہیں ہے کہ وہ لوگ استغفار کرتے ہوں پھر بھی ان پر عذاب بھیج دیویں۔

استغفار کی طاقت

استغفار کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ عذاب نہیں دیا کرتے؛ بلکہ استغفار ایسی زبردست چیز ہے کہ آیا ہوا عذاب بھی دور ہو جاتا ہے؛ اس لیے میری آپ سے دردِ دل سے درخواست ہے کہ: زیادہ سے زیادہ استغفار کرو، کم سے کم آخری درجے میں روزانہ سو مرتبہ استغفار کریں۔

اس وقت ہمارے پاس کوئی طاقت نہیں ہے؛ سوائے اللہ کی مدد کے۔

پانچ دعائیں

میں نے حضرت مجددِ الف ثانیؒ کی ایک بات پڑھی تھی کہ پوری امت کے لیے پانچ دعائیں مانگو:

ایک مغفرت کی: اَللّٰھُمَّ اغفر لامة سیدنا محمد ﷺ۔

دوسری رحمت کی:

اللّٰھُمَّ ارحم امة سیدنا محمد ﷺ.

تیسری اللہ تعالیٰ امت سے درگذر کریں:

اللّٰھُمَّ تجاوز عن امة سیدنا محمد ﷺ.

چوتھی امت کے حالات کو درست کردیویں:

اللّٰھُمَّ اصلح شان امة سیدنا محمد ﷺ.

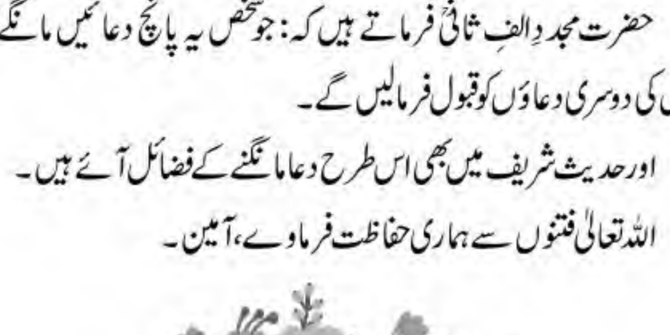
پانچویں اللہ تعالیٰ امت کی مدد فرماویں:

اللّٰھُمَّ انصر امة سیدنا محمد ﷺ.

حضرت مجددِ الفِ ثانیؒ فرماتے ہیں کہ: جو شخص یہ پانچ دعائیں مانگے گا اللہ تعالیٰ اس کی دوسری دعاؤں کو قبول فرمالیں گے۔

اور حدیث شریف میں بھی اس طرح دعا مانگنے کے فضائل آئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فتنوں سے ہماری حفاظت فرماوے، آمین۔



قیامت کی بہتّر (۷۲) نشانیاں

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے قریب بہتّر (۷۲) باتیں پیش آئیں گی:

۱	لوگوں میں نمازوں کا اہتمام ختم ہو جائے گا۔
۲	امانت میں خیانت کرنے لگیں گے۔
۳	سود کھانے لگیں گے۔
۴	جھوٹ کو حلال سمجھنے لگیں گے۔
۵	معمولی معمولی باتوں پر خونریزی کرنے لگیں گے۔
۶	اونچی اونچی بلڈنگیں بنائیں گے۔
۷	دین بیچ کر دنیا جمع کریں گے۔
۸	قطع رحمی، یعنی رشتہ داروں سے بدسلوکی ہوگی۔
۹	انصاف کم ہو جائے گا۔
۱۰	جھوٹ سچ بن جائے گا۔
۱۱	ریشم کا لباس پہنا جائے گا۔
۱۲	ظلم عام ہو جائے گا۔
۱۳	طلاقوں کی زیادتی ہوگی۔
۱۴	ناگہانی (اچانک والی) موت عام ہو جائے گی۔
۱۵	خیانت کرنے والے کو امانت دار سمجھا جائے گا۔

۱۶	امانت دار کو خیانت کرنے والا سمجھا جائے گا۔
۱۷	جھوٹے انسان کو سچا سمجھا جائے گا۔
۱۸	سچے انسان کو جھوٹا کہا جائے گا۔
۱۹	ایک دوسرے پر جھوٹی تہمتیں لگائیں گے۔
۲۰	بارش کے باوجود گرمی ہوگی۔
۲۱	لوگ اولاد کو ناپسند اور بوجھ سمجھیں گے۔
۲۲	کمینے لوگ عیش وعشرت کے ساتھ زندگی گذاریں گے۔
۲۳	شریفوں کے ناک میں دم آجائے گا۔
۲۴	امیر اور وزیر جھوٹ کے عادی بن جائیں گے۔
۲۵	امانت دار خیانت کرنے لگیں گے۔
۲۶	سردار ظلم کرنے والے ہوں گے۔
۲۷	عالم اور قاری بدکردار ہوں گے۔
۲۸	لوگ جانوروں کی کھالوں کا لباس پہنیں گے۔
۲۹	مگران کے دل مردار سے زیادہ بدبودار ہوں گے۔
۳۰	اور ایلوے (ایک قسم کا کڑوا پودا) سے زیادہ کڑوے ہوں گے۔
۳۱	سونا (پہننا) عام ہوجائے گا۔
۳۲	چاندی کی مانگ بڑھ جائے گی۔
۳۳	گناہ زیادہ ہوجائیں گے۔

۳۴	امن کم ہوجائے گا۔
۳۵	قرآن کریم کے نسخوں کوآراستہ کیا جائے گا۔
۳۶	مسجدوں میں نقش ونگار کیے جائیں گے۔
۳۷	اونچے اونچے مینارے بنائیں گے۔
۳۸	لیکن دل ویران ہوں گے۔
۳۹	شرابیں پی جائیں گی۔
۴۰	شرعی سزاؤں کوختم کردیا جائے گا۔
۴۱	باندی اپنے آقا کو جنے گی؛ یعنی بیٹی ماں پر حکمرانی کرے گی اور اس کے ساتھ ایسا سلوک کرے گی جیسے آقا اپنی باندی کے ساتھ سلوک کرتا ہے۔
۴۲	ننگے پاؤں ، ننگے سر، ننگے بدن اور خاندانی و اخلاقی اعتبار سے نچلے درجے کے لوگ بادشاہ بن جائیں گے۔
۴۳	تجارت میں عورت مرد کے ساتھ شرکت کرے گی۔
۴۴	مرد عورتوں کی مشابہت کریں گے۔
۴۵	عورتیں مردوں کی مشابہت کریں گی۔
۴۶	اللہ کے علاوہ کی قسمیں کھائی جائیں گی۔
۴۷	مسلمان بھی بغیر کہے جھوٹی گواہی دینے کو تیار ہوجائیں گے۔
۴۸	صرف جان پہچان کے لوگوں کو سلام کیا جائے گا۔

۴۹	دین کا علم دنیا کمانے کے لیے حاصل کیا جائے گا۔
۵۰	آخرت کے کام سے دنیا کمائی جائے گی۔
۵۱	غنیمت کے مال کو ذاتی دولت اور ملکیت سمجھا جائے گا۔
۵۲	امانت کو غنیمت کا مال سمجھا جائے گا۔
۵۳	زکوۃ کو جرمانہ اور ٹیکس سمجھا جائے گا۔
۵۴	سب سے گھٹیا آدمی قوم کا لیڈر اور سردار بن جائے گا۔
۵۵	آدمی اپنے باپ کی نافرمانی کرے گا۔
۵۶	آدمی اپنی ماں سے بدسلوکی کرے گا۔
۵۷	دوست کو نقصان پہنچانے میں شرم نہیں کرے گا۔
۵۸	شوہر بیوی کی اطاعت کرے گا۔
۵۹	برے لوگوں کی آوازیں مسجدوں میں بلند ہوں گی۔
۶۰	گانے والی عورتوں کی عزت کی جائے گی۔
۶۱	گانے بجانے اور موسیقی کے آلات کو سنبھال کر رکھا جائے گا۔
۶۲	کھلم کھلا شرابیں پی جائیں گی۔
۶۳	ظلم کو فخر سمجھا جائے گا۔
۶۴	انصاف بکنے لگے گا۔
۶۵	پولیس والوں کی کثرت ہوجائے گی۔

۶۶	قرآنِ کریم کو نغمہ سرائی کا ذریعہ بنالیا جائے گا، یعنی موسیقی کے بدلے میں قرآن کی تلاوت کی جائے گی، تاکہ اس کے ذریعہ ترنم کا حظ اور مزہ) حاصل ہو اور قرآن کی دعوت اور اس کو سمجھنے یا اس کے ذریعہ اجر وثواب حاصل کرنے کے لیے تلاوت نہیں کی جائے گی۔
۶۷	درندوں کی کھال کے موزے بنائے جائیں گے۔
۶۸	امت کے پہلے بزرگوں کو برا بھلا کہنے لگیں گے۔
۶۹	یا تو تم پر سرخ آندھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آجائے۔
۷۰	یا زلزلے آجائیں۔
۷۱	یا لوگوں کی صورتیں (بندروں یا خنزیروں کی شکل میں) بدل جائیں۔
۷۲	یا آسمان سے پتھر برسیں یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی اور عذاب آجائے۔

(درِ منثور، تفسیرِ سورۂ محمد آیت:۱۶)

اب ہم ان علامات میں ذرا غور کرکے دیکھیں کہ یہ سب علامات ایک ایک کرکے کس طرح ہمارے معاشرے پر صادق آرہی ہیں اور اس وقت جو عذاب ہم پر مسلط ہے وہ درحقیقت انہیں بداعمالیوں کا نتیجہ معلوم ہورہا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرمائے اور نافرمانیوں سے حفاظت میں رکھے، آمین۔

دعا

اللّٰھم صل علی محمد و بارک و سلم.

اے اللہ! ہمارے گناہوں کو معاف فرما دیجیے۔ اے اللہ! آپ ہم سب کی زندگی کو تیری مرضی والی بنا دیجیے۔ جن کاموں سے آپ ناراض ہوتے ہیں ان سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔ جن کاموں سے آپ راضی ہوتے ہیں ان کاموں کو زیادہ سے زیادہ کرنے کی توفیق عطا فرما دیجیے۔ اے اللہ! ہماری عمروں میں برکت عطا فرما۔ ہماری اولادوں کو نیک اور صالح بنا۔ ان کی اسلامی تعلیم اور تربیت فرما دے۔ ہماری اولاد میں ذاکرین، شاکرین، علماء، صلحاء، اولیاء اللہ پیدا فرما۔ ان کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سرور بنا دے۔ برے ماحول، بری صحبت، بری دوستی سے ہماری اولاد کی مکمل حفاظت فرما۔ ہم کو، ہماری اولادوں کو، اور ہماری نسلوں کو اپنے دین کی مقبول خدمات کے لیے قبول فرما لیجیے۔ اے اللہ! جو بیمار ہیں ان کو شفا عطا فرما دے۔ جو جس پریشانی میں ہیں اپنے کرم سے ان کی پریشانی کو دور فرما۔ ہمیں زندگی میں بار بار مکہ مدینہ کی حاضری نصیب فرما۔ ہمیں ایمانِ کامل، یقینِ کامل عطا فرما۔ اے اللہ! حضرت نبی کریم ﷺ سے سچی، پکی اور کامل محبت اور پیار عطا فرما۔ زندگی کا ہر کام حضور ﷺ کی سنت کے مطابق کرنے کی توفیق و سعادت عطا فرما۔ اے اللہ! جہنم کی آگ سے چھٹکارا عطا فرما۔ قبر کے عذاب سے حفاظت فرما۔ سکراتِ موت سے حفاظت فرما۔ دنیا و آخرت کی ذلت اور رسوائی سے حفاظت فرما۔ دنیا آخرت کی پریشانیوں سے حفاظت فرما۔ اے اللہ! اپنے فضل و کرم اور مہربانی سے ہم سب کو جنت الفردوس کا اولین داخلہ نصیب فرما۔ پورے عالم کے مسلمانوں کی اجتماعی و انفرادی تکلیفوں کو دور فرما دیجیے۔ پورے عالم میں ہدایت کی ہواؤں کو چلا دیجیے۔ ہم سب کی دلی جائز تمناؤں کو پورا فرما دیجیے۔ اے اللہ! حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے جتنی بھلائیاں مانگیں اور بتلائیں ہمیں اور پوری امت کو عطا فرما۔ جن شرور سے پناہ چاہی ہماری اور پوری امت کی حفاظت فرما، آمین۔